نورُ الابصار

بذکر النّبیّ المختار ﷺ

(سیرت و فضائل نبوی ﷺ کا مختصر تذکرہ)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

نور الابصار

بذکر النبی المختار ﷺ

﴿سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ کا مختصر تذکرہ﴾

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 140-140-111-042

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695-042

www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org

نام کتاب	:	نور الابصار بذکر النبی المختار ﷺ	
تالیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	
پروف ریڈنگ	:	محمد تاج الدین کلامی	
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّت ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk	
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور	
اِشاعت نمبر 1	:	ستمبر 1992ء	(1,100)
اِشاعت نمبر 2	:	مارچ 1993ء	(3,000)
اِشاعت نمبر 3 تا 13	:	اگست 1994ء تا اگست 2009ء	(19,600)
اشاعت نمبر 14	:	مئی 2010ء	(1,100)
اشاعت نمبر 15	:	مارچ 2011ء	(1,200)
اشاعت نمبر 16	:	فروری 2012ء	(1,200)
اشاعت نمبر 17	:	نومبر 2013ء	(1,200)
اشاعت نمبر 18	:	اپریل 2015ء	(1,200)
اشاعت نمبر 19	:	نومبر 2017ء	
تعداد	:	1,100	
قیمت	:	-/240 روپے	

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور خطبات و لیکچرز کی CDs / DVDs وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریک منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk
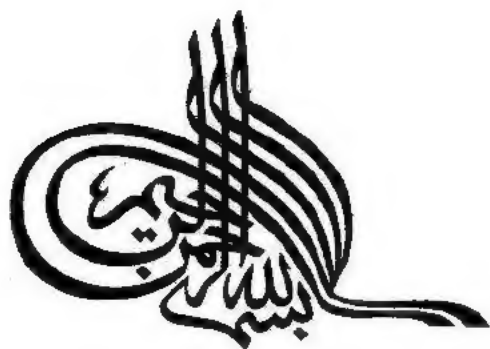
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ﴾

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۹۷۰-۳-۷۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۱-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

موجودہ دور میں سیرت نبوی ﷺ اور فضائل نبوی پر بالعموم الگ الگ کتب اور رسائل تصنیف کئے جاتے ہیں دونوں مضامین یک جا بیان کرنے کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔ جس سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے تعلق نسبت' عقلی اور قلبی دو الگ حصوں میں تقسیم ہوتی جا رہی ہے۔ نتیجتہً محبت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ دو علیحدہ ابواب تصور ہونے لگے ہیں اس روش سے ہماری نوجوان نسل کو ایمان بالرسالت کے باب میں آرزو تھی کہ اسلاف اور قدماء محدثین کے طریق پر ایک ایسی مختصر کتاب تالیف کی جائے جو بیک وقت فضائل نبوی ﷺ 'خصائل نبوی ﷺ اور شمائل نبوی ﷺ کے تینوں مضامین کی جامع اور اطاعت واتباع کے دونوں ایمانی گوشے یک جا کرنے والی بھی ہو۔ مزید یہ کہ اس کا انداز سادہ' عام فہم اور بیانیہ ہو' اس میں ہر موضوع سے متعلق احادیث و روایت اور اخبار و آثار' تراجم کی شکل میں اپنی مختصر سندات اور ماخذ کے ساتھ جمع کر دیئے جائیں۔ جسے تمام اہل محبت اپنے ذوق ایمانی کی تسکین کے لئے آسانی سے پڑھ سکیں۔ اور اپنی خلوت و جلوت میں حضور ﷺ کے ذکر حسین سے لذت اور حلاوت ایمانی حاصل کر سکیں۔ الحمد اللہ! یہ آرزو بتوفیق الٰہی اس مجموعہ کو ترتیب دینے سے پوری ہوئی۔ اس مجموعہ کی تیاری میں جن کتب سے مدد لی گئی ہے ان میں صحیح بخاری' صحیح مسلم' جامع ترمذی' مشکواۃ المصابیح' شمائل ترمذی' وفاء الوفاء' المواہب اللدنیہ' شرح المواہب للزرقانی' حاشیہ الشمائل للبیجوری' الانوار المحمدیہ للنبہانی' الشمامہ العنبریہ' شیم الحبیب' سیرت النبی للشبلی اور نشر الطیب شامل ہیں۔ بعض ذاتی تصنیفات کے چند متعلقہ حصے بھی اس میں مناسب خیال کرتے ہوئے شامل کر دیئے ہیں۔ مذکورہ بالا بعض کتب سے محض احادیث اور روایات لی گئی ہیں اور بعض کتب کے متعلقہ مقامات جزوی طور پر مضمون کی مناسبت سے معمولی رد و بدل کے ساتھ لے لئے گئے ہیں۔ اسی طرح بعض عربی کتب کے

تراجم احقر نے حسبِ ضرورت خود کر کے شامل کتاب کئے ہیں۔ اور بعض کے مطبوعہ تراجم ہی ضروری ترمیمات و تصحیحات کے ساتھ اختیار کر لئے گئے ہیں۔

چنانچہ یہ تالیف مسلسل کتب حدیث، کتب سیر، کتب فضائل اور کتب شمائل کے ایک منتخب مجموعہ کی حیثیت رکھتی ہے اس میں حضور ﷺ کے نورِ اقدس کی خلقت، آپ کی ولادت با سعادت، آپ کا حلیہ مبارک، آپ کی طرز معاشرت، آپ کا اسباب دنیوی کا اختیار فرمانا، آپ کے خصائص مبارکہ، آپ کے اخلاق مبارکہ، آپ کی خشیت الٰہی اور ذوق عبادت، آپ کی محبت و تعظیم میں صحابہ کرام کے معمولات، آپ کے معجزات و تصرفات، آپ کے برزخی اور اخروی احوال اور آپ کی شان اقدس میں منتخب نعتیہ کلام۔ الغرض آپ کے ذکر حسین کے بہت سے پہلو اختصار کے ساتھ سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ احقر نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں بخاری، مسلم اور ترمذی کی چالیس منتخب احادیث کا ایک الگ مجموعہ ''الاربعین فی فضائل النبی الامین ﷺ'' کے نام سے مرتب کیا تھا۔ اسے بھی اس کتاب میں گیارہویں باب کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ ہر چند کہ شانِ رسالت مآب ﷺ کے موضوع پر حسب توفیق احقر کی کئی دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ''سیرۃ الرسول ﷺ'' کے نام سے چند جلدوں پر سیرت النبی ﷺ کی مستقل کتاب بھی مرتب ہو رہی ہے۔ مگر یہ سارا کام مزاجاً تحقیقی، علمی اور فکری نوعیت کا ہے، جبکہ زیر نظر مجموعہ ذکر رسول ﷺ کے متفرق حسین تراشوں کو محض ترتیب دینا ہے۔ اسے بصد عجز و نیاز حضرت امام شرف الدین بوصیری (صاحب قصیدہ بردہ) کی طرح حضور نبی اکرم رحمتِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اُمید کرتا ہوں کہ اہل ایمان اس مجموعہ سے محافل میلاد اور مجالس سیرت میں استفادہ کریں گے۔ اور احقر کے لئے مغفرت و قبولیت کی دعا فرمائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَعَلٰى اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَ اَهْلِ بَيْتِکَ يَا حَبِيْبَ اللهِ.

خاک کوئے مدینہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

باب اول

نور محمدی ﷺ

خلقت سے ولادت نبوی ﷺ تک

اس باب میں حضور ﷺ کی خلقت مبارکہ سے ولادت مطہرہ تک کا ذکر نہایت مختصر طریق پر کر دیا گیا ہے تاکہ اہل ایمان و محبت اسے ہر وقت تنہائی میں اور مجالس میں بالخصوص محافل میلاد میں سہولت اور ذوق و شوق سے پڑھ سکیں اور سن سکیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرے کا کیا فائدہ ہے اور اس کی شرعی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟ تو جان لو کہ اہلِ محبت کو ایسے سوال کی ہرگز ضرورت نہیں پڑتی ان کے لئے تو یہی کافی ہے کہ انہیں اپنے محبوب ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا کچھ حال معلوم ہو۔ بلکہ وہ تو یوں کہیں گے! کچھ اور سناؤ ابھی طبیعت سیراب نہیں ہوئی یہ سوال اہلِ دیل کر سکتا ہے یا اہل انکار۔

آگاہ رہو کہ اہل انکار کو جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں ان کے لئے خاموشی بہتر ہے البتہ اہلِ دیل کے لئے اتنا کافی ہے کہ اللہ کے پیاروں کی ولادت کا تذکرہ اللہ رب العزت کی اپنی سنت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر فرمایا اور اس کی تفصیلات بیان کیں۔ جنت میں ان کے قیام و طعام اور زمین پر ھبوط کے واقعات بیان فرمائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت اور آپ کے بچپن کے واقعات کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور بچپن کے حالات بیان فرمائے پھر حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت اور ان کے بچپن کا حال بیان فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کے بچپن کے حال کا ذکر فرمایا اور پھر نفخ روح کے ذریعے حضرت مریم علیہا السلام کے حمل سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت تک کا پورا واقعہ بیان کیا۔ بوقت

ولادت حضرت مریم علیہا السلام کے دردِ زہ' پریشانی اور جملہ کیفیات کا ذکر کیا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تولد ہوا اس مقام کا بیان کیا۔ حضرت مریم علیہاالسلام کو اس وقت قدرتِ الہیہ سے جو خوراک کھجوریں اور پانی مہیا کیا گیا اس کا بیان کیا۔ حتیٰ کہ ان کی قوم کے طعنے آپ کی خاموشی اور اشارے سے جواب' الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بولنا' اور آپ علیہ السلام کا ابتدائی کلام جو آپ نے گہوارے میں کیا سب کچھ بیان فرما کر ارشاد ہوا:

ذَالِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ (مریم' ۱۹:۳۴)

یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) وہ حق بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دو جملوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تخلوق ہونے اور متولد ہونے کا بیان فرما سکتا تھا' مگر اس نے اپنے پیاروں کی ولادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس عمل کو ہمارے لئے قرآنی حکم اور اپنی سنت بنا دیا۔ پھر کائنات میں حضور ﷺ سے بڑھ کر اللہ کا پیارا اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے انبیائے کرام کی ولادتوں کا فقط بیان فرمایا مگر حضور ﷺ کی ولادتِ مطہرہ کی نسبت سے قسم کھائی اور ارشاد فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ (البلد' ۹۰:۱ تا ۳)

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں اور آپ اسی شہر میں رہتے ہیں اور قسم ہے باپ کی اور اس کی اولاد کی۔

ان آیات میں حضور ﷺ کے شہرِ ولادت "مکہ" کی قسم کھائی گئی' آپ ﷺ کے قیام اور رہن سہن کی قسم کھائی گئی' آپ ﷺ کے والد ماجد یا جد امجد کی قسم کھائی گئی اور بالآخر آپ ﷺ کے مولود ہونے کی قسم کھائی گئی۔ گویا حضور ﷺ کے پورے نسب مبارک اور میلادِ پاک کا بیان بصورت قسم آ گیا یہی سنت ہم نے اس مضمون میں اپنے پیش نظر رکھی ہے۔

اگر قلب سلیم ہو تو اسی قدر قسم کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سے لے کر موجودہ زمانے تک ہر دور میں اسلاف اور بزرگان دین اپنے اپنے طریقے اور ذوق و تحقیق کے مطابق حضور ﷺ کے مولد مبارک کا ذکر کرتے رہے اس پر رسائل اور کتابیں لکھتے رہے، ولادت مطہرہ کے واقعات و عجائبات روایت کرتے رہے۔ محافل اور مجالس میں انہیں پڑھ کر، سن کر اور سنا کر ایمان و محبت کی تازگی کا سامان فراہم کرتے رہے۔ تاریخ اسلام کا کوئی زمانہ اس مبارک اور محبوب عمل سے خالی نہیں رہا۔ اس لئے حضور الٰہی میں التجا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کے ذکر پاک کی برکت سے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ فرمائے اور ہمیں حضور ﷺ کی محبت کی دولت عظمیٰ میں سے خیرات عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

(۱) امام عبد الرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری ؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے آقا ﷺ سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سورج، نہ چاند تھا نہ جن اور نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ پھر ساری کائنات کی تخلیق اسی نور کے توسط سے ہوئی۔

(۲) امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو حکم فرمایا کہ انوارِ انبیاء پر توجہ کرے جب حضور ﷺ کے نور مبارک نے دیگر انبیاء کرام کی ارواح و انوار پر توجہ فرمائی تو اس نور نے ان سب انوار کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے عرض کی باری تعالیٰ ہمیں کس نے ڈھانپ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ محمد ﷺ کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں شرف نبوت سے بہرہ ور کیا جائے گا اس پر

سب ارواح انبیاء نے عرض کیا باری تعالیٰ ہم ان پر ایمان لائے ہیں۔ اس کا مکمل ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

(آل عمران ۳: ۸۱)

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر کے مبعوث کروں تو اس کے بعد آپ کے پاس میرا پیارا رسول آ جائے تو سب اس پر ایمان لانا اور اس کے مشن کی مدد کرنا۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ اپنی اپنی امت کو بھی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے کی تلقین کرتے رہیں گے چنانچہ تمام انبیاء کرام نے ایسا ہی کیا۔

(المواہب اللدنیہ)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا ہے۔

(۴) امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کب نبی بنائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسد کے درمیان تھے جب کہ مجھ سے میثاق نبوت لیا گیا۔

(۵) حضرت میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اے رسول خدا ﷺ! آپ کب کے نبی ہیں تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا (میں اس وقت سے صفت نبوت سے موصوف ہوں) جب کہ آدم علیہ السلام روح و جسم کے

درمیان تھے یعنی ابھی ان کی روح کا جسد اطہر سے تعلق نہیں ہوا تھا۔

(۶) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک **خاتم النبیین** ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا (احمد اور بیہقی نے اسے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے)

(۷) احکام ابن القطان" میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

(۸) حضرت میسرہ" سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہِ نبوت ﷺ میں عرض کیا کہ حضور ﷺ! آپ کب سے شرف نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء" لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو ٹھہرایا تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر اس کے درختوں کے پتوں اور اہلِ جنت کے خیموں پر لکھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح و جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب ان کے روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب ان کو شیطان نے دھوکہ دیا انہوں نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی (محدث ابن جوزی نے اسے الوفاء میں روایت کیا ہے)

بلکہ صحیح میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل جس وقت اس کے اقتدار اور سلطنت کا عرش عالم مادی میں

فقط پانی پر تھا (یعنی نیچے صرف پانی اور اوپر اسی کو معلوم ہے کیا تھا) اس وقت اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا اس میں ایک بات یہ تھی **ان محمداً ﷺ خاتم النبیین** "محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں"۔ اسے امام نبہانیؒ نے **الانوار المحمدیہ** میں نقل کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سال سے مراد ہمارے ماہ وسال نہیں کیونکہ اس وقت تو سورج اور شب و روز وجود میں نہیں آئے تھے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس مدت سے حقیقت میں کتنا زمانہ مراد ہے۔ قرآن مجید میں قیامت کے ایک دن کی مدت پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے اگر یہ اعتبار سامنے رکھا جائے تو خدا جانے عرصے کی درازی کا عالم کیا ہو گا۔

(۹) حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

فائدہ:- اس سے آپ ﷺ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے موجود کرنا مقصود تھا۔

(۱۰) یہ روایت دوسرے طریق پر اس طرح آئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ کو نام کے ساتھ **ابو محمد ﷺ** کی کنیت سے بلایا۔ آپ ﷺ نے عرض کی باری تعالیٰ میری یہ کنیت کیسے ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا سر اٹھاؤ۔ آپ نے اوپر دیکھا تو عرش پر نور محمدی ﷺ جلوہ گر تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا باری تعالیٰ یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد ﷺ کا نور ہے۔ یہ تیری اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام آسمانوں میں احمد ﷺ ہے اور زمین پر محمد ﷺ ہے اگر میں اسے پیدا نہ کرتا تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا فرماتا۔

(۱۱) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تو انہوں نے بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی

کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ حضرت محمد ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے باری تعالیٰ تو نے جب اپنی طرف سے روح میرے اندر پھونکی۔ میں نے سر جو اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ **لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** سو میں نے معلوم کرلیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تم سچے ہو۔ واقعی محمد ﷺ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ امام طبرانیؒ نے اس کا ذکر کر کے مزید یہ روایت کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں۔

(۱۴) حضرت وہب ؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ میں مالک شان الوہیت ہوں اور مکہ کا مالک ہوں اس کے رہنے والے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اس کے زائرین میرے مہمان ہیں اور میری پناہ میں ہیں مکہ میرا گھر ہے جس کو میں اہل آسمان اور اہل زمین سے آباد کروں گا لوگ اس کی طرف جوق در جوق آئیں گے اگرچہ وہ پراگندہ بالوں اور غبار آلود جسموں والے ہوں گے وہ تکبیروں کے ساتھ آوازوں کو بلند کریں گے کبھی تلبیہ (**لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ**) کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں زاری کریں گے کبھی انکساری کے ساتھ آنکھوں سے سیلاب اشک بہاتے ہوں گے جو میرے اس گھر کا خالص قصد لے کر آئے گا دوسرا کوئی مقصد اس کے پیش نظر نہیں ہوگا تو وہ شخص ہی درحقیقت میرا زائر ہے اور مہمان ہے اور میری منزلِ قرب میں اترنے والا ہے اور میرے ذمۂ کرم پر ہے کہ میں اس کی مجد و برتری اور رونق و بہار تمہاری اولاد میں سے اس نبی کے حوالے کروں گا جن کو ابراہیم کہا جائے گا۔

میں ان کے لئے اس گھر کی بنیادیں بلند کروں گا اور ان کے ہاتھوں پر اس کو مکمل کروں گا۔ پھر اس گھر کو لوگ یکے بعد دیگرے آباد کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ آبادی کی انتہا تمہاری اولاد میں اس نبی پر ہوگی جن کو محمد ﷺ کے مبارک نام سے پکارا جائے گا وہ آخری نبی ہوں گے میں ان کو بیت اللہ کا باسی ووالی بناؤں گا اور اس کا محافظ ونگران اور اس کے زائرین کو آب زمزم پلانے والا بناؤں گا اگر اس وقت کوئی میرے متعلق دریافت کرے (اور مجھے ملنا چاہے) تو میں اس نبی آخر الزمان کے پراگندہ بال غبار آلود غلاموں کے ساتھ ہوں گا جو اپنی نذروں کو پورا کرنے والے ہوں گے اور دل وجان سے میری طرف متوجہ ہوں گے۔

(۱۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر محمد ﷺ موجود نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔ جب میں نے عرش کو پیدا کیا تو وہ میری ہیبت وجلالت سے لرزنے لگ گیا جب میں نے اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تو اس کو سکون وقرار آگیا۔

(۱۴) حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسی مٹی میرے پاس لے آؤ جو میرے محبوب پاک کے جسم اقدس اور جسدِ اطہر کی تخلیق کے لائق ہو تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضہ اطہر والی جگہ سے لے کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے تو امر خداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا۔ جنت کی نہروں میں اسے دھویا گیا پھر (نور نبوت اس میں رکھ کر) اس کو عرش وکرسی لوح وقلم اور آسمانوں اور زمینوں میں ہر جگہ پھرایا گیا تاکہ ملائکہ اور ہر شے حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے شرف وفضل کو پہچان لے۔

ابھی انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو نہ جانا تھا پھر نور محمدی تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا جو کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی سے جھلکنے والے انوار سے محسوس ہوتا تھا اور ان سے کہا گیا اے آدم یہ تیری نسل میں پیدا

ہونے والے انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوا کے بطن اقدس کی طرف منتقل ہو گیا وہ ہر دفعہ دو جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں ماسوا حضرت شیث علیہ السلام کے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا بنے۔

پھر نبی الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا نور انور یکے بعد دیگرے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا تا آنکہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(۱۵) ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ تمہاری پشت میں حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے سو اسے پاکیزہ رحم میں منتقل کرنا سوائے پاک عورتوں کے کسی کا رحم اس نور کا مسکن اور ٹھکانہ نہیں بن سکے گا۔ سو یہ وصیت نسل در نسل حضور ﷺ کے نسب مبارک کا ہر فرد اپنے بیٹے کو کرتا رہا تا آنکہ یہ نور تمام زمانوں میں پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبد المطلب کے بیٹے حضرت عبد اللہ کی پشت مبارک تک آن پہنچا۔

(۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی پشت مبارک میں زمین پر اتارا اور حضرت نوح علیہ السلام کی پشت مبارک میں کشتی کے اندر رکھا اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھا جب انہیں دہکتی آگ میں ڈالا گیا۔ اسی طرح ہر دور میں مجھے مبارک پشتوں سے مبارک ارحام کی جانب منتقل کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اپنے والدین کریمین کے گھر جلوہ افروز ہوا۔ ان میں کوئی بھی بدکاری کے نزدیک تک نہیں گیا۔

(۱۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور غلط کاری سے پیدا نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک جاہلیت کی غلط کاری کا کوئی ذرہ مجھ کو نہیں پہنچا یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے تمام آباء وامہات سب اس سے منزہ رہے۔ پس

میرے پورے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں۔

(۱۸) روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے بزرگوں میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو۔ وہ بھی بد نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول مذکر و مونث ہمیشہ برے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھ کو اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفیٰ اور مہذب کر کے منتقل کرتا رہا جب بھی لوگوں میں دو شعبے ہوئے میں بہترین شعبہ میں رہا **(کذافی المواہب)**

(۱۹) دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرئیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اسے طبرانی نے اوسط میں بھی بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے آثار صحت خود صفحات پر نمایاں ہیں۔

(۲۰) مشکوۃ المصابیح میں مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ بیان ہوا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل کی اولاد کو منتخب کیا) اور اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔ اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں خاندان 'گھر' نسب اور اپنی ذات کے حوالے سے سب سے افضل ہوں۔ (اور یہ اللہ کا فضل ہے میں فخر نہیں کرتا) اسی طرح کا مضمون بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر پر مامور فرمایا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے ساتھ شریک کیا تب تعمیر کعبہ کے وقت دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے ہمارے رب ہماری مزدوری قبول فرما اور ہماری نسل میں وہ امت مسلمہ جو خیر الامم ہے پیدا فرما اور ہماری ہی نسل میں سے اس نبی آخر الزمان ﷺ کو مبعوث

فرمایا۔ سو اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کا خانوادہ صرف حضور ﷺ کے لئے چن لیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے تھے ان کا خانوادہ اور ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد دوسرے انبیاء کے لئے خاص فرمادی گئی یہ بنی اسرائیل کہلائے۔ چنانچہ بعد ازاں تمام انبیاء علیہم السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے آئے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پوری نسل صرف ایک اور سب سے آخری اور افضل نبی حضرت محمد ﷺ کے لئے مخصوص کردی گئی۔

(۲۱) قاضی عیاض مالکیؒ نے شیخ ابو عبد اللہ بن احمد العدلؒ کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھی قسم میں رکھا۔ جیساکہ ارشاد ربانی ہے۔ "ایک گروہ **اصحاب الیمین** کا ہے اور دوسرا گروہ **اصحاب الشمال** کا" پس میں **اصحاب الیمین** سے ہوں اور ان میں بھی سب سے بہتر ہوں پھر ان دونوں کے تین تین حصے کئے اور مجھے تیسرے بہتر حصے میں رکھا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان میں سے ایک حصہ **اصحاب المیمنہ** ہے دوسرا حصہ **اصحاب المشئمہ** اور تیسرا **السابقون** کا ہے" میں **السابقون** میں سے ہوں اور ان میں سب سے بہتر پھر ان تینوں کے قبیلے بنائے گئے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا جیساکہ ارشاد خداوندی ہے۔ "اور ہم نے تمہیں قبیلوں اور برادریوں میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں متقی ہی سب سے باعزت ہوں گے"

تو میں اللہ کے نزدیک اولاد آدم میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا پھر قبائل کے گھر بنائے گئے اور مجھے بہتر گھر میں رکھا جیساکہ ارشاد خداوندی ہے: "اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ نبی ﷺ کے گھر والوں سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے ستھرا کردے" اس آیت قرآنی سے حضور ﷺ کے پوری نسب مبارک اور آپ کے قبیلہ وخاندان کا شرف تمام انساب وقبائل پر ثابت ہوتا

ہے۔ بے شک مخلوق کو سب شرف اور بزرگیاں بھی حضور ﷺ کے توسل سے عطا کی گئیں ہیں۔

(۲۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بصورت نعت حضور ﷺ کی شان اقدس میں کچھ اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

i۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام اپنے اپنے جسموں کو (جنت میں) پتوں سے ڈھانپ رہے تھے۔ اس وقت سے بہت پہلے آپ ﷺ مسرت وشادمانی کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔

ii۔ (ان کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد) آپ بھی ان کے ہمراہ زمین پر تشریف لے آئے جبکہ آپ ﷺ نہ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی گوشت اور علق کی حالت میں۔

iii۔ بشریت کے ظہور کے بعد آپ احسن صورت میں محفوظ مقامات کے اندر ایک سوار کی طرح جلوہ فرما رہے۔ گھوڑے کو لگام لگا کر تیار رکھا ہوا تھا جس سے اگلی منزل پر پہنچتے اور پچھلی روپوش ہو جاتی۔

iv۔ آپ ﷺ کا ہر مسکن (ہر قسم کی آلودگی اور خطرات سے) محفوظ تھا۔ جیسے خندقوں اور بلند چٹانوں سے گھرا ہوا ہو۔ لیکن آپ ان مقامات میں بھی اس کائنات کی زبان بن کر رہے۔

v۔ آپ ﷺ مقدس اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی جانب منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک دور گذرتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

vi۔ جب آپ (سیدہ آمنہ کی گود میں) بزم آرائے جہاں ہوئے تو تشریف آوری کے باعث زمین پر نور ہو گئی اور فضائیں جگمگا اٹھیں۔

vii۔ ہم آپ کی ضیاء پاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔

viii۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہوئی اور آپ ہی آگ سے ان کے بچاؤ کا سبب بنے جب کہ آگ بھڑک رہی تھی۔

(۲۳) حضور ﷺ کے نسب مبارک کے حوالے سے روایات میں آیا ہے کہ آپ کا نور اقدس جس پشت میں منتقل ہوتا اس کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ حتی کہ المواہب میں ہے کہ حضرت عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں خوب چمکتا تھا اور اس نور کی ایسی عظمت تھی کہ بادشاہ بھی ہیبت زدہ ہو جاتے اور آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

(۲۴) حافظ ابو سعید نیشاپوریؒ نے ابو بکر بن ابی مریمؒ اور سعید بن عمرو انصاریؒ کے ذریعے سے حضرت کعب الاحبارؒ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے۔ اٹھے تو آنکھ میں سرمہ اور بالوں میں تیل لگا ہوا تھا اور حسن و جمال میں بڑا اضافہ ہو چکا تھا انہیں بڑی حیرت ہوئی ان کے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوان کی شادی کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلا نکاح قیلہ سے کیا پھر ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا تو ان کے نصیب میں نور محمدی ﷺ آیا اور ان کے بطن سے حضرت عبد اللہ متولد ہوئے۔

(۲۵) حضرت عبد المطلب کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو وہ عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پر لے جاتے اور ان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور محمدی ﷺ کی برکت سے باران رحمت سے نوازتا تھا۔ (**کذافی المواہب**)

(۲۶) کتب سیر و فضائل میں بکثرت مروی ہے کہ جب ابرہہ بادشاہ کے اصحاب فیل نے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی تو حضرت عبد المطلب چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جبل ثبیر پر چڑھے۔ اس وقت آپ کی پیشانی سے نور مبارک اس طرح چمکا کہ اس کی شعاعیں خانہ کعبہ پر پڑیں۔ آپ نے قریش سے کہا بے فکر ہو جاؤ اس طرح نور کے چمکنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم غالب رہیں گے۔ حضرت عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے تھے آپ ان کی واپسی کے لئے ابرہہ کے پاس گئے تو وہ حضرت عبد المطلب کی نورانی شکل اور پیشانی میں چمکتے ہوئے نور کی عظمت

ہیبت سے مرعوب ہو گیا اور فوراً تخت سے نیچے اتر آیا آپ کی بے حد تعظیم کی اور آپ کو اوپر بٹھایا اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا ہاتھی اس نور کے سامنے سجدے میں گر گیا جیسا کہ المواہب' سیرت حلبیہ اور دیگر کتب میں منقول ہے اور اللہ نے اس ہاتھی کو زبان دی اور اس نے نور محمدی ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا جسے دوسرے لوگ بھی سمجھ گئے۔

(۲۷) ابو نعیم' خرائطی اور ابن عساکر نے بطریق عطاء حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد المطلب اپنے فرزند حضرت عبد اللہ کو لے کر ایک کاہنہ کے پاس سے گذرے جو تورات' انجیل اور کتب سابقہ کی عالمہ تھی۔ اس کا نام فاطمہ شعمیہ تھا۔ اس نے حضرت عبد اللہ کے چہرے (پیشانی) پر نور محمدی چمکتا ہوا دیکھا تو حضرت عبد اللہ کو نکاح کی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا' پھر مذکور ہے کہ آپ کا نکاح جب حضرت آمنہ سے ہو گیا اور نور محمدی ان کے بطن میں منتقل ہو گیا تو ایک روز حضرت عبد اللہ اسی فاطمہ نامی کاہنہ کے پاس سے دوبارہ گذرے' اس نے آپ کی طرف توجہ تک نہ کی' حضرت عبد اللہ نے پوچھا کیا بات ہے' اسی وقت مجھے دعوت نکاح دیتی تھی اور آج توجہ تک نہیں کرتی اس خاتون نے جواب دیا جس نور کی خاطر میں آپ کی طرف راغب ہوتی تھی وہ کوئی اور خوش نصیب لے گئی اب مجھے آپ سے شادی کی حاجت نہیں۔ میری خواہش تھی کہ وہ نور مبارک میرے نصیب میں ہوتا مگر اب ایسا ممکن نہیں رہا وہ نور آپ سے جدا ہو چکا ہے۔

(۲۸) مروی ہے کہ جس رات حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہوا وہ جمعہ کی رات تھی۔ اس رات جنت الفردوس کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور ایک منادی نے تمام آسمانوں اور زمین میں ندا دی۔ آگاہ ہو جاؤ وہ نور جو ایک محفوظ اور مخفی خزانہ تھا جس نبی ہادی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے متولد ہونا تھا وہ آج رات اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہو گیا جہاں اس کے جسد عنصری کی تکمیل ہو گی اور وہ لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بن کر دنیا میں تشریف لائے گا اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت آمنہ کا نام بھی آیا ہے اور ساتھ منادی نے یہ بھی کہا آمنہ تمہیں

مبارک ہو تمہیں مبارک ہو۔

(۲۹) مروی ہے کہ جب آپ کا نور مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں منتقل ہوا تو قریش قحط سالی میں مبتلا تھے۔ وہ فوراً ختم ہو گئی زمین ہری بھری ہو گئی درخت سرسبز و شاداب ہو گئے ہر طرف سے اناج پھل اور سبزیاں آنے لگیں اور تاریخ میں اس سال کا نام کشادگی اور خوشحالی کا سال پڑ گیا۔

(۳۰) سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے خواب میں بشارت دی گئی کہ آپ اس امت کے سردار اور ایک روایت کے الفاظ ہیں تمام انسانوں کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور حضرت عباس سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ نے فرمایا جب آپ کو میرے پیٹ میں چھٹا مہینہ تھا تو مجھے خواب میں کہا گیا تو خیر العالمین سے حاملہ ہے جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور اس دوران اپنے حال کو چھپائے رکھنا۔

(۳۱) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جس رات حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے تو قریش کے گھروں میں جتنے چوپائے تھے اپنی اپنی زبانوں میں باآواز بلند بول پڑے رب کعبہ کی قسم آج رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کے بطن میں تشریف لے آئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ندا سنائی دی مبارک ہو ابو القاسم ظاہر ہونے والے ہیں اور اس رات مکہ کے ہر گھر میں نور کی چمک دکھائی دی۔

(۳۲) ابن ہشام ابو زکریا یحییٰ بن عائذ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں نو ماہ یا بعض روایات کے مطابق اس کے لگ بھگ عرصہ تک رہے اور وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کا حمل اس جتنا آسان اور ہلکا اور بابرکت نہیں دیکھا اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپ اس دوران اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔

(۳۳) ابھی آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد حضرت عبد اللہ کا انتقال ہو گیا اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان کی وفات پر

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا باری تعالیٰ تیرا محبوب یتیم ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اس کا حافظ و ناصر میں خود ہوں۔

(۳۵) حضرت آمنہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت مقدس کا وقت قریب آیا تو حسبِ معمول مجھ پر کیفیت طاری ہوئی پھر مجھے اچانک یوں محسوس ہوا کہ سفید پرندے کے پر کی طرح کسی روشن چیز نے میرے دل پر مسح کیا ہو۔ جس سے درد فوراً جاتا رہا پھر مجھے جنت کا سفید مشروب پیش کیا گیا جو میں نے پی لیا۔ پھر مجھے ایک عظیم نور نے گھیر لیا پھر میں نے خوبصورت طویل القامت عورتوں کو دیکھا مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھ تم میرے پاس کہاں سے آئی ہو تو انھوں نے کہا ہم آسیہ (فرعون کی بیوی جو حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئی تھیں) اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ یہ سب جنتی حوریں ہیں پھر میں نے زمین سے آسمان تک سفید سی روشنی دیکھی۔ پھر میں نے فضا میں ایسے مرد دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں تھیں پھر میں نے سفید جنتی چڑیوں کو دیکھا جن کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے' وہ میرے کمرے پر سایہ فگن ہو گئیں پھر اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب سب روشن ہو گئے اسی وقت میں نے تین عظیم الشان جھنڈے دیکھے جو نصب کر دیئے گئے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر پس اسی مشاہدہ کی حالت میں اچانک حضور ﷺ میرے بطن سے باہر تشریف لے آئے اور سارا گھر نوری نور بن گیا اور آپ مسکرا رہے تھے پھر آپ سجدے میں گر گئے اس وقت آپ کی حالت تضرع اور گریہ وزاری کی ہو گئی آپ نے انگلی آسمان کی طرف اٹھا رکھی تھی (گویا اللہ کی توحید کی شہادت دے رہے تھے) پھر اچانک آسمان کی طرف سے سفید بادل نمودار ہوا اس نے حضور ﷺ کو ڈھانپ لیا اور ایک منادی کی ندا بلند ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ کو مشارق و مغارب اور بحر و بر میں پھراؤ تاکہ سب انس و جن' ملائکہ اور چرند و پرند الغرض ہر شے ان کی صورت اور اوصاف کو پہچان لے پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل کھل گیا اور آپ دوبارہ نمودار ہوئے اس وقت میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ کا جسم اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اور اس سے تازہ کستوری کی خوشبو کے

غنچے پھوٹ رہے تھے اس وقت غیب سے تین افراد نمودار ہوئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی ایک کے ہاتھ میں زمرد کا طشت، تھا اور ایک کے ہاتھ میں سفید ریشم کے چادر تھی۔ اس صراحی کے (جنتی) پانی سے آپ کو غسل دیا گیا' آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر لگائی گئی' جو اسی ریشم میں لپٹی ہوئی تھی اور پھر اسی چادر میں لپیٹ کر لٹا دیا گیا' آپ کو پیدائشی طور پر سرمہ ڈالا ہوا تھا' ناف بریدہ تھے' ختنہ شدہ تھے' حضرت ابن عباس نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

(یہ سارا مضمون **المواہب اللدنیہ' الخصائص الکبریٰ' السیرۃ الحلبیہ' الوفا' الانوار المحمدیہ** وغیرہا میں ہے اور انہوں نے اسے ابو نعیم' ابو حیان' خطیب بغدادی ابن سعد' طبرانی' بیہقی' نیشاپوری' حافظ ابو بکر اور امام زرکشی وغیرہم سے روایت کیا ہے)

(۳۶) محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی۔ اس میں عطاء اور ابن عباسؓ بھی ہیں کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں:

جب نبی اکرم ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا۔ جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے خاک کی مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ اس نور سے آپ کی والدہ ماجدہ نے شام کے محل دیکھے۔ (اسے احمد بزار' طبرانی' حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے اور ابن حجر ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے) اور اسی طرح ابو نعیم نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے۔ میں حضرت آمنہ کی خدمت میں اس وقت موجود تھی۔ آپ ﷺ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے۔ **رحمک اللہ** "اے محمد ﷺ آپ پر اللہ کی رحمت ہو" شفا کہتی ہے کہ "مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے بھی روم کے محلات دیکھے"

(۴۷) عثمان ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقیفہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبد اللہ ہے روایت کرتے ہیں "جب آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین کے اس قدر نزدیک آگئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے)

(۴۸) بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود آ جاؤ۔ سو سب جمع ہو گئے اور کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا۔ کہنے لگے کہ احمد ﷺ کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا۔ جس ساعت میں آپ ﷺ پیدا ہونے والے تھے وہ ساعت اسی شب میں تھی

کذا فی **المواھب**)

سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کیا عمر تھی۔ انہوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ۵۳ برس کی عمر مبارک میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے) انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا تھا۔

یہ واقعہ مدینہ طیبہ کا ہے۔ جبکہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی مگر یہود شہر یثرب (مدینہ) اس لئے آکر آباد ہوئے تھے کہ ان کی کتابوں میں لکھا تھا کہ نبی آخر الزمان ہجرت فرما کر اسی شہر کو اپنا مسکن بنائیں گے۔ انہیں حضور ﷺ کی ولادت کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ انہیں امید تھی کہ شاید حضور ﷺ کی ولادت بھی بنی اسرائیل میں سے ہو گی۔ انہیں وقت ولادت کی علامات معلوم تھیں جس کی بنا پر اس یہودی (عالم) نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی صبح اہل مدینہ کو جمع کر کے شور مچایا۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں اپنے کسی کام سے آیا تھا۔ سو جس شب حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ اس نے کہا اے گروہ

قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں۔ کہنے لگا دیکھو آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہونا تھا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی مہر نبوت ہے وہ آج رات پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ قریش نے اس کے بعد تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب ﷺ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا اور مہر نبوت والی نشانی جو دونوں شانوں کے درمیان تھی دکھانے کے لئے کہا انہوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو گئی۔ اے گروہ قریش سن لو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اس کی خبر شائع ہو گی (رواہ الحاکم)

اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور اس کا بیان فتح الباری میں امام عسقلانی نے بھی کیا ہے۔

(۳۹) بیہقی' ابو نعیم' خرائطی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے وقت ولادت ظہور پذیر ہونے والے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنارے ٹوٹ کر گر پڑے' بحیرہ طبریہ دفعتاً خشک ہو گیا اور فارس کا آتش کدہ بھی اچانک بجھ گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا اور کبھی نہ بجھتا تھا اور بعض روایتوں میں منقول ہے کہ حضرت عبد المطلب ﷺ جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے نے دیکھا کہ سارا صحن کعبہ اچانک روشن ہو گیا اور چند بت منہ کے بل نیچے گر پڑے (اس سے وہ سمجھ گئے کہ حضرت آمنہ کے ہاں حضور ﷺ کا تولد ہو گیا ہے)

(۴۰) مروی ہے کہ ابو لہب کی باندی ثویبہ بھی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھی۔ اس نے آپ کو دودھ پلایا سو ثویبہ نے آپ کی ولادت اور اپنے شرف رضاعت کی خوشخبری ابو لہب کو سنائی تو اس نے خوش ہو کر دو انگلیوں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) سے اشارہ کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا' صحیح بخاری میں ہے کہ مرنے کے بعد اسے حضرت عباس ﷺ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ

تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار ہوں مگر جب پیر کی رات (جو حضور ﷺ کی شب ولادت تھی) آتی ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور ان دو انگلیوں کو چوستا ہوں جن کے ذریعے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اشارہ کرکے ثویبہ کو آزاد کیا تھا' ان میں سے ٹھنڈا پانی نکلتا ہے جسے پی کر پیاس بجھاتا ہوں۔

ف: آئمہ و محدثین اور اکابر علماء امت بیان کرتے ہیں کہ جب ایک کافر کو حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ پر خوشی کے اظہار میں کیے گئے عمل پر عذاب میں تخفیف مل گئی ہے جب کہ کفار کا کوئی عمل آخرت میں باعث اجر نہیں ہوتا' یہ محض حضور ﷺ کے خصائص اور برکات میں سے ہے تو اہل ایمان و محبت اگر حضور ﷺ کے میلاد مبارک کی خوشی منائیں گے اور اس میں اعمال و صدقات اور قلبی سرور کے اظہار کا اہتمام کریں گے تو آخرت میں ان کے اجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا؟

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت قدماء کے نزدیک زیادہ معروف اور مختار قول کے مطابق بروز پیر تاریخ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل' مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ عیسوی مطابق یکم جیٹھ ۶۲۷ بکرمی بعد طلوع صبح صادق' قبل طلوع آفتاب ہوئی۔ بقول قاضی سلمان منصور پوری اس دن مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع ۴ بج کر ۲۰ منٹ پر ہوا تھا اور ایک جیٹھ کی تاریخ کو شروع ہوئے ۱۲ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے تھے۔ عرب میں آج کل جو دوسرا نظام الاوقات مروج ہے اس کے مطابق اس دن صبح صادق کا طلوع ۹ بج کر ۵۷ منٹ پر ہوا تھا۔

باب دوم

حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کا بیان

ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قامت تھے۔ آپ کے گیسو مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرے گھنگریالے تھے۔ جسم اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔ چہرہ انور بالکل گول نہ تھا بلکہ اس میں کسی قدر گولائی تھی۔ رنگ چمکدار سفید سرخی مائل تھا۔ چشمان مقدس نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں جسیم تھیں۔ دونوں شانوں کی درمیانی جگہ پرگوشت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی پتلی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں پر گوشت تھے آپ جب چلتے تو قدموں کو قوت کے ساتھ اٹھاتے۔ ایسے لگتا کہ بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر سب سے زیادہ سخی تھا۔ کلام مبارک سب سے زیادہ سچا تھا۔ طبیعت مقدسہ سب سے زیادہ نرم تھی۔ نسب شریف سب سے زیادہ اعلیٰ تھا۔ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا تو آپ کی شخصی وجاہت اور غیر معمولی حسن کی باعث مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرنے لگتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و نعت بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ میں نے نہ پہلے کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل، حسین، خوشنما اور دلنواز دیکھا تھا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آج تک دیکھا ہے"

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ عظیم المرتبت اور بارعب تھے۔ چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ طویل والے سے نسبتاً پست تھا۔ سرِ اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے خم کھائے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں بسہولت مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو سے تجاوز نہ کرتے' رنگ چمکدار' پیشانی کشادہ' ابرو خمدار' باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالت غصہ میں ابھر جاتی' بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اس پر بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ حُسنِ چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے' ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بلند نہیں ۔ داڑھی مبارک گنجان تھی۔ آنکھ مبارک کی پتلی خوب سیاہ تھی' رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے۔ دھن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ دندان مبارک باریک آبدار تھے۔ ان سے سامنے کے دانتوں میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی جیسے تصویر میں موتی کو تراشا گیا ہو اور رنگ اور صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی اور اعضاء پُرگوشت اور معتدل تھے پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے لیکن سینۂ اقدس فراخ اور قدرے ابھرا ہوا تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں' جو حصہ بدن کپڑوں سے باہر رہتا روشن تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی دھاری تھی' سینہ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے۔ البتہ بازوؤں' کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے' کلائیاں دراز تھیں' اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُرگوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ کے تلوے گہرے اور قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم

اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے۔ آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے۔ چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر نیچی اور جھکی رہتی۔ گوشہ چشم سے دیکھنا عموماً آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی۔ یعنی غایت حیا کی وجہ سے آنکھ سے بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلتے وقت اپنے صحابہؓ کو آگے کر دیتے۔ سلام دینے میں خود ابتدا فرماتے۔ آپ ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا اور دندان مبارک ایسے ظاہر ہوتے جیسے بارش کے سفید چمکدار اولے ہوں۔

حضرت ام سعیدؓ اور حضرت حلیمہ سعدیہؓ بیان فرماتی ہیں۔

آپ ﷺ بوقت سکوت حد درجہ متین اور سراپا وقار دکھائی دیتے جب گفتگو فرماتے تو رخ انور پر شگفتگی پھیل جاتی۔ آپ ﷺ دور سے ذی وجاہت اور بارعب دکھائی دیتے جبکہ نزدیک سے کمال درجہ حسین اور نرم خو۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ مکہ مکرمہ میں پہلی مرتبہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ کہ جب میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا حسن وجمال دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گئی۔ لیکن حسن پر کشش کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے قریب آئی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مقدس آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کی روشنی آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے قد زیبا کے اعجاز حسن کی نسبت فرماتی ہیں کہ :۔

نبی ﷺ نہ ہی زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک میانہ تھا۔ جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس سے بلند نظر آتے اور بسااوقات دو بلند قامت آدمیوں کے درمیان چلتے تو ان سے بلند تر نظر آتے لیکن

دیکھنے والا حیران رہ جاتا کہ جب وہ جدا ہوتے تو وہ دراز قد اور آپ ﷺ کا قد انور میانہ دکھائی دیتا۔ یعنی دوسروں کے مقابل بلند دکھائی دیتے لیکن تنہا معتدل اور میانہ قد تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ساتھ چلنے والے سے بلند قامت دکھائی دیتے تھے۔ الوفا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے رنگ مبارک میں ایسی چمک اور آب و تاب تھی کہ اس میں چاندی کی طرح سفیدی اور سونے کی طرح سنہری جھلک تھی گویا رنگ نہ بالکل گندم گوں تھا اور نہ بالکل سفید' سینہ مبارک چمکدار موتیوں کی طرح شفاف تھا میں نے حضور ﷺ کے کف مبارک سے زیادہ نرم اور ملائم کوئی ریشم نہیں چھوا اور حضور ﷺ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ نبی خدا ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا اور یوں لگتا تھا کہ گویا آپ چاندی سے بنائے گئے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حبیب خدا ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا۔ جس پر سرخی جھلکتی تھی جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو یعنی بظاہر سرخی مائل تھا مگر اس سے انوار پھوٹتے نظر آتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوشی کے وقت حضور ﷺ کے چہرہ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگتی تھیں اور چہرہ اقدس یوں لگتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی حالت سرور کو اس سے پہچان جاتے تھے (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا اور ادھر حضور ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اس وقت حضور ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے اس رات کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے حسن طلعت پر نظر ڈالتا تھا اور کبھی چمکتے ہوئے چاند پر۔ پس حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔

(ترمذی و دارمی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجموعی جسمانی حسن کے لحاظ سے یوں معلوم ہوتے تھے گویا چاندی سے ڈھالے گئے

ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبیب خدا ﷺ چہرۂ اقدس کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور حسین وجمیل اور رنگت کے اعتبار سے سب سے زیادہ نورانی چمک والے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا چہرۂ انور چودھویں کے چاند کے حلقہ اور دائرہ کی مانند نظر آتا تھا۔ محمد بن عمار فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے عرض کیا کہ رسول معظم ﷺ کا حلیہ مبارک مجھے بیان فرمائیں تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے اگر تو آپ ﷺ کو دیکھتا تو تجھے یوں معلوم ہوتا جیسے سورج طلوع ہو رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

"آنحضرت ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا۔ جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کے چہرہ انور کی چمک دمک اور ضیاء اور نورانیت سورج کی ضیاء ونورانیت پر غالب آجاتی اور جب کبھی چراغ کے ساتھ کھڑے ہوتے تو آپ کی ضیائیں چراغ کے نور پر غالب آجاتیں"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا پسینہ مبارک چہرۂ انور پر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آبدار موتی ہوں اور خوشبو کے لحاظ سے وہ خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور مہک والا ہوتا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری معاونت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کل میرے پاس آنا اور ایک کھلے منہ والی بوتل اور درخت کی ایک چھوٹی سی لکڑی ہمراہ لانا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس لکڑی کے ساتھ اپنی کلائیوں سے پسینہ پونچھنا شروع فرمایا اور بوتل میں جمع فرمانے لگے حتیٰ کہ وہ بھر گئی۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو لے جا اور گھر والوں سے کہنا جب خوشبو لگانے کا ارادہ ہو تو اس لکڑی کو بوتل میں ڈبو کر بدن پر لگائیں ان کے لئے عظیم خوشبو ثابت ہوگی۔ جب اس گھر والے اس خوشبو کو بدن پر

لگاتے تو سب اہل مدینہ اس خوشبو کو سونگھنے آتے بلکہ اس گھر والوں کا نام ہی "خوشبو والے لوگ" پڑ گیا۔

عثمان بن عبد الملک روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے ماموں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی اور وہ جنگ حنین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ سرور دوعالم ﷺ کی گردن مبارک صفائی اور سفیدی کے لحاظ سے چاندی کی صراحی کی مانند نفیس اور حسین لگتی تھی۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میری نظر جب بھی سید عالم ﷺ کے بطن اقدس پر پڑی تو ملائمت اور سفیدی کے لحاظ سے مجھے تہ بہ تہ رکھے ہوئے اوراق یاد آئے۔

حضرت محرش کعبی؄ سے مروی ہے کہ سید کونین ﷺ نے جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ فرمایا اور احرام باندھا تو میں نے آپ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا گویا کہ وہ چاندی پگھلا کر ڈھالی گئی ہے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ "آپ ﷺ کا جسم اطہر سراپا روشنی اور حسن کا پیکر تھا"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سیاہ رنگ کی چادر پیش کی گئی۔ آپ ﷺ نے اسے زیب تن فرمایا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا عائشہ؄ یہ چادر کیسی لگتی ہے؟ میں نے عرض کیا: "بہت ہی خوب آپ ﷺ کے حسن کی سفیدی نے اس کی سیاہی کو اور اس کی سیاہی نے آپ ﷺ کی سفیدی کو دوبالا کر دیا ہے"

الغرض اسی طرح کے بہت سے شمائل متفرق حدیثوں میں ان سب حضرات سے وارد ہوئے ہیں۔ حضرت انس' حضرت ابو ہریرہ' حضرت براء بن عازب' حضرت عائشہ' حضرت ابو جحیفہ' حضرت جابر بن سمرہ' حضرت ام معبد' حضرت ابن عباس' حضرت معرض بن معیقب' حضرت **ابو الطفیل**' حضرت عدا ابن خالد' حضرت خریم بن فاتک' حضرت حکیم بن حزام(رضی اللہ عنہم)وغیرھم۔پس ان سب حضرات نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا۔ پتلی نہایت سیاہ تھی۔ آنکھیں

بڑی اور ان میں سرخ دوڑے تھے۔ مژگاں دراز تھیں۔ دونوں ابرؤوں کے درمیان قدرے کشادگی تھی۔ ابرو خمدار تھے۔ بنی بلند تھی۔ داندان مبارک میں کچھ ریخیں تھیں۔ (بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے چہرہ مبارک گول تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونوں شانے کلاں تھے۔ استخوان بھاری تھیں۔ دونوں کلائیاں بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے۔ دونوں کف دست اور قدم کشادہ تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ قد مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا (یعنی رفتار میں ایک گونہ تیزی تھی) آپ کا قد زیبا قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے۔ جب ہنستے ہوئے دندان مبارک ظاہر ہوتے تو ایسے محسوس ہوتا جیسے بجلی کی روشنی نمودار ہوئی ہے یا جیسے بارش کے اولے ہوتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

گردن نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا۔ گوشت ہلکا تھا اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلاں تھے۔ جب زمین پر پاؤں رکھتے تھے تو پاؤں رکھتے تلوے میں زیادہ گہرائی نہیں تھی اور ترمذی نے اپنے شمائل میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دونوں کف دست اور دونوں قدم پُر گوشت تھے۔ سر مبارک کلاں تھا جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے میں دھنسا ہوا ہو۔ آپ کے چہرہ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی۔ رنگ گورا تھا۔ اس میں سرخی دمکتی تھی۔ سیاہ آنکھیں تھیں مژگانیں دراز تھیں۔ شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مو تھا یعنی بدن پر بال نہ تھے۔ البتہ سینہ سے ناف مبارک تک بالوں کی باریک دھاری تھی۔ جب کسی طرف دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر

نبوت تھی۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ ایڑیوں کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ جب آپ کی طرف کوئی نظر کرتا تو یوں سمجھتا کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہوا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابوالطفیل لیثیؓ نے بیان کیا ہے کہ آپ میانہ قد تھے۔ آپ کبھی کبھی سرخ دھاری دار چادر زیب تن فرماتے تھے۔ شمائل ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قامت نہ بالکل سفید اور نہ سانولے اور موئے مبارک آپ ﷺ کے نہ بالکل خمدار نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ بل دار تھے۔ آپ کے سرانور اور ریش مبارک میں سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سرخ اور بالکل معمولی سے ابھرے ہوئے گوشت کی مثل دیکھا۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی زلفوں والا سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا یوں لگتا تھا گویا آپ کے چہرہ انور میں آفتاب چل رہا ہے۔ جب آپ ہنستے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور اندھیری جگہ روشن ہو جاتی تھی۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے شفاف تھا۔ تو انہوں نے کہا "نہیں" بلکہ آفتاب ماہتاب کے مثل تھا۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

"کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ حضور ﷺ کے وجود گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات ہر شخص سے بڑھ کر ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال عظمت باطن کا آئینہ دار بن گیا ہے" (جمع الوسائل '۱:۹)

"امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر انسان کے لئے حضور ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود اقدس کو اس طرح تخلیق فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی آپ ﷺ کا مثل نہیں" (المواہب اللدنیہ حاشیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۴)

امام شہاب الدین احمد القسطلانیؒ فرماتے ہیں۔

"یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ تکمیل ایمان کے لئے یہ اعتقاد ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے وجود اطہر سے بڑھ کر رب العزت نے کسی کو حسین نہیں بنایا"

(المواہب اللدنیہ، ۱:۲۴۸)

امام عبد الرؤف المناویؒ فرماتے ہیں۔

"تمام علماء نے تصریح کردی ہے کہ اس وقت تک کسی انسان کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ آپ ﷺ کے وجود اقدس میں پائے جانے والے محاسن کسی دوسرے میں نہیں ہیں"

(شرح الشمائل برحاشیہ جمع الوسائل، ۱:۱۸)

حافظ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

"اے مسلمان تیرے اوپر واجب ہے کہ تو اس اعتقاد کو حضور ﷺ پر ایمان کامل کا تقاضا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کے جسم مبارک کو حسین وجمیل اور کامل بنایا ہے اس طرح آپ ﷺ سے پہلے یا بعد میں کسی شخص کو بھی حسین نہیں بنایا گیا"

(جواہر البحار، ۲:۷۹)

مشہور مفسر قرآن امام قرطبیؒ فرماتے ہیں۔

"ہم پر حضور ﷺ کا حسن وجمال کامل طور پر ظاہر نہیں کیا گیا اگر آپ ﷺ کا تمام حسن وجمال ظاہر کردیا جاتا تو ہماری آنکھیں تاب نظارہ نہ لاسکتیں"

(زرقانی علی المواہب، ۴:۷)

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ۔

"حضور ﷺ کے جمال باکمال کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں۔ آپ کا جسم اطہر چاند اور سورج کی طرح روشن تھا اگر آپ لباس بشری میں نہ ہوتے تو آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھنا اور آپ کے حسن کامل کا ادراک ناممکن ہوجاتا"

(مدارج النبوت، ۱:۱۲۹)

ملا علی قاریؒ علماء محققین کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

محبوب خدا ﷺ کا حسن وجمال اوج کمال پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے روشن جمال وکمال کو صحابہ پر مخفی رکھا۔ کیونکہ اگر وہ پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ فگن ہوتا تو آپ کے چہرہ اقدس کی طرف نظر اٹھانا بھی دشوار ہو جاتا"

(جمع الوسائل '۲:۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں۔

میرے والد ماجد شاہ عبد الرحیم ؒ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی تو انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ اسلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بعض لوگ انہیں دیکھ کر بے ہوش بھی ہو جاتے تھے لیکن کیا سبب ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ایسی کیفیات طاری نہیں ہوتیں تھیں اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا اگر وہ کماحقہ آشکار ہو جاتا تو لوگوں پر محویت وبے خودی کا عالم اس سے کہیں بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا کرتا تھا"

(الدر الثمین:۷)

شیخ ابو محمد عبد الجلیل القصری ؒ شعب الایمان میں لکھتے ہیں کہ۔

حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر حسینوں کا حسن آپ کے حسن کی خیرات ہے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن وجمال کو ہیبت ووقار کے پردوں کے ساتھ ڈھانپا نہ ہوتا تو یہ دنیوی آنکھیں آپ کا مشاہدہ ہی نہ کرپاتیں"

(مطالع المسرات: ۳۹۴)

"حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ حضرت اویس قرنیؒ سے ملاقات کے لئے ان کے آبائی وطن قرن پہنچے۔ آپ ﷺ کا فرمان سنا۔ اثنائے گفتگو حضرت اویس قرنیؒ نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی فخر موجودات ﷺ کا دیدار بھی کیا ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو مسکرا کر کہنے لگے۔ تم نے تو رسول اللہ ﷺ کے حسن کا محض ایک پرتو دیکھا ہے"

(جواہر البحار '۲:۰ھ)

حضرت شیخ عبد العزیز دباغ فرماتے ہیں کہ

"اگر آپ کے نور کامل کو عرش عظیم پر ظاہر کر دیا جاتا تو پگھل جاتا اسی طرح اگر مخلوقات کو جمع کر کے ان پر آپ کا نور اقدس آشکار کیا جاتا تو وہ مبہوت ہو کر رہ جاتیں"

(الابریز: ۲۷۲)

سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

"تمام انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے اسماء ذاتیہ کے فیض کا پرتو ہیں اولیاء اسماء صفاتیہ کا اور تمام مخلوق صفات فعلیہ کا لیکن سید الانبیاء ذات حق کے بلاواسطہ فیض کا پرتو ہیں اور صرف آپ ہی کی ذات میں حق تعالیٰ کی شان کا ظہور بالذات ہے"

(مدارج النبوت' ۲: ۲۰۹)

اسی مسئلے پر امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

"جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس اور شان اعلیٰ کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اس نے اس ذات کے انوار صمدیت سے بلاواسطہ حقیقت محمدی کو ظاہر فرمایا اور پھر اس کے فیض سے تمام علوم عالم پست و بالا کو پیدا فرمایا۔

(المواہب اللدنیہ' ۵۰۱)

اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

یا ابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی

(مطالع المسرات: ۱۲۹)

اے ابوبکر! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا"

باب سوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

طرز معاشرت اور دنیوی تقاضوں کا بیان

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مدت تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے معمولات نبوی کے بارے میں بھی گفتگو نہیں کی پھر جب میں نے ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے والد گرامی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت اور نشست و برخاست وغیرہ سب کچھ پوچھ چکے ہیں اور ان میں سے کوئی بات بھی نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں اپنے ذاتی ضروریات (کھانا اور آرام کرنا وغیرہ) کے لئے تشریف لے جانے میں بھی (منجانب اللہ) ماذون تھے۔ سو جب آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اس وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔

۱۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے یعنی نماز' نوافل' ذکر و فکر

۲۔ ایک حصہ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے یعنی ان کے معاملات کو نپٹانا اور ان کی خوشی و غمی میں شرکت

۳۔ ایک حصہ اپنے جسمانی حقوق کے لئے

پھر اپنے اس آخری حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے۔ اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرما دیتے اور اس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام لگا دیتے یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آ سکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے۔ اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا' بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ

پہنچاتے۔ اس حصۂ وقت میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اہل علم ودانش کو اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی دینی ذمہ داریوں کے تقسیم فرماتے۔ سو ان میں سے کسی کا ایک معاملہ ہوتا کسی کے دو اور کسی کے زیادہ سو ان کی ضروریات کے مطابق انہیں وقت دیتے اور ان کو اتنے حسین انداز میں نمٹاتے کہ جس میں ان کی اپنی اور بقیہ امت کی تربیت اور اصلاح کا سامان ہو۔ وہ معاملات عرض کرتے جاتے اور آپ ﷺ ان کے مناسبِ حال امور کی ہدایات دیتے اور آپ یہ فرماتے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی صاحب اختیار تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں خیر ہی کی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے ضروریات ومنافع کے سوا دوسری لایعنی اور بے فائدہ باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو لوگ آپ کے پاس محض زیارت یا اپنے ایسے مسائل کے حل کے لئے آتے کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہو جاتے یعنی آپ نفع علمی کے علاوہ کچھ نہ کچھ کھلاتے بھی تھے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ کے (گھر سے) باہر تشریف رکھنے کے حالات، بھی مجھ سے بیان کیجئے کہ اس وقت میں آپ کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کے دل خوش رکھتے تھے۔ ان میں پریشانی نہ ہونے دیتے تھے۔ ہر قوم کے رہنما کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے ۔ لوگوں کو نقصان دہ امور سے پرہیز رکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خلقی میں کمی نہ کرتے تھے اور اپنے ملنے والوں کے احوال سے ہمیشہ باخبر رہتے تھے۔ لوگوں میں جو حوادث وواقعات ہوتے تھے آپ ان کے بارے میں پوچھتے رہتے تاکہ مظلوم کی مدد اور ظالموں کا انسداد ہو سکے ہر اچھی بات کی تحسین وتصدیق اور بری بات کی حوصلہ شکنی وتحقیر فرماتے۔ آپ

کا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس میں بے نظمی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی
کسی طرح کرلیا کبھی کسی طرح لوگوں کی تعلیم میں مصلحت سے غفلت نہ فرماتے بوجہ
اس احتمال کے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض خود دین سے غافل ہو
جائیں گے یا بعض امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے اکتا جائیں
گی۔ ہر وقت ہر کام کے لئے آپ کے ہاں ایک نظم تھا۔ حق سے کبھی کوتاہی نہ فرماتے
اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کر کے نہ جاتے۔ لوگوں میں سے آپ کے مقرب زیادہ متقی
لوگ ہوتے۔ سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور پر سب کا خیر
خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا۔

پھر میں نے آپ کی مجلس کے بارے میں پوچھا کہ اس میں آپ کا کیا معمول تھا
تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر الٰہی کے ساتھ ہوتا
اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی معین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر
کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو بھی اس طرح جگہ معین کرنے سے منع
فرماتے اور جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ
جانا پسند فرماتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے ہم مجلس میں سے ہر شخص کو
اس کا حصہ اپنے خطاب اور توجہ سے عنایت فرماتے یعنی سب پر جدا جدا متوجہ ہو کر
خطاب فرماتے یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی
خاطر عزیز نہیں۔ جو شخص خود نہ ہٹ جاتا آپ اس کے ساتھ متعلق رہتے۔ جو شخص
آپ سے کچھ حاجت لینا چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے
جواب دیتے' اس کو واپس نہ کرتے۔ آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگوں کے
لئے عام تھی گویا آپ ان سب کے باپ تھے اور تمام آپ کے نزدیک حق میں مساوی
تھے البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے یعنی تقویٰ کی زیادتی سے ایک کو دوسرے پر
ترجیح دیتے تھے اور باقی امور میں سب باہم مساوی تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے
کہ حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے۔

آپ کی مجلس حلم' علم' حیا' صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اور اس میں

نبوت تھی۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ ایڑیوں کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ جب آپ کی طرف کوئی نظر کرتا تو یوں سمجھتا کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہوا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابوالطفیل لیثیؓ نے بیان کیا ہے کہ آپ میانہ قد تھے۔ آپ کبھی کبھی سرخ دھاری دار چادر زیب تن فرماتے تھے۔ شمائل ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قامت نہ بالکل سفید اور نہ سانولے اور موئے مبارک آپ ﷺ کے نہ بالکل خمدار نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ بل دار تھے۔ آپ کے سرانور اور ریش مبارک میں سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سرخ اور بالکل معمولی سے ابھرے ہوئے گوشت کی مثل دیکھا۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی زلفوں والا سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا یوں لگتا تھا گویا آپ کے چہرہ انور میں آفتاب چل رہا ہے۔ جب آپ ہنستے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور اندھیری جگہ روشن ہو جاتی تھی۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے شفاف تھا۔ تو انہوں نے کہا "نہیں" بلکہ آفتاب ماہتاب کے مثل تھا۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

"کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ حضور ﷺ کے وجود گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات ہر شخص سے بڑھ کر ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال عظمت باطن کا آئینہ دار بن گیا ہے" (جمع الوسائل '۱:۹)

"امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر انسان کے لئے حضور ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود اقدس کو اس طرح تخلیق فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی آپ ﷺ کا مثل نہیں" (المواہب اللدنیہ حاشیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۴)

سے پہلے شخص کی بات تھی یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی۔ جس بات سے سب ہنستے' آپ بھی مسکرا دیتے جس سے سب تعجب کرتے' آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی ہر معاملہ میں اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے) اور آداب سے ناواقف آدمی کی بدتمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔ کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کی بات ختم کرا دیتے یا اٹھ کھڑے ہو جانے سے بات کو قطع فرما دیتے۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا سکوت کس کیفیت کا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ کا سکوت چار امور پر مشتمل تھا۔ علم' بیدار مغزی' اندازے کی رعایت اور فکر۔ اندازے کی رعایت یہ تھی کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور ان کی عرض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی ہیں فرماتے تھے یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کے بقاء کو سوچا کرتے اور علم آپ کا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا سو آپ کو کوئی چیز ایسی غضبناک نہ کر سکتی تھی کہ آپ بے قابو ہو جائیں اور بیدار مغزی آپ کی چار امور کی جامع ہوتی تھی۔ ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کی اتباع کریں اور دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں۔ تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جن میں آپ کی امت کے لئے مصلحت ہو۔ چوتھے امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت کے کاموں کی درستی ہو۔

بستر مبارک

حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے سونے اور آرام فرمانے کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی بستر کبھی صرف ٹاٹ کا ہوتا اور کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ صحابہ ؓ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اکرم ﷺ یہ ارشاد فرماتے کہ مجھے دنیاوی راحت و آرام سے کیا (واسطہ) میری مثال تو اس راہ گیر جیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت آئیں انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا کہ ٹاٹ بچھا رکھا ہے۔ انہوں نے واپس جاکر ایک بستر تیار کیا جس کے اندر اون رکھی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میرے پاس بھیج دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کو رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت آئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھ کر یہ بنوا کر بھیجا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کردے۔ مزید فرمایا کہ مجھے وہ بہت اچھا معلوم ہوتا تھا اس لئے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر اصرار فرمایا اور یہ ارشاد کہ واللہ میں اگر چاہوں تو حق تعالیٰ جل شانہ میرے لئے سونے اور چاندی کے پہاڑ تیار کردیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر میں نے اسے واپس کردیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر آرام فرمارہے تھے جس کے نشانات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کی گدوں پر سوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بورے پر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کی رونے کی بات نہیں ہے ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ایک مرتبہ اس قسم کا واقعہ پیش آیا جس کا مفصل تذکرہ بخاری شریف میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کرکے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اس کو چوہرا کرکے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے ایسے ہی بچھا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات کو اسے چوہرا کردیا تھا کہ ذرا نرم رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اسے پہلے ہی حال میں رہنے دو' اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد میں مانع ہوئی

معاش

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی سیر ہو کر متواتر تین دن کھانا نہیں کھایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ کبھی متواتر دو دن سیر ہو کر جو کی روٹی تناول نہیں فرمائی حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اللہ تعالیٰ اس قدر عطا فرماتا جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی آل نے گندم کی روٹی آخری وقت تک سیر شکم ہو کر نہیں کھائی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ترکہ میں دینار درہم اور بھیڑ' اونٹ وغیرہ نہیں چھوڑے تھے۔ حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے اپنے جنگی ہتھیار' ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے سوا کچھ اور ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔ یہ چیزیں بھی صدقے کے طور پر لوگوں میں تقسیم کر دی گئی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے وصال کے وقت میرے گھر میں تھوڑے جو تھے جنہیں میں نے ایک کٹھلیا میں ڈالا ہوا تھا ان کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا بیشک مجھ سے یہ پیشکش کی گئی کہ میرے لئے مکہ مکرمہ کی وادی سونے کی بنا دی جائے تو میں عرض گزار ہوا کہ اے رب! یوں نہیں بلکہ مجھے ایک روز بھوکا رکھ اور دوسری روز شکم سیر فرما تاکہ جب میں بھوکا رہوں تو اس روز تیرے حضور گریہ وزاری کروں اور تجھے پکاروں اور جس روز شکم سیر ہو جاؤں تو تیری حمد وثنا بیان کروں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو اس پہاڑ کو سونے کا بنا دیا جائے اور آپ ﷺ جہاں بھی تشریف فرما ہوں یہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا پھر فرمایا کہ جبرائیل! بے شک دنیا اس کا گھر ہے جس کا

کوئی ٹھکانہ نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کے پلّے زادِ آخرت نہ ہو اور اسے وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔ حضرت جبرائیل عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ ﷺ کو حقیقت آشنائی کے مقام پر فائز کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ ہم ایسے آلِ محمد ﷺ ہیں کہ بعض اوقات پورا مہینہ گزر جاتا لیکن ہمارے گھروں میں آگ جلانے کی نوبت ہی نہ آتی بلکہ کھجوروں اور پانی پر گزر اوقات ہوتی رہتی۔

حضور ﷺ کے ملبوسات

آپ کا لباس مبارک چادر، لنگی، کرتا اور عمامہ ہوتا تھا۔ سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے۔ مخطوطہ چادر کو بھی پسند فرماتے، عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے اور صرف عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا۔ اور آپ نے قبا بھی پہنا ہے۔ آپ کی چادر کا طول چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ اور ایک بالشت ہوتا تھا اور تہبند کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت ہوتا تھا اور چادر بوٹے دار اور سادہ دونوں طرح کی پہنی ہے۔ سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے۔

شاہِ روم نے آپ کی خدمت میں ایک پوستین جس میں ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا آپ نے وہ بھی پہنا تھا۔ پائجامہ آپ نے خریدا ہے اور بعض روایات میں پہننا بھی آیا ہے آپ کے پاس چادریں سبز اور ایک کھیس سیاہ، ایک کھیس سرخ دھاری اور ایک کھیس بالوں کا یعنی کمبل تھا۔ اور کرتہ بالعموم سوت کا ہوتا تھا جس کے دامن اور آستینیں دراز نہ تھیں۔ آپ نے کتان اور صوف بھی پہنا ہے۔ مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور آپ نے بعض اوقات قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہے۔

حضور ﷺ کی سواریاں

آپ کے ذاتی استعمال میں سات گھوڑے، چھ خچر اور سواری کے قابل تین اونٹ تھے اور ہر سواری کا نام اس کے رنگ یا کسی اور خوبی کی بنا پر رکھا ہوا تھا۔

آپ کی ایک اونٹنی کا نام "عضباء" تھا یہی وہ اونٹنی تھی کہ تیز رفتاری میں

کوئی اونٹ اس سے آگے نہ جا سکتا تھا کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اس نے صدمہ میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ اسی صدمہ میں مر گئی۔

بعض کتب میں آپ کی سواریوں کی تعداد زیادہ بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس پینتالیس اونٹنیاں دودھ دینے والی تھیں اور سو بکریاں تھیں۔

حضور ﷺ کے خدّام

کئی صحابہ کرام کو آپ کا ذاتی خدمت گار ہونے کا شرف بھی نصیب ہوا ہے۔

۱۔ **حضرت انس بن مالک** رضی اللہ عنہ :۔ مردوں میں حضور ﷺ کے سب سے زیادہ مشہور خادم تھے۔ یہ آپ کے خادم خاص تھے۔ حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے وقت سے آپ کے وصال تک دس سال تک برابر آپ کے خدمت گزار رہے۔ سفر و حضر ہر حال میں آپ کی خدمت کرتے رہے۔ سو سے اوپر عمر پانے کے بعد وفات پائی۔

۲۔ **حضرت عبد اللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ :۔ حضور ﷺ کے مسواک بردار اور نعل بردار تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کہیں تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کو نعلین پہناتے اور جب آپ بیٹھ جاتے تو ہر دو چیزیں آپ کے کھڑے ہونے تک اپنے ہاتھوں میں سنبھالے رکھتے۔ وہ لکڑی لے کر آپ کے آگے آگے چلتے جب تک آپ حجرہ شریف میں داخل نہ ہوتے۔

۳۔ **حضرت عقبہ بن عامر جہنی** رضی اللہ عنہ :۔ حضور ﷺ کے خچر کے نگران تھے۔ سفر میں اسے ہانک کر لے چلتے تھے۔

۴۔ **حضرت زید بن حارثہ** رضی اللہ عنہ :۔ جن کی والدہ سعد بن ثعلبہ تھیں۔ ان کی کنیت ابو اسامہ تھی۔ یہ آنحضرت ﷺ کے غلاموں میں زیادہ مشہور ہوئے اور حضور ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ بعد ازاں حضور ﷺ نے انہیں اپنا متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنا لیا تھا۔

۵۔ **شقران** :۔ وہ اس لقب سے مشہور تھے کہا گیا ہے کہ ان کا نام "صالح" تھا۔ یہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حبشی غلام تھے انہوں نے حدیبیہ سے واپسی پر

آنحضرت ﷺ کو ہبہ کردیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں آزاد کردیا تھا۔

۶۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ :۔ ان کے نام میں اختلاف ہے بعض نے ان کا نام اسلم بتایا ہے بعض نے ابراہیم اور بعض نے صالح۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی آزاد کردیا تھا۔

۷۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ :۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے یہ اصفہان کے باشندے تھے۔ عمر بھر آپ کے خادم خاص رہے اور حضور ﷺ کی خصوصی شفقتوں سے فیض یاب ہوئے۔ حضور ﷺ کے گھروں میں بھی ان کا آنا جانا تھا۔

۸۔ سفینہ رضی اللہ عنہ :۔ یہ فارسی تھے اور مدینہ کے قریب بطن نخلہ نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا نام مہران اور بعض کے نزدیک رومان تھا۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی بعد میں حضور ﷺ نے ان کا نام سفینہ رکھ دیا تھا۔

۹۔ ابو کبشہ :۔ ان کا نام سلیم ہے۔ آنحضرت نے انہیں خرید کر آزاد فرمادیا تھا۔ یہ آپ کے خدمت گاروں میں سے تھے۔

۱۰۔ رویفع ابو مویہبہ :۔ یہ قبیلہ مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی خرید کر آزاد فرمایا تھا۔

۱۱۔ رباح اسود رضی اللہ عنہ :۔ یہ کبھی کبھی آنحضرت ﷺ کی مؤذنی کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

۱۲۔ فضالہ :۔ یہ یمن کے باشندے تھے پھر شام میں آباد ہو گئے تھے۔

۱۳۔ مدعم :۔ سیاہ فام غلام تھے۔ حضرت رفاعہ بن زیدہ جذامی رضی اللہ عنہ نے انہیں حضور ﷺ کو ہدیہ کردیا تھا۔ پھر انہیں حضور ﷺ نے آزاد فرمادیا۔

۱۴۔ یسار رضی اللہ عنہ :۔ یہ چرواہے تھے اور حضور ﷺ کے خدام میں شامل تھے۔

۱۵۔ مہران رضی اللہ عنہ :۔ کہا گیا ہے کہ یہ آل ابی طالب کے غلام تھے۔ ان کا شمار بھی آنحضرت ﷺ کے خدام میں ہوتا ہے۔

۱۶۔ مابور :۔ یہ خصی تھے انہیں سلطان مقوقس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

۱۷۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امور خانہ داری کے مہتمم تھے۔

۱۸۔ ثوبان رضی اللہ عنہ
۱۹۔ انیسہ
۲۰۔ افلح
۲۱۔ عبیدہ
۲۲۔ طہمان
۲۳۔ کیسان
۲۴۔ ذکوان
۲۵۔ مروان

بعضوں نے یہ چاروں نام ایک ہی شخص کے بیان کئے ہیں۔

۲۶۔ ابو
۲۷۔ حنین
۲۸۔ واقد
۲۹۔ ابو عسیب
۳۰۔ سندر

عورتوں میں آپ کی خادمائیں

۳۱۔ حضرت امۃ اللہ بنت زرینہ رضی اللہ عنہا

۳۲۔ حضرت خوالہ رضی اللہ عنہا حضرت حفص بن سعد کی دادی تھیں۔

۳۳۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا یہ ام رباب کی کنیت سے معروف تھیں۔

۳۴۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت مثنیٰ بن صالح بن مہران کی دادی تھیں۔

۳۵۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا
۳۶۔ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا
۳۷۔ حضرت سیرین رضی اللہ عنہا
۳۸۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا
۳۹۔ حضرت ام رافع رضی اللہ عنہا
۴۰۔ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا
۴۱۔ میمونہ بنت ابی عسیب رضی اللہ عنہا
۴۲۔ ام ضمیر رضی اللہ عنہا
۴۳۔ رضوی رضی اللہ عنہا
۴۴۔ ریشہ رضی اللہ عنہا
۴۵۔ ریحانہ رضی اللہ عنہا
۴۶۔ خضیرہ رضی اللہ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین اور پہریدار

قاضی عیاض فرماتے ہیں ہم سے قاضی شہید ابو علی مدنی ؒ اور حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعافری ؒ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" کی آیت مبارکہ کے نازل ہونے تک صحابہ کرامؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باقاعدہ حفاظت کیا کرتے تھے۔

آپ کا حفاظتی پہرہ دینے والی جماعت میں کئی اکابر صحابہ کے نام شامل ہیں مثلاً

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ :۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ اور پہرہ دار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جنگ بدر میں دن کے وقت آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جھونپڑی میں نیند آ گئی تو حضرت ابوبکرؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے آپ کا پہرہ دیتے رہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سعد بن معاذؓ بھی جھونپڑی میں موجود تھے اور دونوں مل کر پہرہ دے رہے تھے۔

۲۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ :۔ انہوں نے بھی جنگ بدر کی شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا تھا۔

۳۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ :۔ آپ نے غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا تھا۔

۴۔ حضرت زبیر بن عوف رضی اللہ عنہ :۔ آپ نے غزوہ خندق میں پہرہ دیا تھا۔

۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ :۔ آپ نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر پہرہ دیا۔

۶۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ :۔ آپ نے خیبر جاتے ہوئے اثناء سفر میں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا تھا۔

۷۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ

تینوں نے بمقام وادی قری میں آپ کا پہرہ دیا تھا۔

۱۰۔ ابن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ

آپ نے معرکہ حنین کی شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا تھا۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تھا کہ کوئی شخص ہے جو آج رات ہمارا پہرہ دے سکے؟ اس وقت ابن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہرہ دوں گا۔ اس پر

آنحضرت ﷺ نے ان کی حق میں دعائے خیر فرمائی۔

۱۵۔ **حضرت عبد الرحمٰن بن عوف** رضی اللہ عنہ یہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کی حفاظت پر مامور تھے۔

۱۶۔ **حضرت اسد بن اسید ساعدی** رضی اللہ عنہ یہ بھی آپ کی ازواج مطہرات کے نگران کار تھے۔

۱۷۔ **حضرت معیقیب** رضی اللہ عنہ یہ حضور ﷺ کی مہر مبارک کے محافظ تھے۔

۱۸۔ **حضرت حذیفہ** رضی اللہ عنہ یہ وہ صحابی ہیں کہ جب یہ حضور ﷺ کا پہرہ دے رہے تھے (ان کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے) تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی **وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ** (اللہ تعالیٰ خود لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا) پس آپ نے کاشانۂ اقدس سے سر مبارک باہر نکالا اور فرمایا اے لوگو! واپس چلے جاؤ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ خود لے لیا ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے آخری عمر تک آپ کی حفاظت خود فرمائی۔ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ امر صرف حضور ﷺ کے خصائص میں سے تھا۔ ایسا وعدہ اور شرف کسی اور کے لئے نہیں اب ہر کوئی سابق سنت مبارکہ کے مطابق اسباب اختیار کرنے کا مکلف ہے۔

حضور ﷺ کا اسلحہ اور ہتھیار

حضور ﷺ کے پاس ۹ تلواریں، سات زرہیں، پانچ کمانیں، تین ڈھالیں، دو بڑے نیزے، پانچ چھوٹے نیزے اور دو خود (لوہے کی بنی ہوئی سر کی ٹوپیاں) تھیں۔ حضور ﷺ کے تمام ہتھیاروں کے علیحدہ علیحدہ نام تھے۔

حضور ﷺ کے کاتبین

آپ کے منشی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن ارقم، حضرت ثابت بن قیس بن شماس، حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت خالد بن سعید بن العاص،

حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔

ان کا کام کتابت وحی کے علاوہ دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کے نام خط وکتابت اور دیگر احکام وفرامین نبوی کا نقل کرنا بھی تھا۔

حضور ﷺ کے شعراء

۱۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

آنحضرت ﷺ کے شعراء تھے۔ یہ سب شعراء حضور ﷺ کے نعت خوان اور ثناگو تھے۔ آپ ﷺ کی حمایت اور دشمن سے مدافعت میں بھی شعر کہتے تھے اور کفار قریش کی مذمت کیا کرتے تھے۔

بعض اوقات حضور ﷺ ان کی محفل نعت وثنا خود سماع فرماتے تھے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ اس لئے حضور ﷺ کی نعت کہنا اور سننا سنت قرار دیا گیا ہے۔

باب چہارم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مبارک کا بیان

اس باب میں حضور ﷺ کے ان احوال وکمالات اور ظاہری و باطنی دونوں طرح کے خصائص بیان کئے گئے ہیں۔ جو صرف آپ ہی کے خصائص ہیں۔ ان سے دیگر انبیاء کرام میں سے کسی اور کو نہیں نوازا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی عنبر کوئی مشک اور کوئی خوشبو رسول اللہ ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبو دار نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ کسی سے مصافحہ کرتے تو پورا پورا دن اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

آپ ﷺ ایک بار حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کو پسینہ آیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ایک شیشی لاکر آپ ﷺ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے۔ اس سے ہم مہک حاصل کریں گے

امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس راستے سے گزرتے اور کوئی شخص آپ ﷺ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ ﷺ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ امام اسحٰق بن راہویہؒ نے کہا ہے کہ یہ مہک بغیر خوشبو لگائے خود آپ ﷺ کے بدن مبارک میں تھی۔

ابراہیم بن اسمٰعیل مزنیؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا۔ میں نے مہر نبوّت کا بوسہ لیا سو اس میں سے مشک کے حلے آرہے تھے اور مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ ﷺ کے مبارک بول و براز کو نگل جاتی

اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی تھی حضرت عائشہؓ نے بھی اس طرح روایت کیا ہے۔ اور اسی لئے علماء کرام آپ ﷺ کے بول و براز کے پاک ہونے کے قائل ہیں۔ (ابوبکر بن سابق مالکی اور ابو نصر نے بھی اس کو نقل کیا ہے)

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن آپ کے زخم کا خون مبارک چوس کر پی گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کا خون مبارک جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکہ اور آپ کی خادمہ ام ایمن نے آپ کا بول مبارک پی لیا تھا سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے (اسے امام دار قطنیؒ نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔)

آپ قدرتی مختون ناف بریدہ اور سرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ ﷺ کو لگی ہوئی نہ تھی۔

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکثر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر ﷺ عقل میں سب پر ترجیح رکھتے تھے۔ رائے میں سب سے افضل تھے اور آپ ﷺ تاریکی میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے نجاشی کا جنازہ حبشہ میں دیکھ لیا تھا اس پر نماز پڑھی اسی طرح آپ ﷺ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جب قریش کے سامنے اس کا نقشہ بیان فرمایا (یہ معراج کی صبح واقعہ ہوا تھا) اور جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اس وقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا۔ آپ ثریا میں گیارہ ستارے اپنی چشمانِ مقدس سے دیکھا کرتے تھے۔ یہ شان بصارت تھی اور شان سماعت کی خصوصیت یہ تھی کہ ایک روز حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس بات نے بہت حیران کیا کہ جب آپ بچپن میں اپنے

پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے تھے تو چاند آپ ﷺ کی انگلیوں کے اشاروں کے ساتھ ہلتا تھا(گویا آپ ﷺ سے کھیلتا تھا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں آپ ﷺ کو اس سے زیادہ حیران کن بات بتاتا ہوں وہ یہ کہ جب میں اپنی والدہ کے بطن میں تھا تو لوح محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز بھی سنتا تھا۔

اور جس رات آپ ﷺ نے کفار کے مطالبے پر مکہ معظمہ کے پہاڑ پر چاند کو معجزہ دو ٹکڑے کیا اس وقت بھی چاند ٹکڑے ہونے کا حکم پانے سے پہلے آپ کی انگشت مبارک کے اشارے کے ساتھ ہلتا رہا۔

آپ ﷺ کو کلمات جامع عطا کئے گئے اور تمام زمین آپ ﷺ کے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی (یعنی امت کی نماز اور تیمم کے لئے) اور آپ ﷺ کے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا جبکہ پہلی شریعتوں میں مال غنیمت حلال نہ تھا اور آپ ﷺ کے لئے شفاعت کبریٰ اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور جن وانس اور تمام خلائق کی طرف آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔آپ ﷺ کو سب سے آخری نبی اور افضل الرسل بنایا گیا۔ آپ ﷺ نہ صرف عرب کی سب زبانیں بلکہ تمام دنیا کی زبانیں جانتے تھے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا نور اقدس ساری کائنات سے پہلے تخلیق کیا گیا اور آپ ﷺ کو نبوت سب سے پہلے عطا فرمائی گئی اور بعثت سب سے آخر میں عطا فرمائی گئی۔ تمام انبیاء کرام سے آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کا میثاق لیا گیا۔ آپ کو قبرانور سے قیامت کے روز سب سے پہلے اٹھنے والا بنایا گیا۔ آپ کو روز قیامت سب کا شفیع اور تمام انبیاء اور ان کی امتوں پر گواہ بنایا گیا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کو ہی اذن شفاعت ہوگا اور سب سے پہلی شفاعت آپ ﷺ ہی کی قبول کی جائے گی۔

آپ ﷺ کو تمام اولاد آدم کا سردار بنایا گیا۔ یہ بھی آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے یوم میثاق "الست بربکم" کے جواب میں سب سے پہلے "بلیٰ" (جی ہاں تو ہمارا رب ہے" فرمایا۔

آپ ﷺ کا اسم گرامی عرش الٰہی اور جنت میں ہر جگہ لکھا گیا۔ آپ کو جملہ

کائنات کی تخلیق کا مقصد بنایا گیا۔ پہلی تمام آسمانی کتابوں میں آپ کی تشریف آوری کی بشارات اور آپ ﷺ کے فضائل بیان کئے گئے۔ حضرت آدم علیہ اسلام' حضرت نوح علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کو آپ ﷺ کی برکات سے واضح طور پر نوازا گیا۔

آپ کے شانہ اقدس پر مہر نبوت لگائی گئی آپ کو مقام "قاب قوسین او ادنیٰ" پر فائز فرما کر شرف معراج سے نوازا گیا۔ آپ ﷺ کو عالم بالا کے جملہ عجائبات' ملکوت ارضی و سماوی اور جنت و دوزخ کے احوال پر مطلع فرمایا گیا۔ آپ ﷺ کی آمد سے کہانت منقطع ہو گئی۔ اذان' اقامت' نماز اور ہر ذکر خیر میں اللہ تعالیٰ نے پ ﷺ کا اسم گرامی اپنے اسم مبارک کے ساتھ لازماً شامل فرمایا۔ آپ ﷺ کو ایسی کتاب (قرآن) عطا فرمائی گئی جو ہمیشہ تغیر و تبدل سے محفوظ رہے گی حتیٰ کہ اس کتاب کو خود ہر لحاظ سے حضور ﷺ کا دائمی معجزہ بنا دیا گیا۔ نیند سے آپ ﷺ کا وضو مبارک نہ ٹوٹتا تھا۔ آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کی امت قیامت کے روز تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔ آپ ﷺ کو ساری مخلوق پر افضل بنایا گیا۔ آپ ﷺ کو بشریت اور نورانیت دونوں کے جملہ کمالات عطا فرمائے گئے۔

قیامت کے روز آپ ﷺ ہی کو لواء الحمد کا اٹھانے والا بنایا گیا۔ اس طرح کہ تمام انبیاء و رسل آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔ آپ ﷺ کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مخلوق میں تقسیم کرنے والا بنایا گیا۔ آپ ﷺ کو ساری کائنات کے لئے رحمت بنایا گیا۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ ﷺ کو شب معراج اللہ تعالیٰ نے خود جلوہ زیبا سے نوازا۔ قیامت کے دن بزرگی اور رحمت کی چابیاں بھی آپ ﷺ کے دست اقدس میں دی جائیں گی۔ جنت کا دروازہ بھی آپ ﷺ ہی کے کھٹکھٹانے سے کھلے گا۔ اور آپ ﷺ ہی سب سے پہلے اپنے مبارک قدموں سے اسے شرف یاب فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے پیکر بشریت کو بھی بے سایہ بنایا گیا۔ آپ کے فیوض

وبرکات کو بعد از وصال بھی ظاہری وباطنی طور پر قیامت تک بلکہ بروز قیامت بھی باقی رکھا گیا۔ اور بعد از وصال بھی جسمانی و روحانی حیات کے باعث آپ ﷺ کے جملہ حقوق امت پر اسی طرح قائم رکھے گئے جیسے ظاہری میں تھے اور آپ ﷺ کی امت کو ہمیشہ کے لئے شرک سے محفوظ کر دیا گیا۔

باب پنجم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

خصائل مبارک کا بیان

فصل اوّل

حضور ﷺ کے عام معمولات اور بود و باش کا بیان

حضور ﷺ نے فرمایا مجھ کو دوسرے لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت' شجاعت' قوت مردی اور مقابل پر غلبہ آپ ﷺ بعثت سے قبل بھی اور بعد میں بھی صاحب وجاہت تھے۔

حضرت قیلہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے غریب دل کو برقرار رکھ اور ڈر مت۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے روبرو عقبہ بن عمر کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو۔ میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں حالانکہ آپ ﷺ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا کی گئی تھیں اور آپ ﷺ کی حیات میں بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرہ عرب اور نواحی شام و عراق فتح ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کے حضور میں خمس' صدقات اور عشر پیش کئے جاتے تھے' اور سلاطین کی طرف سے ہدایا (تحائف) بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو آپ ﷺ نے لوجہ اللہ خرچ فرمایا اور مسلمانوں کو غنی کر دیا' اور فرمایا کہ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرے لئے احد پہاڑ سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی پاس رہے' بجز ایسے دینار کے کہ جس کو کسی قرض کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔ یہ آپ ﷺ کے کمال سخاوت اور جود و عطا کی شان ہے چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ ﷺ مقروض رہتے تھے حتیٰ کہ جس وقت آپ ﷺ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی زرہ اہل و عیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ اپنے ذاتی خرچ' لباس اور رہائش میں صرف قدر ضروریات پر اکتفا کرتے تھے اور اکثر اوقات آپ ﷺ کمبل'

موٹا کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے جب کہ بعض اوقات اپنے اصحاب کو ریشم کی قبا جس میں سونے کے تار بنے ہوتے تھے تحفہ عطا فرماتے تھے۔ اور جو اس وقت ان میں موجود نہ ہوتے ان کے لئے بچا کر رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ کا خلق قرآن ہے۔ اس (قرآن) کی خوشی کی بات سے آپ ﷺ خوش ہوتے اور اس کی ناخوشی کی بات سے ناخوش ہوتے تھے، یعنی قرآن سے جو بات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی تھی آپ ﷺ کی خوشی اور ناخوشی اس کے تابع تھی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ ﷺ خلق عظیم پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اصل فطرت میں مکارم اخلاق (اخلاق کی بلندی) اور متانت طبع اور اعتدال مزاج پر پیدا کیا تھا۔

حضرت آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جس وقت پیدا ہوئے آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کے ایذاء دینے پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بد سلوکی کرتا تھا آپ ﷺ اس سے حسن سلوک کرتے تھے۔

جو شخص آپ ﷺ کو نہ دیتا تھا آپ ﷺ اسے دیتے، جو شخص آپ ﷺ پر ظلم کرتا، آپ ﷺ اس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں سے جو آسان ہوتا آپ ﷺ اسے اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں آپ ﷺ نے امت کی آسانی کی رعایت فرمائی) رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہ لیا حتیٰ کہ سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے جنگ احد کے روز آپ ﷺ پر پتھر مارے اس سے آپ ﷺ کا ایک دانت مبارک شکستہ ہو کر جھڑ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ ان کو میرے مقام کی خبر نہیں۔

آپ ﷺ نے کبھی کسی آدمی یا جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ الگ بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا اور نہ کسی خادم کو مارا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ ﷺ نے انکار فرما دیا ہو۔ آپ ﷺ کمزوروں کا بار اٹھا لیتے تھے غریب آدمی کو مال دے دیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں معاونت فرماتے۔

آپ ﷺ اگلے دن کے لئے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیر میں ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا' نہ مضبوط دیکھا' نہ کوئی فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ ﷺ کے نزدیک رہتا کیونکہ آپ ﷺ دشمن کے لشکر کے قریب ہوتے تھے تو اس شخص کو بھی اس صورت دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ شرم و حیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اور آپ ﷺ نہایت لطیف الجلد اور نرم اندام تھے اور کسی شخص کے منہ پر ناگوار بات نہ فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نہ تو آپ ﷺ بطور عادت سخت گو تھے اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے۔ برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ غایت حیا سے آپ ﷺ کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈالتے تھے) اور اگر کسی نامناسب چیز کا کسی ضرورت کے تحت ذکر کرنا ہی پڑتا تو اشارے میں فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے۔ بات کے سچے تھے طبیعت کے نرم تھے۔ معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ ﷺ کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرما لیتے اور ہدیہ قبول فرما

لیتے اگرچہ ہدیہ یا طعام گائے یا بکری کا پایا ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے دعوت غلام کی' آزاد کی' لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرما لیتے اور شہرمدینہ کی انتہا آبادی پر بھی اگر کوئی مریض ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے۔ معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتداء مصافحہ فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جائے۔ جو آپ ﷺ کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لئے بچھا دیتے اور گدہ تکیہ خود چھوڑ کر اس کو دے دیتے کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ بعض اوقات فرستادوں کی خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے۔ اپنی بکری کا دودھ خود نکال لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی نعلین کو خود بوقت حاجت سی لیا کرتے تھے اپنا اور گھر والوں کا کام کر لیا کرتے حتیٰ کہ گھر کی صفائی میں بھی ان کی اعانت فرماتے خدمت گاروں کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور ان کے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے اپنا سودا سلف بازار سے خود لے آتے تھے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے' پاکیزہ اور سچ بولنے والے تھے حتیٰ کہ ابوجہل بن ہشام باوجود اس کے کہ آپ ﷺ کا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے روز جب اس سے پوچھا کہ اے ابوالحکم یہاں میرے اور تیرے سوا کوئی موجود نہیں کہ جو ہماری بات کو سن لے گا تو مجھے یہ بتلا کہ محمد سچے ہیں یا جھوٹے تو ابوجہل نے کہا واللہ محمد سچے ہیں اور محمد نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں۔ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو بعض اوقات دونوں پاؤں کھڑے کرکے ملا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے (اس کو احتباء کہتے ہیں اور یہ تواضع اور سادگی کا ایک محبوبانہ انداز ہے)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھتے تھے اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے تو طمانیت کے ساتھ

چلتے۔ آپ کی چال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں تنگی ہے کہ گھبرائے ہوئے چلیں اور نہ طبیعت میں سستی ہے کہ پاؤں نہ اٹھتا ہو۔ غرض یہ کہ نہ بہت تیز چلتے اور نہ سست رفتار تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ خوشبودار چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارتے تھے اور انگلیوں اور ہڈیوں کے جوڑوں کو صاف رکھنا پسند فرماتے کیونکہ یہ مقامات میل جمع ہونے کے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی متواتر تین روز تک پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھائی یہاں تک کہ آخرت کو روانہ ہو گئے اور فاقہ آپ ﷺ کو بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا۔

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا بستر ایک ٹاٹ تھا۔ کبھی کبھی آپ ﷺ چارپائی پر بھی آرام فرماتے جو کھجوروں کے بان سے بنی ہوئی تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر اس کا نشان پڑ جاتا۔

حضرت ام معبدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سکوت اختیار فرماتے تو چہرہ اقدس سے وقار و عظمت اور جلال و ہیبت جھلکتی اور کلام فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ پروئے ہوئے موتیوں کا ہار ہے جو نیچے ڈھلک رہا ہے اور کلام و گفتگو میں شہد کی سی مٹھاس ہوتی کلام نہ اتنا قلیل اور مختصر ہوتا کہ مطلب کی ادائیگی مشکل ہو اور فہم مقصود میں مخل ہو اور نہ اتنا طویل ہوتا کہ غیر ضروری کلمات پر مشتمل ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس طرح تم لوگ مسلسل تیزی کے ساتھ گفتگو کرتے ہو اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو کبھی بھی اس طرح کھل

کھلا کر ہنستے نہیں دیکھا بلکہ آپ ﷺ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے اور عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکرانے والا نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہ شخص خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا حضور ﷺ اپنے دستِ اقدس کو اس کے ہاتھ سے علیحدہ نہ کرتے تھے' اور جب تک وہ اپنا منہ نہ پھیر لیتا حضور ﷺ اپنا رخ انور اس سے نہ پھیرتے تھے اور کبھی یہ نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے زانو مبارک اپنے ہم نشین سے آگے بڑھا کر بیٹھے ہوں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ نماز پڑھ کر حضور ﷺ گھر تشریف لے چلے۔ میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ سامنے سے کچھ بچے آتے ہوئے ملے حضور ﷺ ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ پھر میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے دست اقدس کی خنکی اور خوشبو محسوس کی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ عطر کے ڈبہ سے نکالا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضور ﷺ کی گفتگو سے متعلق کچھ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت آخرت کے غم اور ہمیشہ امور آخرت کی سوچ میں رہتے تھے۔ کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے۔ آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا۔ گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی۔ کلام ایسا جامع فرماتے کہ اس کے الفاظ مختصر مگر پر مغز ہوتے آپ کا کلام حق و باطل میں فیصل ہوتا جو نہ زائد ہوتا اور نہ کم ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے۔ نہ مزاج میں سختی تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے۔ نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے۔ مذمت تو اس لئے نہ فرماتے کہ نعمت تھی اور مدح اس لئے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص

اور طلب لذت ہوتی ہے۔ جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت، آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر لیتے۔ اپنی ذات کے لئے غضب ناک نہ ہوتے تھے اور نہ اپنی ذات کے لئے انتقام لیتے تھے۔ گفتگو کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر متوجہ فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور بات کرتے تو داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے جب آپ ﷺ کو غصہ آتا تو آپ ﷺ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے۔

فصل دوم

حضور ﷺ کی دلجوئی' نرم خوئی اور شفقت و رحمت کا بیان

باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کے یہ اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ
(آل عمران' ۱۵۹:۳)

کیا کمال مہربانی ہے کہ اے محبوب آپ ان کے لئے نرم دل ہوئے' اگر تند مزاج' سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے گرد سے پریشان ہو کر چھٹ جاتے پس آپ انہیں معاف فرمائیں اور ضروری کاموں میں ان سے مشورہ کریں۔

ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی توصیف میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ پھول کے مانند کھلے رہتے تھے۔ خوش اخلاق اور نرم خو تھے۔ آپ بد اخلاق' سنگ دل' بازاروں میں چلانے والے' بدکلامی کرنے والے' دوسروں میں کیڑے نکالنے والے اور چاپلوس بالکل نہیں تھے۔ جس چیز کی ضرورت نہ ہوتی آپ اس کی جانب توجہ نہیں فرماتے تھے۔ کوئی سائل آپ کی بارگاہ عالی سے کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا تھا۔

اگر کوئی شخص آپ کی دعوت کرتا تو آپ ضرور قبول فرماتے۔ ہدیہ خواہ کتنا ہی ہلکا یا کم قیمت کیوں نہ ہوتا آپ قبول کرنے سے انکار نہ فرماتے اور اس کے بالمقابل آپ ہدیہ دینے والے کو نوازتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا اور اس عرصے میں آپ نے مجھ سے کبھی اف تک نہ فرمایا۔ جب میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور جب کوئی کام نہ کیا تو

کبھی نہ فرمایا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہ کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بہتر کسی کا اخلاق نہیں تھا۔ جب بھی آپ کے صحابہ یا اہل بیت میں سے کسی نے بلایا تو فوراً اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب سے میں مسلمان ہوا کبھی مجھے آپ نے اپنے آنے سے منع نہیں فرمایا اور جب بھی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو تبسم فرماتے ہوئے دیکھا۔ فخر دوعالم ﷺ اپنے اصحاب کی دلنوازی فرماتے۔ ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ ان کے بچوں کی دلجوئی فرماتے اور انہیں گود میں اٹھالیا کرتے تھے۔ ہر آزاد' غلام' لونڈی اور مسکین کی دعوت قبول فرمالیا کرتے تھے مدینہ منورہ کے کسی گوشے میں کوئی بیمار پڑ جاتا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور عذر خواہ کا عذر قبول فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص بات کرنے کے لئے آپ کے گوش مبارک سے منہ لگاتا تو آپ سر کو پیچھے نہیں ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ شخص خود ہٹ جاتا۔ جب بھی کسی نے آپ کا دست مبارک پکڑا' آپ نے کبھی اس سے نہ چھڑایا جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔ صحابہ کرام سے مصافحہ کرنے میں آپ پہل کرتے۔ جب بھی کوئی شخص ملتا تو رسول اللہ ﷺ اسے پہلے سلام کرتے۔ اپنے صحابہ کے درمیان آپ کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے جس سے دوسروں کو تنگی ہو۔ جو شخص آپ کے پاس حاضر ہوتا آپ اس کی عزت کرتے اور بعض اوقات اس کے لئے کپڑا بچھا دیتے یا تکیہ عنایت فرما دیتے تھے۔ اگر کوئی صحابی انکار کرتا تو آپ اصرار کر کے بٹھاتے اور بعض اوقات اسے بیٹھنے کے لئے قسم تک دیتے تھے۔

فخر دوعالم ﷺ اپنے اصحاب کو پیارے پیارے ناموں اور القاب سے پکارتے تھے۔ کسی کی بات نہ ٹوکتے۔ اگر کوئی کلام میں تجاوز کرتا تو اسے روک دیتے یا خود اٹھ کر چلے جاتے۔ اگر کوئی شخص آپ کے پاس ایسے وقت آتا کہ آپ نماز میں

مشغول ہوتے تو آپ نماز کو مختصر فرما دیتے تھے۔ اس شخص کی ضرورت معلوم کر کے پہلے اس کی حاجت روائی فرماتے پھر اس کے بعد نماز میں دوبارہ مشغول ہو جاتے۔

نزول قرآن' وعظ اور خطبے کے علاوہ آپ تبسم ریز اور ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تبسم کا خوگر کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے غریب لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور اپنے برتنوں میں پانی بھر کر لاتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو ان کے پانی کے برتنوں میں ہاتھ ڈبوتے جاتے حالانکہ بعض اوقات صبح کو سخت سردی بھی ہوتی۔ ایسا کرنے سے ان لوگوں کا مقصد برکت حاصل کرنا ہوتا تھا۔ وہ پانی اپنے بیماروں کو پلاتے اور انہیں اس کی برکت سے شفایابی ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے اور ان کے پاس دو بچیاں دف بجا رہی تھیں اور یہ عید قربان کا موقع تھا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان بچیوں کو زجر و توبیخ فرمائی تو صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑا منہ مبارک سے ہٹایا اور فرمایا اے ابوبکر ان کو اپنے حال پر رہنے دو کیونکہ یہ عید اور خوشی کے دن ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا مظاہرہ اس طرح دیکھا کہ حبشی لوگ مسجد کے سامنے کھلی جگہ پر (جنگ کی تیاری کے سلسلہ میں نیزوں کے ساتھ) کھیلتے تھے۔ آپ مجھے اپنی رداء اقدس (چادر مبارک) سے ڈھانپے رہتے اور میں ان کا کھیل دیکھتی رہتی اور جب تک میں خود بیٹھ نہ جاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے کھڑے رہتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلسلہ ازدواج میں منسلک ہو جانے کے بعد کبھی کبھی گھر میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلا کرتیں۔ جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھتیں تو کھیل چھوڑ کر چھپ جاتیں۔ آپ ان کو چھپی ہوئی جگھوں سے نکال کر باہر لاتے اور میرے ساتھ کھیلنے کا حکم دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلنے لگ جاتیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تو اس امر کی گواہی دیتا ہے۔ "اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہ" اس لڑکے نے باپ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا جو کچھ تجھے محمد ﷺ فرمارہے ہیں وہ کہہ دے اور اعتراف توحید ورسالت کرلے۔ چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور فوت ہو گیا تو حبیب خدا ﷺ نے فرمایا۔ اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھو اس کو اپنے قبرستان میں دفن کرو۔ یہ بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کی طبیعت مبارکہ کو یہ گوارا نہ تھا کہ وہ لڑکا جو آپ کی خدمت کرتا رہا تھا خواہ یہودی ہی کیوں نہ ہو اس کی موت اسلام پر نہ ہو اور وہ دوزخ میں چلا جائے۔ اس کی عیادت کے دوران آپ نگاہ نبوت سے بھانپ گئے تھے کہ وہ قریب المرگ ہے۔ اس لئے اسے وہیں بیٹھے قبول اسلام کی دعوت دے دی۔ وہ مسلمان ہو گیا اور آپ کے تشریف لے جاتے ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ گویا اس کی موت سے پہلے اس کی خدمت کا صلہ عطا فرمادیا۔ دلجوئی اور شفقت کریمانہ کا یہ عالم کہ اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے حالانکہ اس کا باپ یہودی تھا اور یہود کی اسلام کے ساتھ دشمنی بڑی واضح تھی۔

فصل سوم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن عہد صلہ رحمی اور تواضع کا بیان

حضرت عبد اللہ بن ابی حساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سودا کیا تھا۔ آپ کا کچھ مال میرے ذمے باقی رہ گیا تو میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں ' آپ اسی جگہ تشریف رکھیں۔ میں جا کر اپنے وعدے کو بھول گیا اور تیسرے روز مجھے یاد آیا تو مال لے کر آپ کی جانب چل پڑا۔ دیکھا تو آپ اسی جگہ کھڑے انتظار فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اے نوجوان! تم نے مجھے تکلیف دی ہے کیونکہ میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر تا رہا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب ہدیہ پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے۔ اسے فلاں عورت کے گھر پہنچا دو کیونکہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی ہے اور ان سے محبت کیا کرتی تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا رشک میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا کرتی اتنا کسی دوسری عورت پر نہیں کیونکہ میں سنتی تھی کہ حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم اکثر انہیں یاد کرتے تھے۔ آپ بکری ذبح کرتے تو ان کی سہیلیوں کے لئے ہدیہ بھیجتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ایک دفعہ دروازہ پر آکر اندر آنے کی اجازت طلب کرنے لگیں تو آواز سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور استقبال کے لئے ان کی جانب لپکے۔ اسی طرح ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تو آپ نے بطریق احسن اس کا حال دریافت کیا اور دلجوئی فرمائی جب وہ چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھی اور فرمایا کہ حسن عہد ایمان کی نشانی ہے۔

بعض سلف صالحین نے توصیف مصطفیٰ ﷺ میں فرمایا ہے کہ آپ سب کے ساتھ صلہ رحمی فرماتے تھے لیکن فضیلت کا لحاظ بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نواسی یعنی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھی۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ نجاشی حبشہ کا وفد بارگاہ رسالت ماب میں حاضر ہوا تو آپ نے خود ان کی خاطر مدارت فرمائی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ خدمت کے لئے آپ کے غلام کافی ہیں۔ رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنے ملک میں ہمارے ساتھیوں کا شایان شان خیر مقدم کیا تھا میں اس احسان کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں۔

قبیلہ ہوازن کے قیدیوں میں آپ کی رضاعی بہن شیما (جنہوں نے آپ کے ساتھ مل کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا) بھی تھیں۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو ان کے لئے اپنی چادر بچھادی اس کے بعد زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے پاس رہنا چاہو تو پورے اعزاز واکرام کے ساتھ رکھا جائے گا اور اگر واپس اپنے قبیلہ میں جانا چاہو تو اپنے ساز وسامان سمیت واپس جاسکتی ہو۔ انہوں نے اپنی قوم میں واپس جانا پسند کیا تو آپ نے کافی سامان اور مال ودولت دے کر انہیں رخصت کیا۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بچپن کے دنوں میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی۔ جب قریب ہوئی تو آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی۔ وہ بیٹھ گئی تو میں نے دوسروں سے پوچھا کہ کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا رسول ﷺ کی ایک رضاعی والدہ ہیں۔

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کون ومکان ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ کا ایک رضاعی باپ آگیا۔ آپ نے ان کے لئے کپڑا بچھادیا۔ جس پر وہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رضاعی والدہ آگئیں تو آپ نے ان کے لئے کپڑے کا دوسرا حصہ پھیلا دیا جس پر وہ بیٹھ گئیں۔ اس کے بعد آپ کا رضاعی بھائی آگیا تو رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوگئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ اسی طرح حبیب خدا ﷺ

اپنی رضاعی والدہ ثویبہ ؓ کے لئے پہننے کے کپڑے بھیجا کرتے تھے (جنہیں ابولہب نے آزاد کردیا تھا)۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو آپ نے ان کے قریبی رشتہ داروں کے متعلق دریافت کیاتو معلوم ہواکہ ان کاکوئی قریبی رشتہ دار نہیں ہے۔

پہلی وحی کے نزول کے وقت آپ کی کیفیت دیکھ کر حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی نقصان نہیں پہنچنے دے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، عاجزوں کے سر کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، غرباء کو مال و دولت مرحمت فرماتے، مہمان نوازی کرتے اور حقوق اللہ میں لوگوں کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔ آپ عند اللہ اور عند الناس علو منصب اور رفعت مرتبہ کے باوجود تمام لوگوں سے زیادہ متواضع تھے۔ تکبر کا آپ کے نزدیک سے بھی گزر نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیاکہ آپ نبی بادشاہ بننا چاہتے ہیں یا نبی عبد تو آپ نے نبی عبد بننا پسند فرمایا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اس وقت بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہوئے مژدہ سنایاکہ آپ کی اس تواضع کے باعث اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ بروز قیامت آپ جملہ بنی آدم کے سردار ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے اور گنہگاروں کی سب سے پہلے شفاعت آپ ہی فرمائیں گے۔

حضرات صحابہ کرام کی مرویات میں آپ کی تواضع کے بارے میں یہ بھی ہے کہ آپ گھریلو کاموں میں بھی مشغول ہوجاتے تھے۔ اپنے کپڑے خود صاف کرلیتے، بکری دوہتے، کپڑوں کو پیوند لگالیتے۔ نعلین مبارک کی مرمت کرلیتے، اپنے ذاتی کام کرتے، گھر کا انتظام کرتے، اونٹ خود باندھتے، اونٹوں کے آگے چارہ ڈال دیتے، غلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمالیتے بلکہ اس کے ساتھ آٹا گوندھ لیتے اور بازار سے اپنا سودا سلف خود اٹھاکر لاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ کی بے سہارا عورتوں میں سے اگر کوئی آپ سے اعانت کی طلبگار ہوتی تو آپ اس کی اعانت فرماتے۔ جہاں وہ لے جانا چاہتی وہاں تشریف لے جاتے اور اس کی حاجت روائی فرماتے۔ ایک شخص بارگاہ

رسالت میں حاضر ہوا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں کوئی دنیاوی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

باب ششم

حضور ﷺ کے اخلاق مبارکہ کا بیان

(جود و سخا اور حلم و بردباری)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سخاوت میں جواب نہیں تھا اور رمضان المبارک میں تو آپ ﷺ کا دریائے کرم انتہائی طغیانی پر آجاتا تھا جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ کو تیز چلنے والی ہوا سے زیادہ سخی دیکھتے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس اتنی بکریاں تھی جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ بھری ہوئی تھی آپ ﷺ نے وہ ساری بکریاں اسے عطا فرمادیں جب وہ اپنے قبیلہ میں پہنچا تو قبیلے والوں سے کہنے لگا بھائیو! مسلمانوں ہو جاؤ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ اتنی سخاوت کرتے ہیں کہ مال کے ختم ہونے کا اندیشہ دل میں ہی نہیں لاتے

کتنے ہی مواقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کو سو سو اونٹ مرحمت فرمادیئے۔
آپ ﷺ نے صفوان بن سلیم کو سو اونٹ مرحمت فرمائے بلکہ اتنے ہی دوسری دفعہ اور اتنے ہی تیسری دفعہ دیئے۔ آپ ﷺ کی سخاوت کا یہی عالم اعلان نبوت سے پہلے بھی تھا۔ ورقہ بن نوفل کہا کرتے تھے۔ کہ آپ ﷺ بھاری کنبے والوں اور مجبور لوگوں کی کفالت فرماتے اور محتاجوں کے لئے مال کماتے ہیں۔

آپ ﷺ نے قبیلہ ھوازن والوں کے چھ ہزار جنگی قیدی انہیں بغیر معاوضے کے واپس کردیئے تھے۔۔۔۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت عباس ؓ کو اتنا سونا مرحمت فرمایا کہ وہ اسے اٹھا بھی نہ سکے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں نوے ہزار درہم پیش

کئے گئے آپ ﷺ نے انہیں ایک چٹائی پر رکھوالیا اور تقسیم فرمانے لگے۔ جو بھی سائل آتا اسے عنایت فرماتے اور کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ جب آپ ﷺ سارے درہم تقسیم فرما چکے تو ایک سائل اور آگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ہمارے نام پر اپنی ضرورت کی چیزیں ادھار خرید لو جب کسی جانب سے مال آئے گا تو تمہارے قرضے کی ادائیگی کر دیں گے۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ جس کام کی استطاعت نہیں وہ اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار نہیں دیا۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ خرچ کرتے جائیں کیونکہ مالک عرش آپ کو مال کی کمی کا اندیشہ کبھی لاحق نہیں ہونے دے گا۔ یہ سماعت فرما کر آپ مسکرائے اور چہرہ انور سے خوشی کے آثار جھلکنے لگے۔ مجھے یہی حکم ملا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے طباق میں تازہ کھجوریں اور چھوٹی چھوٹی ککڑیاں رکھ کر بارگاہ رسالت میں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک ہتھیلی بھر سونا مرحمت فرمایا۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی آنے والے کل کے لئے ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کسی غرض کے تحت بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے نصف وسق غلہ کسی سے ادھار لے کر اسے مرحمت فرمایا۔ جب قرض خواہ نے آپ ﷺ سے تقاضا کیا تو آپ ﷺ نے اسے پورا وسق عطا فرمایا اور اور بتا دیا کہ نصف تمہارا قرضہ ہے اور نصف ہماری عطا ہے۔

روایت ہے کہ غزوہ احد کے روز جب رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہوا تو صحابہ کرامؓ کو اس واقعہ سے بہت ہی صدمہ پہنچا اور وہ بارگاہ رسالت میں بصد عجز و نیاز عرض گزار ہوئے کہ کفار کی تباہی اور بربادی کے لئے دعا فرما دی جائے۔ (قربان جائیں) اس وقت بھی اس سراپا

رحمت نے یہی فرمایا کہ مجھے تو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ مخلوق خدا کو حق کی دعوت دوں میں ان پر عذاب لانے کے لئے تو نہیں بھیجا گیا بعد ازاں بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ اے اللہ! میری قوم کو دعوت ہدایت سے مالا مال کر دے یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس موقع پر بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ایسے موقع پر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے کہا تھا۔

اے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی قوم کے لئے ایسی ہی دعا فرما دیتے تو کوئی ایک بھی بچنے نہ پاتا حالانکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا، آپ کا روخ انور خون آلودہ ہو گیا اور دندان مبارک شہید کر دیئے گئے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ہلاکت کی دعا مانگنے سے انکار فرمایا بلکہ قوم کی بھلائی کے لئے بارگاہ خداوندی میں یوں طلبگار ہوئے۔

"اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ یہ لوگ میرے منصب کو پہچانتے نہیں"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موٹے کناروں والی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چادر کو زور سے کھینچا جس کے باعث گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ اس کے بعد اعرابی کہنے لگا

اے محمد! میرے ان دونوں اونٹوں کو مال سے لاد دو۔ تم کچھ اپنے باپ کے مال سے تو نہیں دو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہی رہے اور صرف یہی فرمایا کہ مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں ----- پھر فرمایا کہ اے اعرابی! کیا آپ سے اس زیادتی کا بدلہ لیا جائے۔ اس نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کا برائی کے ساتھ بدلہ نہیں دیا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی زیادتی کا بدلہ کبھی نہیں لیا جس کا تعلق آپ ﷺ ہی کی ذات سے ہو' ہاں محارم الہی کا معاملہ الگ ہے۔ آپ ﷺ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا ماسوائے میدان جہاد کے اور اپنے کسی خادم یا ازواج مطہرات میں سے کسی کو کبھی نہیں پیٹا۔

حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ 'ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو دنیا اور دنیاوی اشیاء ناراض نہیں کرتی تھیں۔ جب حق پر تعدی کی جاتی تو پھر آپ ﷺ کے غیض وغضب کے آگے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی تھی جب تک اس کا بدلہ نہ لے لیتے۔ نہ آپ ﷺ اپنی ذات کے لئے ناراض ہوتے تھے اور نہ ہی اس کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ پر احد کے دن سے بھی کوئی زیادہ سخت دن آیا ہے جس میں آپ ﷺ کو تکالیف ومصائب کا سامنا کرنا پڑا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری قوم قریش سے ایسے کئی دن دیکھے ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا جب کہ میں نے طائف میں جا کر عبد کلال کے بیٹوں کو اسلام قبول کرنے اور تبلیغ اسلام میں اعانت ونصرت کے لئے کہا مگر انہوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا بلکہ اوباش اور آوارہ لوگوں کو میری ایذا رسانی پر مامور کر دیا جنہوں نے مجھے پتھر مار مار کر لہو لہان کر دیا۔ میں انتہائی غمگینی کی حالت میں چل دیا اور جب قرن ثعلب میں پہنچا تو طبیعت میں افاقہ ہوا اور رنج والم اور درد وغم سے طاری ہونے والی مدہوشی ختم ہوئی۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک بادل سا مجھ پر سایہ فگن ہے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ اسلام ہیں انہوں نے مجھ کو پکار کر کہا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف پہاڑوں پر مامور فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں حکم دیں اتنے میں پہاڑوں پر مامور فرشتے نے مجھے نداء دی اور سلام پیش کرنے کے بعد کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کا جواب سنا ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ ﷺ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ جو چاہیں مجھے حکم فرمادیں۔ اے محمد ﷺ! اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں

کو آپس میں ملا دوں اور اہل طائف کو ان کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔

سرور عالم رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے افراد پیدا کرے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے لہٰذا میں تجھے یہ حکم نہیں دیتا۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے کہا کہ میں تورات میں بیان کردہ صفات نبویہ سبھی دیکھ چکا صرف آپ ﷺ کی حلم بردباری کا مشاہدہ اور تجربہ نہیں کر سکا تھا چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو ایک مدت معینہ کے لئے تیس دینار بطور قرض دیئے ابھی مدت مقررہ میں ایک دن باقی تھا کہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد ﷺ! مجھے میرا حق پورا پورا ادا کریں۔ تم سب بنی عبدالمطلب ٹال مٹوں اور پس و پیش سے کام لینے والے ہو۔ حضرت عمر ؓ نے کہا اے یہودی! کیا پاگل تو نہیں ہو گیا بخدا اگر سرور عالم ﷺ موجود نہ ہوتے تو میں تیرا سر قلم کر دیتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے اے عمر ؓ ہمیں تمہاری طرف سے اس سے مختلف سلوک اور برتاؤ کی ضرورت تھی۔ مجھے واجب الاداء قرض کی ادائیگی کا مشورہ دیتے اور اس کو حق دلانے میں مددگار ثابت ہوتے کیونکہ وہ اس امر کا زیادہ حاجتمند تھا۔ وہ یہودی کہتا ہے کہ میرے جہل اور احمقانہ سلوک نے آپ ﷺ کے حلم و تحمل میں اضافہ کیا نہ کہ غیض و غضب میں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہودی تیری مقرر کردہ مدت کل پوری ہو گی اور تیرا قرض واجب الادا ہو گا۔ حضرت فاروق اعظم ؓ سے فرمایا اے ابا حفص فلاں باغ کی طرف کل جانا جس کا مطالبہ اس نے پہلے دن کیا اور اس سے اس کا قرض ادا کرنا۔ اگر راضی ہو جائے تو بہتر نیز اسے مزید اتنے اتنے صاع دے دینا اور اگر وہاں سے اپنے قرض کا عوض وصول کرنے پر رضامند نہ ہو تو پھر فلاں باغ سے اس کا قرض ادا کر دینا اور اتنے اتنے صاع مزید بھی دینا تاکہ جو تغلیظ و تشدید تم نے اس سے کی ہے اس کا کفارہ ہو جائے۔

جب یہودی نے ان کھجوروں پر قبضہ کر لیا تو کہا **اشھد ان لا الہ الا اللہ انہ**

رسول اللہ بخدا اے عمر! مجھے اس سلوک پر جو تم نے دیکھا اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا صرف اور صرف اس چیز نے برانگیختہ کیا کہ میں آپ ﷺ کی جملہ علامات نبوت کو پرکھوں جو تورات میں مذکور تھیں اور صرف یہی علامت پرکھنا باقی تھی تو میں نے آج کے دن ان کے حلم و حوصلہ اور تحمل و بردباری کو آزمایا اس وصف کمال کو بھی علامات تورات کے بالکل مطابق پایا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ یہ کھجوریں اور دوسرے تمام مال کا نصف سب فقراء و مساکین کے لئے صدقہ ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعض فقراء کہو کیونکہ سب فقراء پر خرچ کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے بعض فقراء پر خرچ کرنے کا عہد لیا اس یہودی کا سارا گھرانہ مشرف بہ اسلام ہو گیا ماسوا ایک بوڑھے کے جس کی عمر سو سال تھی وہ کفر پر اڑا رہا (نعوذ باللہ من سوء الخاتمہ)

باب ہفتم

حضور ﷺ کے ذوقِ عبادت اور خشیتِ الٰہی کا بیان

حضور ﷺ پر تمام تر محبوبیت اور بارگاہ الٰہی میں بڑی قدر و منزلت کے باوجود ہمہ وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا۔ یہاں تک کہ آپ فرمایا کرتے کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ آپ رات کو اس قدر نفل نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے۔ اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے براہ ترحم فرمایا۔

"ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑیں"

آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کا سا جوش سنائی دیتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو یقیناً کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بے شک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچراتے ہیں کیونکہ ان پر چار انگشت بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کسی فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی پیشانی سجدے میں نہ رکھی ہو۔ خدا کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو یقیناً تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ اور فرش زمین پر لذتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دیتے اور باری تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ہوئے ضرور جنگلوں کی طرف نکل جاتے اس کے بعد فرماتے۔ "کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کون و مکان ﷺ اس کثرت سے نماز پڑھتے کہ آپ کے قدم مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ جب بارگاہ رسالت میں یہ گزارش پیش کی گئی کہ یا رسول اللہ! آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں،

جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب تو اگلوں اور پچھلوں کی لغزشیں بھی معاف فرمادی ہیں تو اس معلم کائنات نے جواب دیا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر کام میں دوام و ہیشگی ہوتی تھی جبکہ کوئی بھی دوسرا ایسا کرنے پر قادر نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ ایک شب تو رسول اللہ ﷺ اس طرح نماز میں مشغول ہوئے کہ ایک ہی آیت کی بار بار تلاوت کرتے ہوئے ساری رات گزار دی.... حضرت عبداللہ بن مغیرہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں مشغول تھے اور آپ کے سینہ اقدس سے اس طرح آواز آرہی تھی جیسا کہ کھولتی ہوئی ہنڈیا سے آواز آیا کرتی ہے۔

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر غمناک اور متفکر رہتے تھے۔ آپ کو دنیا کے آرام و راحت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ خود سرور کون و مکان ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں دوسری روایت میں ستر بار استغفار کرنے کا ذکر ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کی سنت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا۔ معرفت میرا سرمایہ' عقل میرے دین کی بنیاد' محبت جڑ' شوق میری سواری' ذکر الٰہی میرا مونس' عاجزی میرا فخر' زہد میرا پیشہ' غم میرا رفیق' علم میرا ہتھیار' صبر میری چادر' رضا میری غنیمت' ذوق میرا خزانہ' یقین میری قوت' صدق میری سفارش' احکام الٰہی کی اطاعت میرا حسب' جہاد میری عادت ہے اور میرا آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ------ ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ ذکر الٰہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم اپنی امت کے لئے اور میرا اشتیاق اپنے پروردگار کی جانب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مجلس نبوی میں حاضر ہوتے تھے اور آپ وقفہ وقفہ سے یہ فرماتے۔ اے میرے رب مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما' بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے پڑھتے

رہتے اور شمار کرتے تو مجموعی طور پر آپ کی استغفار سو بار تک جا پہنچتی تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز چاشت ادا فرمائی پھر سو مرتبہ یہ کہا اے میرے اللہ! مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن ابی بردہ اپنی سند کے ساتھ اپنے دادا سے سے راوی ہیں کہ ہمارے ہاں رسول اکرم ﷺ تشریف لائے۔ درآنحالیکہ ہم سبھی بیٹھے ہوئے اور موجود تھے تو آپ نے فرمایا کوئی صبح طلوع نہیں کرتی مگر میں اس میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں۔

چونکہ آپ ﷺ پر نئی سے نئی تجلیات نازل ہوتی رہتی تھیں۔تجلی حسب استعداد محل ہوتی ہے اور آپ کی روحانی استعداد مسلسل بڑھتی رہتی تھی اس لئے جب بعد کے مرتبے کو پہلے مرتبے کے مقابلے میں اعلیٰ دیکھتے تو مرتبہ قبل کو تقصیر کی طرف منسوب فرماتے تھے جیساکہ فرمایا گیا کہ نیکوں کی حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں یہ استغفار درجہ شکر میں تھا اور بلندی مراتب کا باعث تھا۔

آپ تمام احوال' اقوال اور افعال میں کبائر اور صغائر سے کلیتاً معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا۔قصداً'سہواً' نہ صحت میں نہ مرض میں' نہ واقعتہً' نہ مزاد لینے میں' نہ خوش طبعی میں' نہ خوشی میں اور نہ ناراضگی میں' اس کے باوجود آپ ﷺ پر خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ یہ حضور الٰہی میں تشکر تھا اور اظہار بندگی تھا۔ اسی میں عبدیت کا کمال ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ ﷺ کی حالت یہ ہوجاتی کہ گویا نہ آپ ﷺ ہمیں پہچانتے ہیں اور نہ ہم آپ ﷺ کو پہچانتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ جب آذان سنتے تو آپ ﷺ کی یہ حالت ہو جاتی کہ گویا آپ کسی کو بھی نہیں پہچانتے۔

حضور ﷺ پر قرب الٰہی میں بعض اوقات ایسے بھی گزرتے تھے کہ آپ بجز ذات حق کے کسی کو نہ پہچان سکتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' آپ اس وقت حق تعالیٰ کی معیت اور قرب کی تجلیات میں محو تھے۔ غلبہ حضور مع الحق کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ کو نہ پہچان سکے اور دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا ابو بکر کی بیٹی' پھر بھی آپ کو اس حالت سے افاقہ نہ ہوا اور دریافت فرمایا کہ ابو بکر کون ہیں؟ عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ابو قحافہ کون؟ تب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر دہشت و خوف کا غلبہ ہو گیا اور چپکے سے واپس ہو گئیں۔ پھر آپ کو اس حالت سے افاقہ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سب ماجرہ کہہ سنایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! میرے اور میرے اللہ کے درمیان بعض مخصوص اوقات ہوتے ہیں جن میں مجھے ایسا قرب نصیب ہوتا ہے کہ اس مقام قرب میں نہ تو کسی نبی مرسل کی رسائی ہو سکتی ہے اور نہ کسی مقرب فرشتے کی۔

ابنۃ الحسن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارگاہ خداوندی میں دعا اور گریہ وزاری فرماتے تو اپنے ہاتھ بلند فرماتے اور آگے پھیلا لیتے جیسے مساکین کھانا طلب کرتے وقت ہاتھ پھیلاتے ہیں اور دست سوال دراز کرتے ہیں۔

جب کبھی زور سے ہوا چلتی آپ ﷺ سہم جاتے۔ کسی ضروری کام میں ہوتے تو اس کو چھوڑ کر قبلہ رخ ہو جاتے اور فرماتے خدایا تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب مطلع صاف ہو جاتا یا پانی برس جاتا تو مسرور ہوتے اور خدا کا شکر ادا فرماتے۔ ایک دن اس قسم کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں پریشان ہو جاتے ہیں؟ ارشاد فرمایا عائشہؓ تو نے قوم ہود کا واقعہ نہیں پڑھا جس نے بادل دیکھ کر کہا کہ یہ ہمارے کھیتوں کو سیراب کرنے والا ہے حالانکہ وہ عذاب الٰہی تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بال سفید ہونے لگے ہیں۔ فرمایا مجھے سورہ ھود، سورہ واقعہ، المرسلات اور عمّ یتساءلون نے بوڑھا کر دیا۔ ان سورتوں میں انبیاء علیہم السلام، سابقہ امم اور قیامت وغیرہ کے واقعات مذکور ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دو ثلث شب گزر چکتی تو باآواز بلند یہ الفاظ ادا فرماتے۔ "لوگو خدا کو یاد کرو، زلزلہ آنے والا ہے اس کے پیچھے آنے والا آ رہا ہے، موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی، موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی"

حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ ﷺ نماز میں مشغول ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، روتے روتے اس قدر ہچکیاں بندھ گئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ چکی چل رہی ہے یا ہنڈیا ابل رہی ہے۔

ایک بار آپ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ راہ میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ بولے ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی، پاس ہی اس کا لڑکا تھا۔ آگ خوب روشن ہو گئی اور بھڑک گئی تو وہ بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی اور بولی آپ ﷺ رسول اللہ ہیں؟ ارشاد ہوا ہاں! پھر اس نے پوچھا کیا ایک ماں اپنے بچہ پر جس قدر مہربان ہے، خدا اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یقیناً ہے۔ اس نے کہا تو ماں اپنے بچہ کو آگ میں ڈالتی؟ آپ ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سر اٹھا کر فرمایا: خدا اس بندے کو عذاب دے گا جو سرکش اور باغی ہے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پڑھی پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ ان میں سے جس نے میری پیروی کی وہ میری جماعت میں ہے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی دعا پڑھی اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف کر دے تو تُو غالب و دانا ہے۔ روایت میں ہے کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللّٰھم امّتی امّتی فرماتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو

جاری تھے۔

حضرت میسرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اہل جاہلیت تھے اور بت پرست اور اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں قتل کیا کرتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی۔ میں جب اسے بلاتا تو وہ میرے بلانے پر بہت خوش ہوتی۔ میں نے ایک دن اس کو بلایا تو وہ میرے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ تو میں چلتا رہا حتی کہ اپنے گھر سے کچھ فاصلہ پر ایک کنواں تھا۔ اس پر پہنچ گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کنویں میں پھینک دیا اور ہمیشہ کے لئے نگاہوں سے اوجھل کر دیا اور اس کے آخری کلمات جو میرے کانوں میں پہنچ کر سنائی دے رہے تھے وہ تھے۔ **یا ابتاہ ابتاہ**۔ اے ابا جان اے ابا جان کہہ رہی تھی (مگر میرا پتھر سے بھی زیادہ سنگین دل ذرا بھی متاثر نہ ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ سن کر رو دیئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو مبارک اچھل پڑے۔ حاضرین میں سے ایک آدمی نے اس کو کہا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن وملال میں ڈال دیا ہے تو اس نے جواب میں کہا تم کوئی بات مت کرو۔ آپ خود دریافت فرمالیں گے کہ کس چیز نے آپ کو غمگین کیا ہے۔

حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اپنی بات دہراؤ اور مجھے سناؤ اس نے دوبارہ قصہ سنایا تو آپ اس قدر آبدیدہ ہوئے کہ آنسوؤں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو تر کر دیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے دور جاہلیت اور زمانہ کفر کے اعمال سے درگذر فرمادیا ہے۔ اب نئے سرے سے نیک اعمال اور صالح افعال کرو۔

حضرت ثابت بن سرح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوات مبارکہ میں سے ایک دعا یہ تھی اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو زور سے برسنے والی ہوں اور برستے آنسوؤں کے ساتھ روئیں اور تیرے عذاب وعتاب سے خوفزدہ ہوں۔ پہلے اس کے آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انگارے یعنی عذاب نار میں مبتلا ہونے سے قبل اس عذاب کا ڈر اور خوف دل میں پیدا ہو جائے تاکہ آنکھیں آنسوؤں کے ذریعے اس آگ اور اس کو ملاحظہ کرنے سے پہلے اس کے بچاؤ کی تدبیر کرلیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے ام المومنین! مجھے وہ عجیب ترین امر بتلاؤ جو آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا ہو تو آپ رو پڑیں اور فرمایا کہ آپ کے جملہ امور وافعال اور اعمال واخلاق بہت پیارے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں تشریف لائے حتیٰ کہ جب میرے ساتھ لحاف میں لیٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر میرے جسم سے مس ہوا تو فرمایا اے عائشہ! کیا مجھے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو تو میں نے عرض کیا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب خداوندی پسند ہے اور جو آپ کی پسند ہے وہی مجھے پسند اور محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کھڑے ایک مشکیزہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وضو فرمایا مگر زیادہ پانی استعمال نہ فرمایا پھر کھڑے ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے اور رونے لگے حتیٰ کہ آنسو مبارک اس فراوانی سے بہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو تر فرمادیا پھر آپ نے دائیں پہلو کا سہارا لیا اور دایاں ہاتھ مبارک رخسار کے نیچے رکھا اور روتے رہے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تاکہ نماز کے وقت اور جماعت کے متعلق عرض کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب پہلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت کا دنیا میں اعلان فرمادیا ہے اور بخشش کا مژدہ جانفزا سنا دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور جتنا اس کا کرم عمیم اور احسان عظیم مجھ پر ہے اس کے مطابق شکر ادا نہ کروں پھر فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں نہ روؤں؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے میدان بدر والی رات دیکھا کہ ہم میں سے کسی نے قیام نہ کیا اور رات کو نوافل ادا نہیں کیے تھے۔ صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے نماز ادا فرما رہے تھے اور رو رہے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ شریک سفر تھا تو آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور روئے اور اس قدر روئے کہ روتے روتے زمین پر گر گئے۔ آپ نے بیس (۲۰) مرتبہ اس آیت مقدسہ کو پڑھا اور ہر بار اس کثرت سے روئے کہ زمین پر گر گئے اور آخری مرتبہ فرمایا۔

"وہ بہت ہی خائب و خاسر ہوا جس کو رحمٰن و رحیم نے اپنے رحم و کرم سے محروم رکھا"

باب ہشتم

حضور ﷺ کی محبت و تعظیم میں اصحاب کرام کے معمولات کا بیان

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر میں غایت درجہ اہتمام فرماتے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری نظروں میں کوئی شخصیت نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھی اور اور نہ کوئی آپ ﷺ سے زیادہ بزرگ اور مرتبے والا تھا مگر آپ ﷺ کے رعب دبدبہ اور ہیبت وجلالت کا یہ عالم تھا کہ میری کبھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ میں آپ ﷺ کو نظر بھر کر دیکھ سکتا۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حاضرین وہاں اس طرح بے حس وحرکت بیٹھے ہیں جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور اگر انہوں نے ذرا بھی حرکت کی تو وہ اڑ جائیں گے۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی مروی ہے جس میں صحابہ نے خود بیان کیا ہے کہ ہم بارگاہ رسالت میں ایک طرح بیٹھتے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو حاضرین اپنی گردنیں جھکا لیتے تھے۔

عروہ بن مسعود نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر میں کفار مکہ کا نمائندہ بن کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو میں صحابہ کرام کے والہانہ جذبہ سے بہت متاثر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ یہ جان نثار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غسالہ وضو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے میں آپس میں لڑتے ہیں اگر آپ ﷺ اپنا مبارک لعاب دہن نیچے پھینکتے تو صحابہ اس کو حاصل کر کے اپنے چہروں پر مل لیتے۔ اگر حضور ﷺ کا کوئی بال مبارک ہاتھ آتا تو اسے محفوظ کر لیتے۔ اگر ان میں

سے کسی کو کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل ہوتی جس وقت حضور علیہ السلام کلام فرماتے بالکل سناٹا چھا جاتا اور سب کلام نبوی ﷺ کو غور سے سنتے تھے۔ حضور علیہ السلام کی عزت و توقیر ایسی کرتے جو دوسروں کے لئے قابل تقلید ہو ادب کا یہ عالم تھا کہ صحابہ نظریں نیچی رکھتے اور حضور علیہ السلام کی جانب نظر نہیں اٹھاتے تھے۔

عروہ نے یہ منظر دیکھا تو کفار مکہ کو جا کر بتایا کہ میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار بھی دیکھے ہیں حبشہ کا دربار بھی دیکھا ہے لیکن خدا کی قسم جو منظر میں نے دربار نبوی کا دیکھا ہے کہیں نظر نہ آیا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جاں نثاروں جیسے جاں نثار مجھے کہیں نظر نہ آئے یہ وہ قوم ہے جو اپنی مقتدر شخصیت کو کسی کے حوالہ نہیں کرے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنا مشاہدہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ بال ترشوا رہے تھے اور صحابہ کرام حضور ﷺ کے گرد حلقہ بنائے کھڑے تھے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی حاصل کرلیں۔

جناب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی جانب سے سفیر بن کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو اہل مکہ نے آپ سے کہا کہ آپ طواف کعبہ کر سکتے ہیں لیکن غیرت عثمانی نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ تنہا طواف کریں۔ آپ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ یہ ناممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کے بغیر طواف کعبہ کروں۔ پہلے آقا ﷺ طواف کرلیں اس کے بعد میں کروں گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا معمول یہ تھا کہ وہ کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوتے تو فرط ادب سے دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں کوئی بات حضور ﷺ سے معلوم کرنا چاہتا تو مدت تک موقعہ کی تلاش میں رہتا تھا لیکن ادب کی وجہ سے دریافت نہ کر سکتا تھا اور اس میں برسوں گزر جاتے تھے۔

حضرت صفیہ بنت نجدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب ابو محذورہؓ کے سر کے اگلے حصہ کے بال اس قدر لمبے تھے کہ اگر بیٹھے بیٹھے ان کو کھولتے تو وہ زمین سے لگ

جاتے تھے۔کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان کو کٹواتے کیوں نہیں تو اس عاشق رسول نے جواب دیا کہ ان سے ایک یادگار وابستہ ہے ان کو کس طرح کٹوا سکتا ہوں ان بالوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے چھوا تھا۔

حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور علیہ اسلام کے چند موئے مبارک تھے اتفاقاً وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر گئی اس کو اٹھانے کی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی اور اس سلسلہ میں چند صحابہ بھی شہید ہو گئے بعد میں جب لوگوں نے ان سے شکایت کی اور اس ٹوپی کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت خالد نے فرمایا کہ اس ٹوپی کی بذاتہ کوئی اہمیت نہ تھی لیکن اس میں نعمت بے بہا سرور عالم ﷺ کے موئے مبارک تھے اور اس کے حصول کی غرض وغایت میں دو امور پنہاں تھے ایک تو یہ کہ وہ ٹوپی کفار ومشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے اور دوسرے یہ کہ میں ان موئے مبارک کی برکتوں سے محروم نہ ہو جاؤں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ وہ بستر نبوی کی اس جگہ کو جہاں حضور تشریف فرما ہوا کرتے تھے اپنے ہاتھ سے چھوتے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر مل لیتے تھے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذّن نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کیا آپ نماز پڑھا دیں گے آپ نے فرمایا ہاں۔ بس فوراً اقامت ہو گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھانے لگے۔ دوران نماز حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ چنانچہ آپ ﷺ صفوں کو چیرتے ہوئے صف اول میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی اور جانب التفات نہ فرماتے تھے یعنی کامل محویت کا عالم ہوتا تھا۔ جب تالیوں کی آواز زیادہ ہو گئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا لیکن حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

انہیں امامت کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد ابوبکر ﷛ پیچھے ہٹے حتیٰ کہ حضور ﷺ نے آگے بڑھ کر امامت کرائی۔ نماز کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر ﷛ سے فرمایا جب میں نے حکم دے دیا تھا تو تم مصلے پر کیوں نہ ٹھہرے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ کب سزاوار ہے کہ وہ حضور ﷺ کے سامنے امامت کرائے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اس کی کیا وجہ کہ میں نے تمہیں (بکثرت) تالیاں بجاتے دیکھا اگر کسی کو نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو بلند آواز سے سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف التفات کیا جائے گا (امام اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا) اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ مارنا صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ (صحیح بخاری)

بخاری شریف میں ہی حضرت انس ﷛ سے مروی ہے کہ ایام وصال میں جب کہ نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر ﷛ کے سپرد تھے سوموار کے روز جبکہ تمام صحابہ کرام صدیق اکبر ﷛ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے آپ ﷺ نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمایا (ہم نے دیکھا) آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ انور قرآن کے ورق کی طرح پرنور تھا۔ حضور پرنور ﷺ کے دیدار فرحت آثار کے بعد اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دیدار کی خوشی میں ہم نے ارادہ کر لیا کہ نماز کو بھول کر آپ ﷺ کے دیدار ہی میں محو ہو جائیں۔ صدیق اکبر ﷛ یہ خیال کرتے ہوئے مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے کہ شاید آپ ﷺ جماعت کرانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان پر کیف لمحات کی منظر کشی بخاری شریف میں ان الفاظ میں کی گئی ہے جب پردہ ہٹا اور آپ ﷺ کا چہرہ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا مسلم شریف میں ہے۔ آپ ﷺ کے دیدار کی خوشی میں ہم مبہوت ہو کر رہ گئے۔

امام ترمذیؒ کی روایت کے الفاظ ہیں۔

قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"اپنی جگہ کھڑے رہو"۔

شیخ ابراہیم بیجوریؒ اس موقع پر صحابہ کرام کے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے شفایاب ہونے کی خوشی میں متحرک ہو جاتے حتیٰ کہ انہوں نے نماز توڑنے کا ارادہ کر لیا اور سمجھے کہ شاید ہمارے آقا نماز پڑھانے باہر تشریف لا رہے ہیں۔ لہٰذا ہم محراب تک کا راستہ خالی کر دیں چنانچہ بعض صحابہ خوشی کی وجہ سے کود پڑے۔

امام بخاری نے باب الالتفات فی الصلوٰۃ کے تحت صحابہ کرامؓ کی والہانہ کیفیت کو ان الفاظ بیان کیا ہے۔

"اور مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے نماز پورا کرنے کا حکم دیا" مولانا احمد علی سہارنپوری نے اس روایت کا ترجمہ اور فوائد ان الفاظ میں ذکر کیے ہیں۔

"مسلمانوں نے آپ ﷺ کی صحت کی خوشی اور سرور میں اپنی نمازیں چھوڑنے کا ارادہ کر لیا" یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ پردے کے ہٹتے ہی صحابہ کرام نے اپنی توجہ کاشانۂ نبوی کی طرف کر دی تھی کیونکہ اگر صحابہ کرام اس طرف متوجہ نہ ہوتے تو آپ ﷺ کے اشارے کو نہ دیکھ سکتے حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کے اشارے کو دیکھ کر اپنی نماز پوری کی۔

باب نہم

حضور ﷺ کے
معجزات و تصرّفات کا بیان

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ کفار کے مطالبے پر چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر آ گیا تھا اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے نیچے اور آپ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا۔

امام مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شق القمر کا معجزہ مکہ معظمہ میں واقع ہوا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ قریش نے اس وقت کہا تھا کہ جادو کر دیا گیا ہے۔ ایک شخص بولا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند پر جادو کر بھی دیا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس نے ساری زمین کو اپنے جادو کی لپیٹ میں لے لیا ہو لہٰذا ہمیں چاہیے کہ دوسرے شہروں کے جو لوگ یہاں آتے ہیں ان سے دریافت کریں کہ انہوں نے بھی چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں یا نہیں۔ جب انہوں نے آنے والے لوگوں سے پوچھا تو وہ بھی چاند کے شق ہونے کی شہادت دیتے تھے۔

اس کے مطابق امام سمرقندی نے ضحاک سے روایت کیا ہے اور کہا کہ ابوجہل کہنے لگا کہ یہ جادو کر دیا گیا ہے لہٰذا آس پاس کے لوگوں کے پاس آدمی بھیج کر صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں۔ ارد گرد کے لوگوں نے بھی یہی بتایا کہ ہم نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے تھے اس پر کفار کہنے لگے کہ یہ قدیمی جادو ہے جو ایک مدت سے چلا آ رہا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر کئی صحابہ کرام سے بھی یہ واقعہ مروی ہے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت انس (۲) حضرت عبد اللہ بن عباس (۳) حضرت عبد اللہ بن عمر (۴) حضرت حذیفہ (۵) حضرت علی المرتضیٰ (۶) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

ابی حذیفہ ارجعی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب چاند کے دو ٹکڑے کئے گئے تھے تو ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے نشانی طلب کی تھی تو آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف تھا اور دوسرا اس جانب۔ اس واقعہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام قتادہؒ نے بھی روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کرکے تاکید کے ساتھ کفار کو دکھائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ** اور اس خبر کو حضرت **جبیر بن مطعم** سے ان کے بیٹے **محمد** اور ان سے ان کے فرزند **جبیر بن محمد** رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے عبید اللہ بن عتبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے امام مجاہد نے اور حضرت حذیفہ سے عبد الرحمن السلمی اور مسلم بن ابی عمران الذوی رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۔ امام ابو جعفر طحاویؒ نے دو سندوں کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اپنی کتاب مشکل الحدیث میں تخریج کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنا سر مبارک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ بیدار ہونے سے سرور کون و مکان ﷺ نے دریافت فرمایا۔ اے علی تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ نماز عصر تاحال نہیں پڑھی۔ فخر دو عالم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے۔ اے ذوالمنن یہ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھا اس کے لئے سورج کو واپس پھیر دے (تاکہ یہ نماز عصر ادا کرے)۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ غروب ہونے کے بعد سورج کو مغرب سے طلوع ہوتے ہوئے دیکھا گیا اور اس نے پہاڑوں اور زمین پر اپنی دھوپ بکھیر دی یہ واقعہ خیبر کے راستے میں منزل صہبا میں پیش آیا تھا۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں

حدیثیں صحیح و ثابت ہیں اور ان کے راوی معتبر و ثقہ ہیں۔ امام طحاوی ؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ احمد بن صالح ؒ فرماتے ہیں کہ جسے علم کی ہوا لگی ہو اسے حدیث اسماء کی صحت کا انکار زیب نہیں دیتا اس لئے کہ یہ روایت علامات نبوت میں سے ہے۔

۳۔ یونس بن بکر ؒ نے اپنی کتاب زیادۃ المغازی میں ابن اسحاق ؒ کی روایت نقل کی ہے کہ جب سرور کون و مکاں ﷺ کو معراج ہوئی اور آپ نے قوم کو ان کے استفسار پر ان کے قافلے اور اونٹوں کی خبریں دیں تو انہوں نے پوچھا وہ کب پہنچیں گے؟ آپ نے جواب دیا' وہ بدھ کے روز یہاں پہنچ جائیں گے جب بدھ کا روز آیا تو قریش کے سرداران ان کا انتظار کرنے لگے۔ دن ختم ہونے کو تھا لیکن تقریباً ایک پہر آپ کی خاطر ٹھہرا رہا یہاں تک قافلے پہنچ گئے۔

۴۔ آپ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی جاری ہونے کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں سے حضرت انس' حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی ہیں۔

قاضی عیاض ؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو اسحاق ابراہیم بن جعفر ؒ نے اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کی کہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ ؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا ہے لوگ پانی کے لئے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں لیکن کہیں پانی نہیں ملتا۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا (جو قطرہ قطرہ اکٹھا کر کے پیش کیا گیا) آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس پانی سے وضو کرتے جاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی ابل رہا تھا لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا اور اول سے آخر تک تمام لوگ وضو کر کے فارغ ہو گئے۔

اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام قتادہ ؒ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ جب سرور کون و مکاں ﷺ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا تو اتنا تھا کہ انگلیاں ڈوب جاتیں یا ڈوبتی نہ تھیں۔ قتادہ ؒ نے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے حضرات تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تین سو کے قریب تھے۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت جو حضرت علقمہؒ کے طریقے سے ہے وہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے اس میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ہمارے پاس پانی ختم ہو گیا فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس جتنا بھی پانی ہے (خواہ چند قطرے ہی کیوں نہ ہوں) یہاں لے آئے چنانچہ جن کے پاس تھوڑا بہت پانی نکلا وہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے سب پانی ایک برتن میں اکٹھا کر لیا اور اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا۔ فوراً آپ کی انگشت ہائے مبارک سے (چشموں کی طرح) پانی ابلنے لگا۔

۶۔ صحیح بخاری میں سالم بن ابی الجعدؒ کے طریقے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے روز ہم پر تشنگی غالب ہو گئی (کیونکہ پانی ختم ہو گیا تھا) بارگاہ رسالت میں ایک چھاگل کے اندر پانی پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے وضو فرمانا شروع کر دیا لوگ دوڑ کر عرض گزار ہوئے کہ حضور! اس کے علاوہ ہمارے پاس اور پانی نہیں ہے آپ نے چھاگل پر اپنا دست مبارک رکھ دیا تو انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ سالم بن ابی الجعد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس وقت کتنے حضرات تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہم سب کے لئے کافی ہوتا لیکن اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔

۷۔ صحیح مسلم میں غزوہ بواط کے متعلق وہ حدیث ہے جس کو ولید بن عبادہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے جابر! وضو کے لئے لوگوں کو بلا لو۔ آگے طویل حدیث بیان کی کہ پانی کی ایک پرانی مشک سے صرف چند قطرے مل سکے تھے جو بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے آپ نے وہ پانی لے کر کچھ پڑھا اور مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے کیا پڑھا تھا اور حکم فرمایا کہ لوگوں کو آواز دو تاکہ وہ ٹب لائیں۔ چنانچہ ٹب آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور آپ نے اپنا دست مبارک ٹب میں رکھ کر انگلیاں پھیلا دیں میں نے وہ پانی ٹب میں ڈال دیا اور آپ نے بسم اللہ پڑھی میں نے دیکھا کہ آپ کی انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی پوری تیزی کے ساتھ ابل رہا تھا پھر ٹب کا پانی بھی جوش مارنے اور گھومنے لگا یہاں تک کہ وہ برتن

لبالب بھر گیا آپ نے لوگوں کو پانی پینے کا حکم دیا سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ جب آپ نے آواز دی کہ ایسا کوئی شخص باقی ہے جسے پانی کی حاجت ہو جب ایسا کوئی آدمی نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور اس وقت ٹب بھرا ہوا تھا۔

۸۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے الموطا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک کے وقت لشکر اسلام ایسے چشمے پر فروکش ہوا تھا جو برائے نام بہہ رہا تھا صحابہ کرام ہاتھ سے پانی روکتے جب کچھ پانی جمع ہو جاتا تو کسی برتن میں ڈال لیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس چشمے پر آ کر منہ ہاتھ دھوئے اور مستعمل پانی اسی میں ڈالتے گئے جس کی برکت سے پوری تیزی کے ساتھ چشمہ رواں دواں ہو گیا اور سب لوگ سیراب ہو گئے۔ ابن اسحاقؒ کی روایت ہے کہ پانی اتنی تیزی سے بہنے لگا تھا کہ اس کی آواز گرج کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تیری زندگی رہی تو اس جگہ باغ ہی باغ دیکھے گا۔

۹۔ واقعہ حدیبیہ میں ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اسے ایک گڑھے کے وسط میں نصب کر دیا۔ اس سے اتنا پانی نکلا کہ سب نے پیا اور اپنی سواریوں کو بھی خوب پانی پلا کر ان کے ٹھانے کی جگہ تلاش کرنے لگے کیونکہ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا تھا۔

۱۰۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے فخرِ دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور صرف اتنا کھانا تیار کیا جو دونوں حضرات کے لئے کافی ہو جائے کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انصار میں سے تیس معززین کو اور بلا لیجئے جب وہ تیس کھانا کھا کر چلے گئے تو کھانا اتنا ہی موجود تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ساٹھ آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ بھی بلائے گئے پھر فرمایا ستر آدمی اور بلا لاؤ۔ وہ بھی آ گئے اور شکم سیر ہو کر کھا گئے لیکن پھر بھی اتنا ہی موجود تھا۔ یہ معجزہ دیکھ کر جتنے آدمی دعوت میں شامل ہوئے تھے سب آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روز میرے گھر میں ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا تھا۔

۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اچانک ایک اعرابی آگیا آپ نے دریافت فرمایا۔ اے اعرابی کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ اہل وعیال کے پاس جا رہا ہوں۔ پوچھا کیا تجھے اپنی بھلائی درکار ہے؟ اس نے کہا وہ کیسی بھلائی ہے؟ فرمایا تیری بھلائی اس میں ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ کی ان باتوں کی گواہی دینے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میدان کے اس کنارے پر جو کیکر کا درخت کھڑا ہے یہ بھی میری گواہی دیتا ہے چنانچہ بلانے پر وہ درخت بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اس کی تین مرتبہ اس نے تصدیق کی اور پھر اپنی جگہ لوٹ گیا۔

۱۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے فرمایا: اس درخت کو جا کر کہہ دو کہ تجھے اللہ کا رسول بلاتا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درخت یہ حکم سنتے ہی آگے پیچھے اور دائیں بائیں جھکا اس سے اس کی جڑ اکھڑ گئی۔ پھر وہ زمین کو چیرتا اپنی جڑیں گھسیٹتا اور مٹی اڑاتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا۔ السلام علیک یا رسول اللہ! اعرابی نے کہا کہ آپ اس درخت کو اپنی اصلی جگہ پر لوٹ جانے کا حکم دیجئے۔ چنانچہ درخت اپنی اصلی جگہ لوٹ گیا جڑیں جم گئیں اور وہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اسے ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

بعد ازاں اعرابی عرض گزار ہوا کہ مجھے اپنے لئے سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مخلوق میں سے کسی کے لئے سجدہ کرنے کا میں حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کریں۔ اس کے بعد اعرابی نے التجا کی کہ مجھے اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو چومنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ چنانچہ آپ نے اس امر کی اجازت دے دی۔

۱۳۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا

کہ فلاں درخت سے جا کر کہہ دو کہ تم اس دوسرے درخت سے جا کر مل جاؤ تاکہ تمہاری آڑ میں رسول اللہ ﷺ بیٹھ سکیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے ارشاد عالی کی تعمیل کی۔ چنانچہ وہ درخت اپنی جگہ سے ہلا اور دوسرے درخت سے جا کر مل گیا سرور کون ومکاں ﷺ ان درختوں کے پیچھے جا کر بیٹھ گئے اور میں پرے چلا گیا اور بیٹھ کر شان رسالت کے بارے میں غور وفکر کرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد میں نے پلٹ کر دیکھا تو فخر دوعالم ﷺ تشریف لا رہے تھے پس دونوں درخت اپنے اپنے تنے پر سیدھے کھڑے ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ذرا توقف کے بعد اپنے سر مبارک سے دائیں اور بائیں جانب اشارہ فرمایا تو وہ درخت واپس اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

۱۴۔ ابن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ غزوہ طائف میں رسول اللہ ﷺ ایک جانب محویت کی حالت میں تشریف لے جا رہے تھے کہ سامنے بیری کا درخت آگیا آپ کو دیکھ کر بیری کا درخت خود پھٹ گیا اور آپ کے لئے راستہ بنا دیا آپ اس کے درمیان سے گزر گئے اور ہمارے زمانے تک وہ اسی حالت میں دوشاخہ ہے دور دور تک اس درخت کی شہرت ہے لوگ اس کی تعظیم اور زیارت کرتے ہیں۔

۱۵۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اس کی تخریج کی ہے اور دس سے زیادہ صحابہ کرام نے اسے روایت کیا ہے جن میں حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت ابی بن کعب حضرت سہل بن سعد، حضرت ابو سعید خدری، حضرت بریدہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔ یہ تمام حضرات اس حدیث کو معنا روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی پر کھجور کی لکڑیوں کی چھت ڈالی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ ایک سوکھی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ہم نے اس ستون کی اس طرح گریہ زاری سنی جیسے بچہ جننے والی اونٹنی واویلا کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر

جلوہ افروز ہوئے تو ستون بیل کی طرح چلانے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ستون کے رونے کی آواز سن کر تمام حاضرین بھی رونے لگے۔

حضرت مطلب بن ابی وداعہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ ستون ایسا پھوٹ پھوٹ کر کر رویا کہ پھٹ گیا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت اس پر رکھا تو خاموش ہوا۔ دیگر حضرات کی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فقدان ذکر کے باعث روتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حبیب پروردگار اسے سینے سے نہ لگاتے تو آپ کی جدائی میں وہ قیامت تک برابر روتا رہتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس ستون کو منبر شریف کے نیچے دفن کردیا گیا جیسا کہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ، حضرت سہل بن سعد کی روایتوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو اسحاق علیہ الرحمۃ کے طریق سے ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ منبر رسول کے نیچے دفن کیا گیا اور بعض طریق میں یہ ہے کہ مسجد نبوی کی چھت میں لگا دیا گیا۔

امام اسفرائینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روتے ہوئے ستون کو بلایا تو وہ لپک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سینے سے لگالیا اس کے بعد اسے واپس لوٹنے کا حکم دیا تو واپس چلا گیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون کو تڑپتے اور بلکتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا:

ان شئت اردک الی الحائط الذی کنت فیہ تنبت لک عروقک و یکمل خلقک و لجدد الک خوص و ثمرۃ و ان شئت اغرسک فی الجنۃ فیاکل اولیاء اللہ من	اگر تو چاہے تو میں تجھے اسی بلوغ میں لوٹا دوں جس میں تو پہلے تھا۔ وہاں تجھ میں شاخیں نکل آئیں اور مکمل درخت بن جائے اور تیرے اوپر پھل پھول آئیں اور اگر تو چاہے تو میں

ثمر ک ثم اصغی لہ النبی ﷺ یستمع مایقول فقال ہل تغرسنی فی الجنۃ فیاکل منی اولیاء اللہ و اکون فی مکان لا ابلی فیہ فسمعہ من یلیہ فقال النبی ﷺ فقد فعلت ثم قال اختار دار البقا علی دار الفناء

جنت میں تجھے لگا دوں اور اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی جانب کان لگائے کہ جواب کیا دیتا ہے۔ جواب دیا مجھے جنت میں لگا دیجئے تاکہ اولیاء اللہ میرے پھل کھائیں اور پرانا ہونے سے بچ جاؤں نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے یہ کام کر دیا۔ پھر فرمایا اس نے فانی گھر چھوڑ کر باقی رہنے والی گھر پسند کیا۔

امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو زار و قطار رونے لگتے اور کہتے خدا کے بندو! جب خشک لکڑی منصب رسالت کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے فراق میں اتنا روئی تو ہمیں آپ کی زیارت، کا اشتیاق بدرجہا زیادہ ہونا چاہیے۔

۱۶۔ قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عیسی تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ اسی طرح اس کے علاوہ دوسری روایت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔

۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کون ومکاں نے ایک مٹھی بھر کنکریاں اپنے دست اقدس میں لیں تو انہوں نے آپ کے ہاتھوں میں تسبیح پڑھنا شروع کر دی اور ہم نے خود اپنے کانوں سے ان کا تسبیح پڑھنا سنا۔ پھر آپ نے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیں تو تب بھی وہ تسبیح پڑھتی رہیں پھر ہمارے ہاتھوں میں بھی دے دیں تب بھی وہ تسبیح پڑھتی رہیں۔ اسی طرح کنکریوں نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں میں تسبیح پڑھی۔

۱۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كنا بمكة مع رسول الله فخرج الى بعض نواحيها فما استقبله شجرة و لا جبل الا قال له السلام عليك يا رسول الله

ہم مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے تو آپ اس کی ایک جانب تشریف لے گئے پس جو درخت اور پہاڑ بھی آپ کے سامنے آتا وہی آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔

۱۹۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

لما استقبلني جبريل عليه السلام بالرسالة لا امر بحجر و لا شجر الا قال السلام عليك يا رسول الله و عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه لم يكن النبي ﷺ يمر بحجر و لا شجر الا سجد له

جب سے جبریل علیہ السلام میرے پاس پیغام رسالت لائے۔ اسی وقت سے یہ حالت ہے کہ میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا ہوں وہی یوں سلام عرض کرتا ہے۔ السلام علیک یا رسول اللہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہی آپ کے لئے سجدہ کرتا۔

۲۰۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فخر دو عالم ﷺ نے مجھے اور میری اولاد کو ایک چادر میں چھپایا اور بارگاہ خداوندی میں التجا کی اے اللہ! انہیں دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لینا جیسے میں نے انہیں کپڑے میں چھپا لیا ہے۔ اس پر گھر کے در و دیوار سے آمین' آمین کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

۲۱۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد' امام محمد باقرؒ سے روایت

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام اناروں اور انگوروں سے بھرا ہوا ایک طشت لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے تھوڑے سے کھائے اور وہ انار اور انگور تسبیح بیان کر رہے تھے۔

۲۲۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ احد پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ پہاڑ مارے ہیبت کے تھرتھرانے لگا۔ سرور کون و مکاں ﷺ نے فرمایا اے پہاڑ! قرار پکڑ کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے اور ان کے پیر رانگ کے ساتھ پتھروں میں جمائے تھے۔ جس سال مکہ مکرمہ فتح ہوا اور سرور کون و مکاں ﷺ اس کے اندر داخل ہوئے تو آپ ایک چھڑی کے ساتھ اشارہ فرماتے جاتے تھے جو آپ کے دست اقدس میں تھی اور کسی بت کو مطلقاً ہاتھ نہ لگایا اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے جاتے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا — حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

(بنی اسرائیل ۱۷:۸۱)

جس بت کے چہرے کی جانب اشارہ فرماتے وہ پیچھے کی جانب گر جاتا اور جس کی پیٹھ کی طرف اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل زمین پر آگرتا یہاں تک کہ ایک بت بھی اپنی جگہ کھڑا نہ رہ سکا۔

۲۴۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپ بتوں کو ٹھوکر مارتے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اب حق آگیا ہے لہذا نہ باطل ظاہر ہو گا اور نہ لوٹ کر آئے گا۔

اسی طرح کا واقعہ آپ کو لڑکپن میں بحیرہ راہب کے ساتھ پیش آیا جب آپ اپنے چچا جناب ابو طالب کے ہمراہ شام کی جانب بغرض تجارت جا رہے تھے۔ وہ راہب کسی شخص سے نہیں ملتا تھا لیکن آپ کو دیکھ کر باہر قافلے میں پھرتا رہا اور رسول

اللہ ﷺ کا دست اقدس پکڑ کر کہنے لگا یہ کائنات کے سردار ہیں۔ انہیں رحمت دو عالم ﷺ بنا کر مبعوث فرمایا جائے گا۔ سرداران قریش نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے جواب دیا کہ کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہیں جو ان کے لئے سجدہ نہ کرتا اور نبی کے سوا کسی دوسرے کی اس درجہ تعظیم نہیں کی جاتی۔

۲۵۔ اس کے بعد راوی نے باقی واقعہ بیان فرمایا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ میں انہیں مہر نبوت کے باعث پہچانتا ہوں جو ان کے دونوں شانوں کے درمیان سیب کی طرح ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا اور کھانا لے کر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ اونٹ چرانے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اس نے آپ کو بلوانے کے لئے کہا جب آپ تشریف لا رہے تھے تو بادلوں نے آپ کے اوپر سایہ کیا ہوا تھا جب آپ قریب آگئے تو دیکھا کہ تمام قافلے والے درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن آپ کو دیکھ کر درخت کا سایہ آپ کی طرف ہو گیا۔

۲۶۔ قاضی عیاض مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سراج بن عبد الملک ؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ہم نے ایک بکری پال رکھی تھی۔ جب نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرما ہوتے تو آپ کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے بکری چپ چاپ کھڑی رہتی اور اتنی دیر ادھر ادھر حرکت نہ کرتی تھی جب آپ تشریف لے جاتے تب کوئی حرکت کرتی تھی۔

۲۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز سرور کون و مکاں ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان جلوہ افروز تھے کہ ایک اعرابی آگیا جس نے گوہ پکڑی ہوئی تھی اس نے (شمع محفل) نبی اکرم ﷺ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ اس نے کہا لات و عزیٰ کی قسمیں ان پر ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لے آئے۔ یہ کہہ کر اس نے گوہ آپ کے سامنے پھینک دی۔ آپ نے گوہ کو مخاطب کیا تو اس نے فصیح زبان میں جواب دیا۔ اے قیامت کی جانب جانے والوں کی زیب و زینت! میں حاضر ہوں میں فرمانبردار ہوں۔ تمام حاضرین یہ سن رہے تھے آپ نے دریافت فرمایا، تو کس کو پوجتی ہے؟ گوہ نے جواب دیا، میں اس ذات کو پوجتی

ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے جس کی سلطنت زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔آپ نے فرمایا بتا میں کون ہوں؟ گوہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگارِ عالم کے رسول اور سب میں آخری نبی ہیں یقیناً وہ فائدے میں ہے جس نے آپ کے تصدیق کی اور وہ ضرور خسارے میں ہے جس نے آپ کی تکذیب کی۔ اعرابی یہ گفتگو سن کر مسلمان ہو گیا۔

۲۸۔ حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا وہ یہودی تھا کہ بھیڑیے نے ایک بکری دبوچ لی چرواہے نے اس سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا ذرا پرے ہٹ گیا اور سائے میں بیٹھ کر چرواہے سے کہنے لگا کہ خدا سے ڈریئے آپ میری روزی اور میرے درمیان حائل ہوئے ہیں۔ چرواہے نے حیرت سے کہا کہ بھیڑیا بھی انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہے یہ سن بھیڑیے نے جواب دیا۔

الا اخبرك باعجب من ذالك رسول الله بين الحرمين يحدث الناس بانباء قد سبق و ما هو كائن بسرا

کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتادوں کہ اللہ کا رسول جو دو پہاڑیوں کے درمیان رہتا ہے' وہ لوگوں کو جو کچھ گزر چکا ہے اس کی بھی خبر دیتا ہے اور جو کچھ تمہارے ہونے والا ہے اس کی اطلاع بھی فرماتا ہے۔

یہ سن کر وہ چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور پورا واقعہ عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ کھڑا ہو کر یہ سارا واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کرو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بھیڑیے نے سچ کہا ہے۔

بھیڑیے کے کلام کرنے کا واقعہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بھی مروی ہے اس کے بعض طرق میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ بھیڑیے نے چرواہے سے کہا کہ کتنے تعجب کی بات ہے جو آپ بکریوں میں تو کھڑے ہیں لیکن اس نبی کو چھوڑ رکھا ہے جن سے اعلیٰ مرتبے کا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا حالانکہ اس نبی کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جنتی لوگ اس کے اصحاب کی مجاہدانہ

سرگرمیوں اور معرکہ آرائی کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ ان کے اور آپ کے درمیان صرف یہی گھاٹی حائل ہے چاہیے تو یہی کہ آپ بھی اللہ اور اس کے رسول کی فوج میں شامل ہو جائیں چرواہا کہنے لگا اگر میں چلا جاؤں تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیئے نے جواب دیا آپ کے واپس لوٹنے تک بکریوں کو میں چراؤں گا۔ چرواہا اپنی بکریوں بھیڑیئے کے سپرد کرکے رحمت دوعالم کی جانب روانہ ہوگیا۔آگے روایت میں اس کا سارا واقعہ ہے کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوگیا اور اس نے لشکر اسلام کو مصروف جہاد پایا تھا۔ سرور کون ومکاں ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جب تو واپس لوٹے گا تو اپنی بکریوں میں سے ایک بھی کم نہیں پائے گا واپس لوٹنے پر جب اس نے واقعی یہی کچھ دیکھا تو ایک بکری ذبح کرکے کھانے کے لئے بھیڑیئے کو پیش کردی۔

۲۹۔ عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے اپنے ضماد نامی بت کو گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو بڑے حیران ہوئے اس بت نے نبی کریم ﷺ کی شان میں اشعار پڑھے تھے غیب سے آواز آئی کہ عباس! تم بت کے کلام کرنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہو لیکن اس بات پر تمہیں کوئی تعجب نہیں کہ اس کا رسول تمہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہے اور تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو اور خود کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہو۔ چنانچہ یہی واقعہ ان کے دائرہ اسلام میں آنے کا سبب بنا۔

۳۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کون ومکاں ﷺ ایک انصاری کے باغ میں رونق افروز ہوئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور ایک انصاری صحابی تھے، باغ میں ایک بکری بھی تھی جس نے سرور کون ومکاں ﷺ کو دیکھتے ہی آپ کے لئے سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ بکری کی نسبت سجدہ کرنے کے ہم زیادہ مستحق ہیں (الی آخرہ)

۳۱۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فخر دوعالم ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے سامنے ایک اونٹ نظر آیا اس نے دیکھتے ہی آپ کو سجدہ کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اونٹ سے اس کا حال پوچھا تو اونٹ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ اسکا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے ۔

۳۲۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اونٹ کے مالکوں سے کہا کہ یہ زیادہ کام لینے اور کم خوراک دینے کی شکایت کرتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اونٹ تمہاری یہ شکایت کرتا ہے کہ تم اس کے بچپن سے اب تک اس سے خوب کام لیتے رہے ہو اور اب اسے ذبح کرنا چاہتے ہو اور مالکوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ واقعی انہوں نے یہی ارادہ کیا تھا۔

۳۳۔ نبی کریم ﷺ کی عضباء نامی ناقہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ آپ سے کلام کیا کرتی تھی اور جب وہ جنگل میں چرنے کے لئے جاتی تو چارہ اس کی جانب خود دوڑ کر آتا تھا جنگل کے درندے اس سے دور دور رہتے تھے اور ایک دوسرے کو خبردار کرتے تھے اور جب محمد رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو اس اونٹنی نے آپ کے فراق میں کھانا پینا مطلقاً ترک کر دیا تھا اور اس حالت میں اپنی جان کو جان آفریں کے سپرد کر دیا تھا۔ اس امر کا ذکر امام ابو حامد اسفرائینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا ہے۔

۳۴۔ حضرت انس' حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب ہجرت کے دوران آپ غار میں جلوہ افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا جو اپنی جگہ سے چل کر غار کے منہ پر آ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو چھپا لیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر آکر بیٹھ گئے دوسری روایت میں ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور جب تلاش کرنے والے وہاں پہنچے۔ صورت حال دیکھی تو یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے کہ اگر اس غار کے اندر کوئی گیا ہوتا تو دروازے پر کبوتر نہ ہوتے' حالانکہ نبی کریم ﷺ ان کی باتیں سن رہے تھے۔

۳۵۔ حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے روز ذبح کرنے کے لئے پانچ سات اونٹ بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے' ان میں سے ہر اونٹ ذبح ہونے کے لئے ایک دوسرے کے آگے بڑھ رہا تھا۔

۳۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز جنگل میں تشریف فرما تھے کہ ایک ہرنی نے آپ کو مدد کے لئے پکارا۔ آپ نے دریافت فرمایا تو کیا

چاہتی ہے؟ اس نے عرض کی کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کر لیا ہے حالانکہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں تو میں انہیں دودھ پلا کر واپس لوٹ آؤں گی۔ آپ نے فرمایا کیا تو ضرور ایسا ہی کرے گی؟ ہرنی نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے ہرنی کو چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس لوٹ آئی اور آپ نے اسے حسب سابق باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! کیا آپ کسی حاجت کے تحت یہاں جلوہ افروز ہیں جواب دیا ہاں اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اعرابی نے ہرنی چھوڑ دی وہ میدان میں دوڑتی جا رہی تھی اور بلند آواز سے کہہ رہی تھی اشہدان لا الہ الا اللّٰہ و اشہد انک رسول اللّٰہ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں ہے اور میں یہ گواہی دیتی ہوں کہ آپ ضرور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

۳۷۔ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ عبد القیس کی ایک بکری کا کان اپنی دو انگلیوں سے پکڑا تو کان پر انگلیوں کے نشان پڑ گئے اور یہ نشان اس بکری کی نسل میں بھی باقی رہے۔

۳۸۔ احد کے روز قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر ایک تیر آ لگا اور رخسار پر لٹک گئی رسول اللہ ﷺ نے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا تو وہ ساری عمر بڑھاپے تک دوسری آنکھ سے بھی زیادہ کام کرتی رہی۔

۳۹۔ سنن نسائی میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور فارغ ہونے کے بعد یوں دعا کرو۔

اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ الیک ان یکشف عنی بصری اللھم شفعہ فی

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، محمد ﷺ کے وسیلہ سے تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں جو نبی رحمت ہیں۔ یا محمد ﷺ میں آپ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں کہ مجھے بینائی

مرحمت فرما دی جائے اے اللہ! اس
بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما۔

۹ راوی فرماتے ہیں کہ جب وہ لوٹا تو اسے بینائی مل چکی تھی۔

۴۰۔ غزوہ خندق کے روز حضرت علی بن الحکم رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ آپ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ اسی وقت درست ہو گئی حالانکہ وہ گھوڑے سے اتر نہیں سکتے تھے۔

۴۱۔ جنگ بدر میں ابو جہل نے حضرت معوذ بن عضراء رضی اللہ عنہ کا بازو کاٹ دیا تھا یہ انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ اصلی جگہ پر لگا کر اس پر لعاب دہن لگا دیا تو حسب سابق جڑ گیا۔

۴۲۔ یہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ کے کندھے پر روز بدر زخم آ گیا اور وہ ایک جانب لٹک گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صحیح حالت میں کر کے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ بالکل درست ہو گیا۔

۴۳۔ بارگاہ رسالت میں قبیلہ خثعم کی کوئی عورت اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر حاضر ہوئی جو کسی بیماری کے باعث بول نہیں سکتا تھا۔ آپ نے پانی منگا کر کلی کی اور ہاتھ پاؤں دھو کر استعمال شدہ پانی اس عورت کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اپنے اس بچے کو پلاؤ اور اس کے جسم پر ملو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ بچہ فوراً درست ہو گیا اور بولنے لگا اور ایسا عقلمند بنا کہ لوگوں میں صاحب عقل و دانش شمار ہونے لگا۔

۴۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لڑکی نے کھانا مانگا اور آپ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے اپنے سامنے سے کچھ کھانا اٹھا کر اسے مرحمت فرما دیا۔ لڑکی ذرا بے جھجک تھی بارگاہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزار ہوئی' حضور! مجھے وہ لقمہ مرحمت فرمائیے جو آپ کے دہن مبارک کے اندر ہے جب کہ سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ سائل جس چیز کا سوال کرتا آپ وہی چیز مرحمت فرما دیتے تھے۔

آپ نے وہ لقمہ اسے عطا فرما دیا اور جب وہ لقمہ اس لڑکی کے پیٹ میں گیا تو اس لڑکی میں اتنی حیا آگئی کہ خواتین مدینہ منورہ کے اندر وہ حیا میں ممتاز ہو گئی۔

۴۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کے حق میں دعا فرماتے تو اس کے اثرات سے اس کی اولاد تک بہرہ یاب ہوتی رہتی تھی۔

۴۶۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو محمد عتابیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میری والدہ محترمہ نے دعا کے لئے بارگاہ رسالت میں التجا کی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما اور جو کچھ اسے عطا فرمائے اس میں برکت ڈال دینا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت مال دیا ہے اور میری اولاد نیز اولاد در اولاد کی گنتی اس وقت سو کے لگ بھگ ہے۔

۴۷۔ نبی کریم ﷺ کی ایسی ہی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے کہ آپ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ان کے مال و دولت میں برکت و کثرت کی دعا دی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں زمین سے پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کے نیچے بھی مجھے سونا مل جائے گا جب حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اتنا سونا انہوں نے پیچھے چھوڑا تھا جسے کسیوں اور کدالوں سے کھود کر نکالا گیا تھا اور کھودنے والوں کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے ان کی چار بیویاں تھیں اور ہر ایک کے حصے میں اسی اسی ہزار دینار آئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ایک لاکھ دینار انہیں ملے تھے۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار کی وصیت فرمائی تھی۔ ان کی سخاوت اور بخشش کا یہ عالم تھا کہ ایک روز انہوں نے تیس غلام آزاد کئے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مال تجارت سے لدا ہوا سات سو اونٹوں کا سامان خیرات کر دیا جس میں ہر قسم کا مال تھا حتیٰ کہ انہوں نے اونٹوں کے کجاوے اور اوپر ڈالنے والے کپڑے بھی خیرات کر دیئے تھے۔

۴۸۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اے اللہ

اس کے بالوں اور جسم میں برکت دے۔ اگرچہ ستر سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا لیکن پندرہ سال کے لڑکے معلوم ہوتے تھے۔

۴۹۔ نابغہ شاعر کے لئے آپ نے فرمایا تھا۔ اللہ تیرے دانت نہ گرائے ایک روایت میں ہے کہ اس کے دانت سب لوگوں سے خوبصورت تھے اور جب کوئی دانت گرتا تو اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آتا تھا۔ وہ ایک سو بیس برس تک زندہ رہے مگر اس کے سارے دانت سلامت رہے بلکہ بعض نے تو اس سے بھی زیادہ عمر بتائی ہے۔

۵۰۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عروہ بن ابو الجعد رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھی ان کا بیان ہے کہ میں بازار میں جاتا ہوں تو اس وقت تک واپس نہیں آتا جب تک چالیس چالیس ہزار درہم نفع حاصل نہ کرلوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی نفع حاصل ہو جاتا تھا۔

۵۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے دعا دی تھی کہ اللہ تجھے گرمی اور سردی سے کفایت کرے گا تو وہ جاڑوں میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں سردیوں کے کپڑے بھی پہن لیتے تب بھی انہیں گرمی یا سردی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

۵۲۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حبیب خدا ﷺ کے چند موئے مبارک ایک ٹوپی میں رکھے تھے۔ اس ٹوپی کو پہن کر جب بھی وہ میدان کارزار میں جاتے تو یقیناً فتح ونصرت ان کے قدم چومتی تھی۔

۵۳۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے ایک طیالسی جبہ نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے پہنا تھا اسے دھو کر وہ پانی بیماروں کو پلاتے ہیں تو اس کی برکت سے فوراً آرام آجاتا ہے۔

۵۴۔ رحمت دوعالم ﷺ نے قبا کے کنویں میں اپنے وضو کا بچا ہوا پانی ڈال دیا تھا تو اس کے بعد اس کنویں کا پانی کبھی ختم نہیں ہوا۔

۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر کنواں تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈالا تو اس کا پانی مدینہ منورہ کے تمام کنوؤں سے زیادہ شیریں ہو گیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کا گزر ایک چشمے پر ہوا آپ نے لوگوں سے اس کا نام پوچھا

اور پانی کی کیفیت دریافت کی۔ بتایا گیا کہ اس کا نام بلسیان ہے اور اس کا پانی کھاری ہے سرور کون ومکاں ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نام نعمان ہے اس کا پانی میٹھا ہے۔ آپ کے فرماتے ہی چشمے کا پانی فوراً شیریں ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آب زمزم پیش کیا گیا آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس پانی سے مشک سے بھی زیادہ خوشبو آنے لگی۔

۵۶۔ آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو سونے کا ایک ڈھیلا مرحمت فرمایا جو مرغی کے انڈے کے برابر تھا اور اس پر اپنی زبان مبارک پھیر کر فرمایا کہ جاؤ قرضہ کی ادائیگی کرو۔ چنانچہ انہوں نے چالیس اوقیہ سونا قرض ادا کر دیا اور اتنا ہی باقی بچ رہا جتنا لے کر گئے تھے۔

۵۷۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ مرحمت فرمائی تھی جب کہ انہوں نے ایک اندھیری بارش والی رات میں آپ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس شاخ کو لے جاؤ۔ اس کے باعث دس دس ہاتھ تک تمہارے آگے پیچھے روشنی رہے گی اور جب تم گھر میں داخل ہوگے تو تمہیں ایک سیاہ چیز اندر نظر آئے گی اس کی خوب پٹائی کرنا کیونکہ وہ شیطان ہے چنانچہ وہ چل پڑے اور شاخ اسی وقت روشن ہو گئی یہاں تک وہ گھر میں داخل ہو گئے اندر انہوں نے ایک سیاہ چیز دیکھی تو اس کی خوب مرمت کی یہاں تک کہ اسے نکل کر بھاگنا پڑا۔

۵۸۔ نبی کریم ﷺ کے برکات سے یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو ایک لکڑی دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب غزوہ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں ایسی تلوار بن گئی جو چمکدار، لمبی، مضبوط اور خوب کاٹ کرنے والی تھی چنانچہ وہ اس کے ساتھ جہاد کرتے رہے اور اس کے بعد باقی لڑائیاں بھی وہ اس تلوار کے ساتھ لڑتے رہے یہاں تک مرتدین سے قتال کرتے ہوئے (خلافت صدیق اکبر) میں وہ خود شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام انہوں نے عون رکھا تھا (عون کا معنی مدد ہے یعنی یہ تلوار کیا بلکہ آقا ﷺ کے صدقے غیبی مدد ہے) عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بھی آپ نے غزوۂ احد میں ایک کھجور کی

ٹہنی مرحمت فرمائی تھی جبکہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی یہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی تھی۔

۵۹۔ رحمت دوعالم ﷺ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور انہیں برکت کی دعا دی۔ ان کا اسی سال کی عمر میں وصال ہوا لیکن ان کے سر کے بال سفید نہیں ہوئے تھے۔

۶۰۔ حضرت عمرو بن حمنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ ہمیشہ منور رہتا تھا' اسی طرح آپ نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرے میں آئینے جیسی چمک آگئی تھی حتیٰ کہ اس میں دوسری چیزوں کا عکس نظر آجاتا تھا۔

۶۱۔ طاؤس رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو بھی دیوانہ بارگاہ رسالت میں پیش کیاجاتا تو آپ ﷺ اس کے سینے پر ہاتھ مارتے اور جنون جاتا رہتا تھا۔

۶۲۔ کنوئیں سے نکال کر ایک ڈول پانی بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا' تو آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور واپس کنویں میں ڈلوایا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کنوئیں سے مشک جیسی خوشبو آیا کرتی تھی۔

۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں اپنے نسیاں کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا' اپنا کپڑا بچھاؤ۔ پھر اپنے دست مبارک سے ایک مٹھی اس میں ڈالی۔ پھر فرمایا کہ اسے لپیٹ کر سینے سے لگالو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عمر بھر کسی بات کو نہ بھولے۔

۶۴۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اس سے اسلام کے لئے کہا۔ اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کی شان میں کلمہ بے ادبی کہا' مجھے ناگوار ہوا اور میں روتا ہوا آنحضرت ﷺ کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ میری ماں کو ہدایت کرے۔ آپ نے فرمایا **اللّٰھم اھد اُمّ ابی ھریرۃ** یا اللہ ہدایت کر ابو ہریرہؓ کی ماں کو۔ میں آنحضرت ﷺ کی دعا سن کر

خوش ہوتا ہوا گھر آیا دیکھا دروازہ بند ہے اور میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سن کر کہا وہیں ٹھہرو اے ابو ہریرہ اور میں نے پانی کی آواز سنی سو میری ماں نے نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا اے ابو ہریرہ **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** میں خوش ہو کر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت ﷺ کے حضور میں آیا اور اپنی ماں کے اسلام لانے کی خبر دی' آنحضرت ﷺ حمد الٰہی بجالائے۔

۶۵۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنظلہ بن حذلم رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے منہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر میں موضع مس جناب رسول اللہ ﷺ پر لگا دیتا تو فی الفور ورم جاتا رہتا۔

۶۶۔ بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیک کے باپ کی آنکھوں میں پھلی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم کیا تو اسی وقت ان کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے انہیں اسی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے دیکھا۔

۶۷۔ مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا۔ آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا۔ میں سیدھے سے کھا نہیں سکتا۔ حالانکہ اس کا ہاتھ تھا۔ اس نے یہ بات غلط بیانی سے براہ استنکاف کہی تھی۔ تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ اس کا ایسا حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اس کا کام سے جاتا رہا۔ منہ تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔

۶۸۔ خطیب نے جابر بن عبداللہ سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا ہے کہ وہ ایک بار آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک طویل سفر میں تھے۔ راہ میں ایک گاؤں میں پہنچے۔ اس گاؤں کے آدمی آپ ﷺ کی آمد کی خبر سن کر گاؤں کے باہر منتظر تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس گاؤں میں ایک نوجوان عورت ہے' اس پر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اس پر آ چڑھا ہے' نہ کھاتی ہے' نہ پیتی

ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جائے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں اس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا۔ حضور ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کے اے جنّ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ محمد رسول خدا ہوں۔ اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا۔ آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہوشیار ہو گئی اور نقاب منہ پر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی۔

۶۹۔ ترمذی نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے ایک خرجی میں خرما بھرا تھا۔ سو ایک جنیہ آکر اس میں سے نکال لے جاتی۔ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور اب جب اس کو دیکھو تو یوں کہنا بسم اللہ جیبی رسول اللہ (یعنی اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر چل سو انہوں نے اسے پکڑ لیا پھر اس کے قسم کھانے پر کہ اب نہ آوں گی چھوڑ دیا تعلالیٰ آخر الحدیث) آپ کے نام کی برکت سے گرفتار ہو گئی۔

۷۰۔ صحیحین میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت میں) سراقہ بن مالک نے سو میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ایک شخص نے آلیا۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (غم مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے سراقہ کے لئے بد دعا کی۔ اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں گھس گیا اور اس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں صاحبوں نے میرے لئے بد دعا کی ہے اب دعا کرو کہ میں نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے طلب کرنے والوں کو میں پھیر دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی نجات کے لئے دعا کی۔ سو اس نے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اسے ملتا تھا اسے پھیر دیتا تھا اور کہہ دیتا تھا کہ ادھر کوئی نہیں ہے

۷۱۔ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایام غزوہ خندق میں انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جو کا آٹا تیار کیا اور حضور کی خدمت میں آکر چپکے سے اس کی اطلاع کی اور عرض کی کہ آپ مع چند آدمیوں کے تشریف لے چلئے۔ آپ نے تمام اہل خندق کو جو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لے چلے اور جابر رضی اللہ عنہ سے ہانڈی

مت اتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک میں نہ آؤں۔ بعد اس کے آپ تشریف لائے اور لعاب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈالا اور دعائے برکت فرمائی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوالو اور شوربا نکال نکال کے ہانڈی میں سے دو اسے چولھے پر سے اتارو نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سب ہی نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش میں رہی اور آٹا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا۔

۷۲۔ اسی غزوہ خندق میں واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر پروائی ٹھنڈی ہوا بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا۔ اور ہوا نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا۔ غبار بے شمار ان کے منہ پر ڈالا اور آگ ان کی بجھادی۔ اور ہانڈیاں ان کی الٹ دیں اور میخیں ان کی اکھاڑ دیں کہ خیمے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر میں دند مچادیا۔ اس وقت آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کفار کی خبر لانے کے لئے مامور فرمایا اور شدت سردی سے محفوظی کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ آپ کی دعا کی برکت سے مجھے جانے آنے میں مطلق سردی معلوم نہ ہوئی۔ بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حمام میں چلا جاتا ہوں۔ (**بعضہ من التواریخ حبیب اللہ**)

ف: ایسی سخت ہوا کا ان پر اثر نہ کرنا صریح خارق ہے۔

۷۳۔ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بار قحط ہوا۔ سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکوں مرتے ہیں۔ آپ مینہ کے واسطے دعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا۔ قسم خدا کی ابھی آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے کہ ابر مانند پہاڑوں کے ہر طرف سے گھر آیا۔ آپ منبر پر سے اترنے نہیں پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو اس دن سے۔ دوسرے جمعہ تک مینہ برسا پھر جمعہ کے دن اسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا۔ آپ دعا فرمائیے کہ مینہ تھم جائے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ گرد ہمارے

برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا۔ وہیں کھل گیا سو مدینہ پر بالکل پانی برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا۔ اطراف سے جو لوگ آتے کثرت مینہ کو بیان کرتے تھے۔

۷۴۔ جلالین میں جس کو کمالین نے نسائی وابن جریر وبزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لئے آپ نے کسی کو بھیجا اس نے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہیں اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معگا اس پر بجلی گری اور اس کی کھوپڑی اُڑا دی۔

۷۵۔ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ کی خدمت میں تھوڑے چھوارے لایا کہ ان چھواروں کے لئے دعائے برکت کر دیجئے۔ آپ نے ان چھواروں کو اکٹھا کر کے ان میں دعائے برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ انہیں لے کر اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمہارا جی چاہے اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اسے جھاڑنا مت۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان چھواروں میں اتنی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع وہ ظرف ہے جس میں ساڑھے تین سیر گندم سما سکے) اللہ کی راہ میں خرچ کئے اور ہمیشہ اس میں سے ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دانہ ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک کہ تیس برس بعد بروز شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے (قریب تیس برس کا زمانہ ہوتا ہے) میری کمر سے کٹ کے کہیں گر پڑا اور جاتا رہا۔

۷۶۔ احمد اور دارمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے کے لئے جھپٹتا۔ آپ نے اسے بلایا اور وہ آیا اور اس نے آپ کے سامنے سجدہ کیا۔ آپ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزیں آسمان و زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوائے نافرمان جن وانس کے۔

۷۷۔ بیہقی نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں دریائے شور میں تھا۔ جہاز ٹوٹ گیا۔ میں ایک تختہ پر بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے ایک نیستان میں پہنچا۔ وہاں مجھ سے ایک

شیر ملا اور میری طرف آیا۔ میں نے کہا میں جناب رسول اللہ ﷺ کا آزاد غلام ہوں۔ وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میرے ساتھ چلا یہاں تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کردیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی۔ میں سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے۔

۷۸۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک قدح دودھ کا گھر میں پایا۔ حکم دیا کہ اصحاب صفہ کو بلالو۔ یہ بھوکے تھے انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ ہی کو دے دیتے تو میں سیر ہو کر پیتا بعد اس کے میں نے ان سب کو بلایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انھیں دودھ پلاؤ میں نے پلانا شروع کیا یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر پیا پھر مجھ سے فرمایا۔ تم پیو' میں نے پیا' آپ نے فرمایا اور پیو میں پیتا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ میں جگہ نہیں پھر باقی آپ نے پیا۔

۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ قریش سے ابو جہل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ اگر محمد ﷺ کو دیکھ پاؤں تو ان کی مبارک گردن کو (نعوذ باللہ) اپنے ناپاک قدموں سے پامال کر کے رکھ دوں گا ایک روز نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے ابو جہل کو مطلع کردیا (برے ارادے سے) آپ کے قریب جا پہنچا' لیکن فوراً بدحواس ہو کر الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور ہو گیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا جارہا تھا۔ لوگوں نے اس سے ناکام و نامراد واپس لوٹنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میرے نزدیک اچانک ایک آگ سے بھری ہوئی خندق آگئی اور قریب تھا کہ میں اس میں گر پڑتا نیز میں نے اتنے پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز سنی جس سے زمین بھری ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ وہ فرشتے تھے۔ اگر وہ مجھ تک پہنچنے سے باز نہ آتا تو فرشتے اس کا ہر ایک جوڑ توڑ کر رکھ دیتے۔

۸۰۔ روایت ہے کہ شیبہ بن عثمان جمحی نے غزوہ حنین کے روز آپ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ میں اپنے باپ کے خون کا بدلہ آپ سے لوں گا۔ اس کے باپ کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ جب میدان کارزار گرم ہوا اور وہ لوگ اپنی اپنی جگہ مصروف ہو گئے تو وہ پیچھے کی جانب سے آپ کے قریب آپہنچا اور وار کرنے کی غرض سے تلوار

سونت لی۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ اچانک میری جانب آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا اور بجلی کی طرح میری طرف لپکا۔ میں واپس دوڑنے لگا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھ لیا اور اپنے پاس بلایا۔ جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس رکھ دیا اس سے پہلے کوئی شخص مجھے آپ سے بڑھ کر ناپسند نہیں تھا لیکن دست اقدس ہٹانے سے پہلے یہ کیفیت ہو گئی کہ ساری مخلوق میں آپ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی محبوب نہ رہا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ میرے قریب ہو کر جہاد کرتے رہو۔ چنانچہ میں برابر تلوار کے جوہر دکھاتا رہا اور آپ کی خاطر جان کی بازی لگاتا رہا۔ اس وقت میری حالت یہ ہو گئی تھی کہ اگر میرا باپ بھی آپ کے مقابلے پر آیا ہوتا تو میں اسے بھی تہ تیغ کر دیتا۔

اور ان روشن معجزات میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں جمع فرمائے وہ معارف اور علوم بھی ہیں جو صرف آپ کو مرحمت فرمائے گئے یعنی دنیا اور دین کی تمام مصلحتیں' امور شرائع کی معرفت' اپنے دین کے قوانین اپنے بندوں کی سیاست اور امت کے مصالح کی اطلاع بخشی نیز جو کچھ پہلی امتوں میں ہو گزرا اور انبیاء و مرسلین اور ظالم بادشاہوں کے واقعات جو زمانہ ماضی میں ہوئے' وہ آدم علیہ السلام سے آپ کے زمانے تک سارے بتائے۔ ان حضرات کی شریعتوں' کتابوں' سیرتوں اور خبروں کو آپ کے ذہن میں محفوظ فرمایا۔ حتیٰ کہ ان کے خاص دنوں' اس زمانے کے لوگوں کی عادتیں' ان کی آراء کا اختلاف' ان کی امداد' ان کی عمریں' ان کے حکماء کی دانائی' ہر امت کے کافروں کی حجت بازی' اہل کتاب' (یہود و نصاریٰ) کے ہر فرقے سے ان کا کتابوں کے ساتھ موازنہ کرنا جو باتیں انہوں نے چھپا رکھی تھیں ان کو ظاہر کرنا ان کے علوم اخبار کو ظاہر کرنا جو انہوں نے چھپا رکھے تھے یا بدل دیئے تھے یہاں تک کہ جو انہوں نے لغات عرب میں تبدیلی کی تھی نیز ہر فرقے کے خاص الفاظ' اقسام فصاحت کا احاطہ ان کے خاص دنوں کا علم' ان کے ضرب الامثال' دانائی کے اقوال' اشعار کے معانی ان کے خاص' جامع کلمات' جن سے ضرب الامثال کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ان کی دانائی کی باتوں کو اس طرح بیان کرنا کہ آسانی سے سمجھ میں آ جائیں مشکل باتوں کا

آسان بیان' شرع کے قواعد کو اس طرح بیان کرنا کہ ان میں کوئی تناقض اور مخالفت نظر نہ آئے۔ جس کے باعث آپ کی شریعت اچھے اخلاق اور قابل تعریف آداب پر مشتمل ہے اور اس کی ہر بات لائق تحسین اور اس طرح کھول کر بیان کر دی گئی ہے کہ عقل سلیم والا ملحد بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ماسوائے رذالت کے باعث انکار کرنے کے۔

الغرض اس امی ہونے کے باوجود دنیا کے تمام علوم و فنون کا جاننا آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ مثلاً۔ علم طب' علم تعبیر رؤیا' علم فرائض' علم ہندسہ (ریاضی) اور علم انساب وغیرہ' یہ ایسے علوم ہیں کہ ان کے ماہرین نے بھی نبی اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ کو اپنے لئے رہنما اصول تسلیم کیا ہے اور ان علوم و فنون کی بنیاد قرار دیا ہے۔

اس طرح اگرچہ نبی اکرم ﷺ لکھتے نہ تھے لیکن آپ کو ہر چیز کا علم مرحمت فرمایا گیا تھا' حتیٰ کہ احادیث میں آیا ہے کہ آپ حروف کی بناوٹ اور ان کے حسن کتابت کو جانتے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور لکھنے بیٹھے تو آپ نے فرمایا کہ دوات درست کرلو' قلم کو قط لگاؤ' "با" کو کھڑا کرو' سین کو دندانوں کے جدا جدا رکھو' میم کا سر بند نہ کرو' لفظ اللہ کو خوبصورت کر کے لکھو' الرحمٰن کو لمبا کرو اور الرحیم کو نفیس طریقے سے لکھو۔

باب دہم

حضور ﷺ کے
برزخی اور اُخروی احوال کا بیان

۱۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسد کو کھا سکے۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے" اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے

۲۔ ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ (کذا فی المواہب)

۳۔ مشکوٰۃ شریف میں منبہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اکرم ﷺ کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا۔ جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ ر.ل اللہ ﷺ کی قبر کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اسی طرح کے اترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین (قبر کی) شق ہو گی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے۔ اس کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

۴۔ مشکوٰۃ میں ابو داؤد و بیہقی سے بروایت ابو ہریرہؓ نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں آکر میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

۵۔ مواہب میں ابن زجویہ سے بروایت کثیر بن مرہ حضرمی بیان ہوا ہے کہ رسول اکرم

ﷺ ارشاد فرمایا کہ میں (قیامت کے روز) براق پر ہوں گا اور تمام انبیاء میں سے اس روز میں اس کے ساتھ مختص ہوں گا۔

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا۔ جب لوگ مبعوث ہوں گے۔ اور میں ان کا پیشرو ہوں گا جب حق تعالیٰ کی پیشی میں آئیں گے۔ اور میں ان کی طرف سے (شفاعت کے لئے) بات چیت کروں گا جب وہ خاموش ہوں گے۔ اور ان سب میں مجھ سے شفاعت کے لئے درخواست کی جائے گی جب وہ (موقف میں حساب سے) محبوس کئے جائیں گے۔ اور میں ان کا بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ اور کرامت (ہر خیر) کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد اس روز میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہوں گا۔ ایک ہزار خادم (میرے اکرام وخدمت کے لئے) میرے اردگرد گھومتے ہوں گے اور ایسے حسین ہوں گے گویا کہ وہ بیضے میں (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہوں یا موتی ہیں جو بکھرے پڑے ہیں۔ اس کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجھ کو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلائق میں سے بجز میرے اس مقام پر کھڑا نہ ہو گا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ لمعات میں ہے کہ غالباً یہ مقام محمود ہے اور ابن مسعود مجاہد سے مقام محمود کی ایک تفسیر' آپ ﷺ کا عرش پر بٹھلایا جانا ہے۔ اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے' آپ ﷺ کا کرسی پر بٹھلایا جانا ہے۔

۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایک بار اپنے کلام میں) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کر دو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد ﷺ کا منکر ہو گا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کر دوں گا خواہ کوئی ہو۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! قسم

ہے اپنی عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا۔ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمد ﷺ اور ان کی امت اس میں داخل نہ ہو جائیں۔

۹۔ انجاح الحاجۃ میں صحیح حدیث مذکور ہے کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا تھا اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اس نے عثمان بن حنیف سے کہا۔ انہوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی اوپر والی دعا سکھلا کر کہا یہ پڑھ۔ چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمان کے پاس جو پھر گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا۔ المحدث بیہقی نے نے اس کو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان و حاکم نے اس کی توثیق کی ہے۔

۱۰۔ ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی قبر کو دیکھ کر اس کے مقابل آسماں کی طرف اس میں ایک منفذ کر دو یہاں تک کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی۔

۱۱۔ مواہب میں سند امام ابوالمنصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی ؒ نے محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں فرمایا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (النساء ۴:۶۴)

میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کے حضور میں

آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔ اسے حافظ ابن کثیر نے بھی روایت کیا ہے کہ "وہ شخص واپس چلا ہی تھا کہ حضور ﷺ نے اسے بخشش کی بشارت عطا فرمائی"

۱۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرش کے دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑے ہوں گے جہاں دوسرا کوئی نہیں ہوگا آپ کو اس مقام پر دیکھ کر سب اگلے اور پچھلے رشک کریں گے ۔۔۔۔ اسی کی مانند کعب الاحبار اور حسن بصری رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہی مقام ہے جہاں سے میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

۱۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ چاہو تو اپنی آدھی امت بخشوا لو اور چاہو تو ان کی شفاعت کر لو۔ میں نے شفاعت اختیار کر لی ہے کیونکہ یہ حق اول الذکر سے زیادہ عام ہے کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں نیک لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ نہیں میری شفاعت تو گنہگاروں اور عصیاں شعاروں کے لئے ہوگی۔

۱۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جنتی لوگوں کی سب سے پچھلی اور دوزخی لوگوں کی سب سے آخری جماعت باہر رہ جائے گی تو دوزخ میں جانے والے لوگ جنت میں جانے والوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے ایمان نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا؟ یہ سن کر وہ اپنے رب کو پکاریں گے اور خوب زور سے گریہ وزاری کریں گے اور آہیں مار کر روئیں گے ان کی حد درجہ آہ وزاری سن کر جنتی لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی شفاعت کے لئے عرض گذار ہوں گے ہر نبی کی جانب سے عذر کیا جائے گا آخر کار وہ نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو جس مقام پر کھڑے ہو کر آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے وہی مقام محمود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سورج اتنا قریب ہوگا کہ لوگ اس کی تپش کو برداشت نہ کر سکیں گے اور شدید اضطراب کی حالت میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہیں کوئی ایسی ہستی نظر آتی ہے جو آج ہماری شفاعت کرے اس

غرض سے وہ حضرت آدم علیہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اے ابو البشر! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا' اپنی جانب کی روح آپ میں پھونکی' آپ کو جنت میں رکھا' فرشتوں سے آپ کے سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے' آپ ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس سے نجات ملے اور ہمیں آرام سے سانس لینا نصیب ہو۔

وہ فرمائیں گے آج میرے رب نے غضب کا اظہار فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی تعمیل میں مجھ سے لغزش صادر ہو گئی تھی لہٰذا مجھے خود اپنی فکر ہے میں تو خود خوف محسوس کر رہا ہوں۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ وہ پوچھیں گے کہ آپ ہمیں کن کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے حضرت نوح علیہ اسلام کے پاس چلے جاؤ۔

لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ حضور! آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گذار بندہ قرار دیا ہے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کیسی آفت میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیوں نہیں فرماتے۔ وہ فرمائیں گے کہ آج میرے رب نے غضب کا ایسا اظہار فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہو گا مجھے خود اپنی جان کی فکر ہے۔۔۔۔۔۔ حضرت انس ﷛ کی روایت میں ہے کہ میری ایک دعوت مقبولہ تھی جو میں اپنی قوم کے لئے کر چکا تھا۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے پاس جاؤ۔

لوگ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے نبی اللہ! آپ اہل زمین میں سے اللہ کے خلیل ہیں۔ آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں آپ فرمائیں گے آج میرے رب نے غضب کا ایسا اظہار فرمایا ہے کہ پہلے نہ ایسا ہوا اور نہ ایسا آئندہ ہو گا۔ پھر ان تین باتوں کا ذکر کریں گے جو (بطور توریہ) آپ سے صادر ہوئی تھیں اور فرمائیں گے کہ مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ کیونکہ وہ کلیم اللہ

ہیں۔۔۔۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت مرحمت فرمائی۔
کلام کیا اور سرگوشی کے لئے اپنا قرب بخشا ہے۔

لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مدعا عرض کریں گے تو
وہ فرمائیں گے کہ مجھے خود اپنی فکر ہے۔ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ
کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔

لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے
کہ تم نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن پکڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان
کے طفیل اگلوں اور پچھلوں کی لغزشیں معاف فرمانے والا ہے۔۔۔۔تب وہ آپ کی
بارگاہ میں آکر مدعا عرض کریں گے آپ فرمائیں گے ہاں اس کام کے لئے تو میں ہی
ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی
جائے گی اس وقت میں اپنے رب کریم کو دیکھ کر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا
۔۔۔۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ میں سر رکھ دوں
گا۔۔۔۔ ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے حضور کھڑا ہو کر ایسی حمد وثنا بیان
کروں گا جس پر آج قادر نہیں ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ وہ مجھ پر الہام فرمائے گا
۔۔۔۔۔۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے ایسے محامد ظاہر فرمائے گا جو کسی
دوسرے پر ظاہر نہیں فرمائے ہوں گے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! سر
اٹھاؤ جو مانگو گے وہ دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا یا رب امتی یا
رب امتی۔ فرمایا جائے گا جس کے دل میں ایک گندم یا جو کے دانے برابر بھی ایمان ہو
اسے دوزخ سے نکال لو۔ پس میں جا کر ایسے تمام لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا جن
کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا۔

اس کے بعد دوبارہ میں بارگاہ خداوندی کی جانب رجوع کر کے حسب سابق مدح وثنا بیان کرنا شروع کر دوں گا اور امت کی بخشش کے لئے گزارش کروں گا حکم ہو گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال لو۔ پس میں ایسے تمام لوگوں کو نکال لوں گا اور تیسری بار حمد وثنا کے بعد امت کی بخشش کا سوال پیش کروں گا حکم ہو گا کہ جس کے دل میں ایمان کا ذرہ برابر بھی شائبہ ہو اسے بھی دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ میں جاکر ان کو بھی لاؤں گا۔

چوتھی مرتبہ جب میں سربسجود ہو کر حمد وثناء بیان کروں گا تو فرمایا جائے گا کہ اے حبیب اپنا سر اٹھاؤ! اور جو کہنا چاہتے ہو کہو تمہاری ہر بات سنی جائے گی شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور تمہیں حق شفاعت عطا فرمایا جائے گا میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! مجھے ان لوگوں کو جہنم سے نکال لینے کی اجازت مرحمت فرما جنہوں نے ایک دفعہ بھی زبان سے **لا الٰہ الّا اللہ** کہا ہو۔ حکم ہو گا اے حبیب! مجھے اپنی عزت، کبریائی، عظمت اور جبروت کی قسم ہے کہ ایسے ہر شخص کو آگ سے نکال لوں گا جس نے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ** پڑھ لیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے اور وہ ان پر جلوہ افروز ہو جائیں گے جب کہ میرا منبر خالی رہ جائے گا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ سراپا سوال بن کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہو گا اے حبیب! آپ کیا چاہتے ہیں میں امت کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو تم کہو گے میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار انہیں حساب سے جلد فارغ کر دیا جائے۔ پس وہ بلائے جائیں گے اور ان کا حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں (بغیر حساب) کے محض اس کی رحمت سے جنت میں بھیج دیا گیا اور کچھ میری شفاعت سے جنت میں جائیں گے اور برابر شفاعت کرتا ہی رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے چند ایسے لوگ ملیں گے جن کو دوزخ میں ڈالنے کے پروانے جاری ہو چکے ہوں گے۔

میں ان کی شفاعت بھی کروں گا تو جہنم کا داروغہ (خازن) مجھ سے کہے گا کہ اے محمد ﷺ آپ نے عذاب الٰہی کے لئے اپنی امت میں سے کچھ بھی نہیں رہنے دیا۔

بابِ یازدہم

حضور ﷺ کے فضائل میں چالیس احادیثِ مبارکہ کا بیان

فصل (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حدیث فی نعت شخصہٖ وحُسن وجہہٖ و نظافۃِ جسمہٖ

○

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی وجاہت، شخصی حسن و جمال اور جسمانی لطافت و نظافت کا بیان

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَمْ یَکُنْ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَکَانَ رَبْعَۃً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ کَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَہَّمِ وَلَا بِالْمُکَلْثَمِ وَکَانَ فِی الْوَجْہِ تَدْوِیْرٌ اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَیْنَیْنِ اَھْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِیْلُ الْمُشَاشِ وَالْکَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَۃٍ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ اِذَا مَشٰی یَتَقَلَّعُ کَاَنَّمَا یَمْشِیْ فِیْ

صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً وَأَكْرَمُهُمْ عَشِيرَةً مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ يَقُولُ نَاعِتُهُ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رواہ الترمذی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کرتے تو کہتے کہ آپ نہ بہت زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ کوتاہ قامت۔ آپ لوگوں میں متوسط قد کے تھے نہ بالکل مڑے ہوئے بالوں والے تھے نہ بالکل سیدھے بالوں والے بلکہ آپ کے بال قدرے خمدار تھے۔ آپ نحیف نہ تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک بالکل گول نہ تھا بلکہ معمولی گولائی تھی۔ آپ کا رنگ سفید مائل بہ سرخی، دونوں آنکھیں سیاہ پلکیں دراز، ہڈیوں کے جوڑ موٹے موٹے صاحب مسربہ (سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر) تھے۔ ہاتھ اور پاؤں پُرگوشت۔ جب چلتے قوت سے پاؤں اٹھاتے گویا کہ آپ پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب متوجہ ہوتے پوری طرح متوجہ ہوتے۔ آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ خاتم النبیین تھے۔ لوگوں میں اندر سے سینے کے سخی، گفتگو میں سچے لہجہ کھرے۔ طبیعت کے نرم۔ قبیلہ کے لحاظ سے مکرم۔ جو آپ کو یکایک دیکھتا ڈر جاتا اور جو کوئی آپ کے ساتھ رہنے لگتا آپ سے محبت

کرنے لگ جاتا۔ آپ کا مداح بے ساختہ پکار اٹھتا کہ آپ سے پہلے اور بعد میں نے آپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)

❁

وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَاَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَعْرُہٗ یَضْرِبُ مَنْکِبَیْہِ

امام مسلمؒ حضرت براء سے روایت کرتے ہیں :
میں نے آج تک کسی سنہری ہوئی زلفوں والے حسین کو سرخ جوڑے میں ملبوس حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دلکش اور خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک (جب کنگھی کی جاتی تو کھل کر) کندھوں کو چھونے لگتے (ورنہ عام طور پر کانوں تک رہتے جیسا کہ حضرت عائشہ، حضرت انسؓ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم سے مروی ہے)

❁

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْہُہٗ حَتّٰی کَاَنَّ وَجْہَہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ

(متفق علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی کے وقت یوں چمک اٹھتا کہ اس سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگتی تھیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری کیفیت انبساط کو اسی حالت سے پہچان جاتے تھے۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

❁

وَفِي رِوَايَةٍ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ (الترمذی والدارمی)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا (اور ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے) میں کبھی چاند کو اور کبھی آپ علیہ السلام کو دیکھتا تھا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ دھاری دار چادر اوڑھے ہوئے تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چاند سے کہیں زیادہ حسین معلوم ہوئے۔ (اسے ترمذی اور دارمی نے روایت کیا)۔

❁

اخرج الدارمی عن ابی عبیدة قال قلت للربیع بنت معوذ بن عفراء صفی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالتْ يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً (رواہ الدارمی)

دارمی نے ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا کہ ہمارے سامنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرمائیں انہوں نے کہا بیٹے تم اگر حضور کا چہرۂ اقدس دیکھ لیتے تو تمہیں یوں لگتا۔ جیسے سورج طلوع ہو گیا ہے۔ (اسے دارمی نے روایت کیا)۔

❁

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى مَا بَعَثَ نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ أَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ صَوْتًا۔ (رواه الترمذی)

ترمذی نے قتادہ سے بروایت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوش آواز اور حسین چہرے کے ساتھ مبعوث فرمایا مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم آواز اور چہرے کے حسن میں ان سب سے زیادہ حسین تھے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔

❁

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ وَلَا مَسِسْتُ دِيبَاجَةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک ایسا چمک دار تھا جس میں چاندی کی طرح سفیدی اور سونے کی طرح سنہری جھلک تھی پسینہ مبارک موتیوں کی طرح (شفاف) تھا جب چلتے تھے تو قوت کے ساتھ (بڑے اعتماد اور وقار کے ساتھ) قدم رکھتے اور اٹھاتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم کوئی دیبا اور ریشم نہیں چھوا اور نہ ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی خوشبو سے عمدہ کوئی مشک وعنبر سونگھا۔ (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا)۔

فصل (۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی حُسنِ تکلُّمِہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کے حسین انداز کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس طرح تم لوگ مسلسل اور متواتر گفتگو کرتے ہو۔ حضور اس طرح گفتگو نہ فرماتے تھے بلکہ بات کرتے وقت اگر کوئی شخص حضور کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

روی عن جابر رضی اللہ عنہ کَانَ فِیْ کَلَامِہٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيْلٌ اَوْ تَرْسِيْلٌ

وَاَخْرَجَ الدَّارمِی عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أفلج الثنيتين
إذا تكلم رُئي كالنور يخرج من بين ثناياه۔
(رواه الدارمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بڑی ترتیب ہوتی تھی یعنی ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔

اور دارمی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک میں ریخیں تھیں۔ جب گفتگو فرماتے تو ان کے درمیان سے نور نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ (اسے دارمی نے روایت کیا)۔

فصل (۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

حدیث فی حسن تبسمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنواز مسکراہٹ کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ یَتَبَسَّمُ۔

(رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی اس طرح کھل کھلا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو مبارک نظر آنے لگے بلکہ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے ۔ (اسے بخاری نے روایت کیا) ۔

وَفِیْ رِوَایَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ (رواہ الترمذی) ۔

اور عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو مسکرانے والا نہیں دیکھا ۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا) ۔

فصل ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

حدیث فی حسن عشرتہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش معاشرت کا بیان

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَہٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْہَہٗ عَنْ وَّجْہِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْہَہٗ عَنْ وَّجْہِہٖ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْہِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَہٗ ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہ شخص خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا حضور اپنے دست اقدس اس کے ہاتھ سے علیحدہ نہ کرتے، اور جب تک وہ اپنا منہ نہ پھیر لیتا حضور اپنا رخ انور اس سے نہ پھیرتے اور کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ حضور اپنے زانو مبارک اپنے ہم نشین سے آگے بڑھا کر بیٹھے ہوں۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔

فصل (۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی شجاعتہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت و بہادری کا بیان

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَھُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَھُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُہٗ بَحْرًا۔ (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک شب ایک خوفناک آواز کی وجہ سے اہلِ مدینہ ڈر گئے اور سب لوگ پتہ چلانے کے لیے آواز کی سمت چل دیے سامنے سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہوئے ملے جو سب سے پہلے آواز کی سمت (تنہا) چلے گئے تھے آپ فرمانے لگے خوفزدہ نہ ہو، ڈر نہیں، اس وقت آپ ابو طلحہ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار تھے اور گردن مبارک میں تلوار لٹک رہی تھی آپ نے فرمایا اس گھوڑے کو تو میں نے سمندر کی طرح (تیز رفتار) پایا۔

(اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا)

فصل (٦)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علی سیدنا مولانا محمد و علی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی بسط جودہ وکرمہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت جود و کرم کا بیان

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔

(متفق علیہ)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں !

کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے بارے میں حضور سے سوال کیا گیا ہو اور آپ نے جواب میں انکار فرمایا ہو۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

رَوَی التِّرْمِذِیُّ اَنَّہٗ اُتِیَ اِلَیْہِ تِسْعُوْنَ اَلْفَ دِرْھَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰی حَصِیْرٍ ثُمَّ قَامَ اِلَیْھَا فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰی فَرَغَ مِنْھَا فَجَاءَہٗ رَجُلٌ فَسَأَلَہٗ فَقَالَ لَیْسَ عِنْدِیْ شَیْءٌ وَّلٰکِنْ اِبْتَعْ عَلَیَّ فَاِذَا جَاءَنَا شَیْءٌ قَضَیْنَا۔

امام ترمذی نے روایت فرمائی ہے کہ

دربارِ نبوی میں نوّے ہزار درہم لائے گئے اور ایک چٹائی پر ڈھیر کر دیے گئے۔ آپ نے کسی سائل کو محروم نہ لوٹایا۔ یہاں تک کہ تمام درہم تقسیم ہو گئے۔

پھر ایک آدمی آیا اور اس نے سوال کیا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَب تو کچھ نہیں بچا،

تم اس طرح کرو، میرے نام پر اُدھار خرید لو۔

جب ہمارے پاس کچھ آئے گا تو ادائیگی کر دیں گے۔

فصل (۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حدیث فی طیب ریحہ ولین مسہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی گداز اور لمس عنبریں کا بیان

عَنْ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَلٰوۃَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَھْلِہٖ وَخَرَجْتُ مَعَہٗ فَاسْتَقْبَلَہٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِھِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا قَالَ وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّیْ قَالَ فَوَجَدْتُ لِیَدِہٖ بَرْدًا وَّرِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَھَا مِنْ جُوْنَۃِ عَطَّارٍ

(رواہ مسلم)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حضور کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ نماز پڑھ کر حضور گھر تشریف لے گئے میں بھی حضور کے ساتھ تھا راستے میں کچھ لڑکے سامنے سے آکر ملے، حضور نے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا لیکن میرے دونوں رخساروں پر دست شفقت پھیرا فرماتے ہیں میں نے حضور کے دست اقدس کی خنکی اور خوشبو اس طرح محسوس کی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ عطر فروش کے ڈبے سے نکالا ہے۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)

فصل (۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علٰی سیدنا و مولانا محمد و علٰی آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

حدیث فی کونہ خیر الخلق نفساً و بیتاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی شرف و کمال اور حسب و نسب کی افضلیت کا بیان

عَنِ العبّاس رضی اللہ عنہ انہٗ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانّہٗ سمع شَیئاً فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال : مَن انا؟ فقالوا: انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا محمّدُ بنُ عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم خلقاً ثمّ جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃً ثمّ جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃً ثمّ جعلھم بیوتاً فجعلنی فی خیرھم بیتاً فانا خیرھم نفساً وخیرھم بیتاً۔

(رواہ الترمذی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت کافروں سے) کچھ ناشائستہ کلمات سنکر غصہ کی حالت میں تھے (واقعہ پر مطلع ہوکر) حضور صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا میں کون ہوں ؟

صحابہ نے عرض کیا آپ رسول خدا ہیں۔ فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا، پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کردیا (یعنی عرب و عجم) تو مجھے بہترین طبقے میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا (یعنی قریش) پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا اس لیے میں ذاتی شرف اور حسب و نسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔

❀

قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: یکے بعد دیگرے جو صدیاں آئیں ان میں سے بہترین صدی میں مجھے مبعوث کیا گیا، یہاں تک کہ میں اس صدی میں مبعوث ہوا جس میں کہ میں ہوں۔

❀

فصل (۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی کونہ ارحم لعیالہ وخدامہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدام پر شفقت اور اہل و عیال پر نظر کرم کا بیان

عن انس رضی اللہ عنہ قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اُفٍ ولا لم صنعت ولا الا صنعت (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا؟ یا یہ کیوں نہ کیا؟ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

❁

وفی روایۃ قال ما رأیت احدا کان ارحم بالعیال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت انس کی ایک اور روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے کسی شخص کو بھی اپنے عیال کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ رحیم نہیں دیکھا۔

❁

فصل (۱۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی کونہ رحمۃً لاعدائہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمومی اور دشمنوں تک وسیع رحمت کا بیان

عَنْ ابی ھُرَیْرَۃ رضی اللہ عنہ قَالَ قِیْلَ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْن قَالَ اِنِّی لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً (رواہ المسلم)

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مشرکین کے واسطے بددُعا کیجئے۔ حضور نے فرمایا!
میں لعنت کرنے والے کی حیثیت سے مبعوث نہیں ہوا بلکہ مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)۔

فصل ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

حدیث فی کونہٖ متصرفاً فی الوجود باذن خالقہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات اور باذن اللہ کائنات میں تصرفات کا بیان

عن ربیعۃ بن کعب رضی اللہ عنہ قال کنت أبیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہٖ وحاجتہٖ فقال علیہ السلام لی سل فقلت أسئلک مرافقتک فی الجنۃ قال او غیر ذالک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ (رواہ المسلم)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رات گزارا کرتا تھا، ایک رات (معمول کے مطابق) میں نے وضو کا پانی اور ضرورت کی دوسری چیزیں مہیا کیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا مانگو (جو کچھ مانگنا ہے) میں نے عرض کی! یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت ومعیت طلب کرتا ہوں حضور نے فرمایا! بس یا اور کچھ بھی (مانگنا ہے)۔ میں نے عرض کیا بس یہی کچھ! آپ نے فرمایا! سجدے کثرت سے کیا کرو۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)۔

فصل (۱۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علٰی سیدنا و مولانا محمد و علٰی آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

حدیث فی کونہٖ خاتم النبیین

○

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بیان

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
اِنَّ رسُولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ
مَثَلِی وَ مَثَلَ الاَنبیَاءِ مِن قَبلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ
بنٰی بُنیَاناً فَاَحسَنَہٗ وَاَجمَلَہٗ اِلَّا مَوضِعَ لَبِنَۃٍ مِن
زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِہٖ وَ یَتَعَجَّبُونَ
لَہٗ وَیَقُولُونَ ھَلَّا وُضِعَت ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ
فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ۔ (رواہ البخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں :-
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال گزشتہ انبیاء
کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کسی نے ایک بہت خوبصورت مکان بنایا اور
اسکو خوب آراستہ کیا لیکن ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ آکر
اس مکان کو آکر دیکھنے لگے اور بولے ! یہاں اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی ۔

حضور نے فرمایا! پس میں وہی اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں
(اسے بخاری نے روایت کیا)

وَفِی رِوَایَۃِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ علیہ السلام فَاَنَا موضعُ اللَّبِنَۃِ جِئْتُ
فَخَتَمْتُ الاَنبِیَاءَ علیھم السّلام

اور حضرت جابر کی روایت میں ہے
حضور نے فرمایا کہ میں اس اینٹ کی جگہ ہوں میری آمد سے
انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

فصل (۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حدیث فی کونہ نبیاً قبل تخلیق آدم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق اور حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبی ہونے کا بیان

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متی وجبت لک النبوۃ قال علیہ السلام، و آدم
بین الروح والجسد۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ شرف نبوت سے کس وقت بہرہ ور ہوئے تھے؟ یعنی آپ کے لیے نبوت کب واجب یا ثابت ہوئی۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
(میں اس وقت بھی نبی تھا) جب کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق ابھی روح اور جسم کے مرحلہ میں تھی (یعنی روح اور جسم کا باہمی تعلق ابھی نہ ہوا تھا۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)

فصل (۱۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم

حدیث کونہ قاسماً بین خلق اللہ تعالیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عطا اور مخلوق کے لئے قاسم ہونے کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ۔

(رواہ البخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ قاسم (اور قاسم) میں ہی ہوں تمہارے درمیان (فیضانِ الٰہی اور انعاماتِ خداوندی) تقسیم کرتا ہوں۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔

وفی روایۃ انما انا قاسم واللہ یعطی

اور ایک روایت میں ہے

حضور نے فرمایا:

بے شک میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور اللہ عطا کرتا ہے۔

و فی روایۃ المسلم

فَاِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

فصل (۱۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی کونہ شہیداً علی امتہ

○

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت پر گواہ ہونے کا بیان

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ
اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللہ علیہ وسلّم خَرَجَ یَوْمًا
فصلّی علیٰ اَھلِ اُحُدٍ صَلاتَہٗ علی المیّت ثُمَّ
انْصَرَفَ اِلَی المِنْبَرِ فَقَالَ: اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ
وَاَنَا شَہِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی
حَوضِی الْآنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ
الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللہِ مَا
اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ
اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا۔ (متفق علیہ)۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور شہداء جنگ احد

کی نماز پڑھی جس طرح میت کی نماز پڑھتے ہیں نماز سے فارغ ہوکر منبر پر بیٹھ کر فرمایا! میں تمہارا پیشوا ہوں، اور میں تمہارے اوپر گواہ ہوں (یعنی تمہارے اعمال سے باخبر ہوں) خدا کی قسم میں اس وقت حوضِ کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

خدا کی قسم! مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤگے۔ البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ متاعِ دُنیاوی کے لالچ میں تم ایک دوسرے سے حسد کرنے لگوگے۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

فصل (۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی کونہ عالماً بجمیع احوال الخلق باعلام اللہ تعالیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علمی وسعت اور مخلوق کے تمام احوال سے آگاہ ہونے کا بیان

عن عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا (رواہ المسلم)

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
حضور نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا پھر آپ نیچے تشریف

لے آسئے نماز پڑھائی بعد ازاں منبر پہ نزول جلال فرمایا اور ہمیں خطاب کیا
حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر منبر سے اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما
ہو گئے۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا پس آپ نے ہمیں ہر اس بات کی
خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والی تھی۔ عمرو بن اخطب فرماتے ہیں ہم
میں زیادہ جاننے والا وہ ہے جو زیادہ قوی الحافظہ ہے۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)

وَفِی رِوَایَۃِ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ قَامَ فِینَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَکَ
شَیْئًا یَکُونُ فِی مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ
اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ
نَسِیَہٗ۔ (متفق علیہ)

حضرت حذیفہ کی روایت میں ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیاں کھڑے ہو کر خطاب کیا
آپ نے اپنے کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز
نہ چھوڑی جس کو آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ جس نے جو کچھ یاد رکھا اسے یاد
رہ گیا اور جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

فصل (۱۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک وسلم

حدیث فی کونہ مفاتیح خزائن الارض بیدہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست قدس میں تمام خزانوں کی چابیاں دیئے جانے کا بیان

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَا
اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ
فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ ۔ (متفق علیہ)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا (آپ فرماتے تھے)
کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں اور رعب کے ساتھ مدد کیا
گیا ہوں اور میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی
گئی ہیں اور وہ میرے ہاتھ میں تھما دی گئی ہیں۔ (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا)۔

فصل (۱۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک وسلم

حدیث فی اعجاز سمعہ و بصرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے اور سننے کی اعجازی شان کا بیان

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اتموا الرکوع والسجود فو الذی نفسی بیدہ انی لاراکم من بعد ظہری اذا ما رکعتم و اذا ما سجدتم

(رواہ البخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا آپ فرماتے تھے رکوع اور سجود مکمل کیا کرو، پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب تم رکوع اور سجود کرتے ہو میں بالیقین پس پشت تمہیں دیکھتا ہوں۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)۔

❀

و فی روایۃ ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اری مالا ترون و اسمع مالا تسمعون۔

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بیشک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

❀

فصل (۱۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حدیث فی اعجاز بیانہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطاب و بیان کی اعجازی شان کا بیان

عَنْ عمر رضی اللہ عنہ قَامَ فِینَا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَ اَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَ نَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ - (رواہ البخاری) -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے (اور خطاب فرمایا) پس آپ نے ابتدائے کائنات سے جنتیوں کے جنت میں داخل ہوجانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہوجانے تک کے حالات و واقعات بیان فرما دیے۔ ان تفصیلات کو جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

(اسے بخاری نے روایت کیا) -

فصل (۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰهم صلِّ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آله وصحبه وبارك وسلم

حدیث فی اعجاز مشیه

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار مبارک کی انوکھی کیفیت کا بیان

عن ابی هریرة رضی الله عنه
قَالَ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صلی الله علیه وسلم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ
وَمَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صلی الله علیه وسلم کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ
اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ۔ (رواه
الترمذی)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت
نہیں دیکھی معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب کی شعاعیں چہرۂ انور سے نکل رہی ہیں میں
نے کسی شخص کو حضور سے زیادہ سبک رفتار نہیں دیکھا یوں معلوم ہوتا تھا
گویا زمین آپ کے لیے سمٹتی جارہی ہے ہماری سانس پھول جاتی تھی۔ اور
آپ بے پرواہی سے چل رہے ہوتے تھے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آپ کے اوصاف مبارک بیان فرمائے ہیں اُن میں آپ کی رفتار مبارک کا ذکر اس طرح سے ہے:

إِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِيْ صَبَبٍ۔

"آپ جُھک کر پوری قوت کے ساتھ چلتے تھے گویا نشیب میں اتر رہے ہوں"۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاکیزہ اوصاف، حُسن و جمال اور حُلیہ مبارک کو جس خوبصورتی کے ساتھ نکھرے سُتھرے اور دلکش پیرائے میں بیان فرمایا ہے اہلِ محبت نے اسے بہت اہمیت دی ہے اور ان کے حُسنِ بیان کو خوب سراہا ہے۔ ان کی طویل حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حسین رفتار کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے:

إِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْ تَكَفِّيًا وَ يَمْشِيْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ إِذَا مَشٰى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔

"آپؐ قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے تھے (جیسے ایک باوقار طاقتور انسان اٹھاتا ہے) کندھے مبارک ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ چلتے تھے (جیسے صبا کے سبک خرام جھونکے سے شاخِ گُل دائیں بائیں لہراتی ہے) رفتار مبارک خاصی تیز ہوتی تھی ایسا معلوم ہوتا جیسے گھاٹی سے نیچے اتر رہے ہوں"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔

فصل (۲۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علٰی سیدنا و مولانا محمد و علٰی آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

حدیث فی فضیلتہٖ علٰی سائر الانبیاء والمرسلین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت اور تمام انبیاء کرام پر فوقیت کا بیان

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال جلس ناسٌ من
أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ینتظرونہٗ قال فخرج حتّٰی اذا دنا منھم
سمعھم یتذاکرون فسمع حدیثھم
فقال بعضھم عجبًا انّ اللہ اتخذ من خلقہٖ خلیلًا
اتخذ ابراھیم خلیلًا وقال آخر ماذا باعجب من کلام موسٰی کلّمہ تکلیمًا
و قال آخر فعیسٰی کلمۃ اللہ و روحہ و قال
آخر آدم اصطفاہ اللہ فخرج علیھم فسلّم و قال
قد سمعت کلامکم و عجبکم انّ ابراھیم خلیل اللہ
وھو کذٰلک وموسٰی نجیّ اللہ وھو کذٰلک و عیسٰی
روحہ و کلمتہ و ھو کذٰلک و آدم اصطفاہ اللہ

وَهُوَ كَذٰلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ
لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ
شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا
أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِي
فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا
أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ۔ (رواہ الترمذی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے
کہ اتنے میں حضور علیہ السلام باہر تشریف سے آئے جب ان کے قریب
ہوئے تو سنا کہ وہ آپس میں کچھ تذکرہ کر رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا!
بڑے تعجب کی بات ہے (یعنی بہت بڑی بات ہے) کہ اللہ تعالٰے
نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا دوسرے
نے کہا! یہ اس سے زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام
سے کلام کیا۔
تیسرے نے کہا کہ عیسےٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں چوتھے نے
کہا کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ان کے حلقے میں تشریف لے آئے۔ حضور نے سلام کیا اور فرمایا میں نے
تم لوگوں کا کلام اور تعجب کرنا سُن لیا ہے۔ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں۔
بیشک وہ ایسے ہی ہیں (یعنی خلیل اللہ ہی ہیں) اور موسیٰ اللہ تعالٰے سے

سرکشی کرنے والے ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور عیسٰی علیہ السلام اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں وہ ایسے ہی ہیں اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور وہ ایسے ہی ہیں تم لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ میں اللہ کا حبیب ہوں۔

لیکن میں فخر نہیں کرتا اور میں قیامت کے دن لواء الحمد اُٹھانے والا ہوں۔ اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن سب سے پہلا شفیع اور پہلا مُشفّع ہونگا، اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ وہ مومنین ہوں گے جو فقیر (غریب و مسکین) تھے اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم و محترم میں ہی ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں (اسے ترمذی نے روایت کیا)

فصل (۲۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

تشریفہ بجمیع الفضائل والکرامات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات اور کرامات سے مشرف ہونے کا بیان

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَھُوْرًا وَمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (متفق علیہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں کے باعث فضیلت دی گئی ہے۔ میں جوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے ہیں اور میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا)۔

وفی روایۃ جابر رضی اللہ عنہ قال واعطیت الشفاعۃ

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: مجھے مقام شفاعت سے بھی نوازا گیا ہے۔

فصل (٢٣)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و صحبہٖ کما تحب و ترضیٰ بعدد ما تحب و ترضیٰ و بارک و سلم

حدیث فی عزہ و شرفہ یوم القیامۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بروز قیامت ظہور شرف کا بیان

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اُیِسُوْا اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ وَلُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ۔

(رواہ الترمذی والدارمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے میں ہی اپنی قبر سے باہر نکلوں گا اور جب سب لوگ بارگاہ ایزدی میں اکٹھے ہوں گے تو میں ہی ان کا پیشوا ہونگا۔ اور جب سب لوگ خاموش ہونگے تو میں ہی کلام کرونگا اور جب کوئی

کلام نہ کر سکے گا تو میں ہی ان کی شفاعت کرونگا اور جب سب لوگ مایوس ہوں گے تو میں ہی ان کو (نجات کی) خوشخبری دوں گا بزرگی اور جنت ورحمت کی چابیاں اس روز میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد الٰہی کا جھنڈا) اس روز میرے ہاتھ میں ہو گا۔ میری عزت خدا کے نزدیک تمام اولادِ آدم سے زیادہ ہے اس روز ہزاروں خادم میرے ارد گرد گھوم رہے ہوں گے ایسا معلوم ہوگا کہ وہ گرد و غبار سے محفوظ) سفید (خوبصورت) انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ (اسے ترمذی اور دارمی نے روایت کیا)۔

وفی روایۃٍ عنہ رضی اللہ عنہ قال آتی بابَ الجنّۃِ یومَ القیامۃِ فاستفتحُ فیقولُ الخازنُ من انتَ فاقولُ محمّدٌ فیقولُ بکَ اُمرتُ ان لا افتحَ لِاَحدٍ قبلکَ ۔ (رواہ المسلم)

اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا جنت کا پہرے دار خازن کہے گا آپ کون ہیں ؟ پس میں جواب دوں گا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں وہ کہے گا کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لیے بھی نہ کھولوں۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)۔

فصل (۲۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

حدیث فی اسمائہ الشریفۃ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء مبارکہ کا بیان

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِیْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ۔ (متفق علیہ)

جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میرے پانچ نام ہیں میں محمد اور احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کو محو کردے گا اور میں حاشر ہوں۔ سب لوگ میری پیروی میں ہی (روز حشر) اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں (سب سے آخر میں آنے والا ہوں) ۔ (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا)۔

❀

" وفی روایۃ الترمذی انا العاقب الذی لیس بعدی نبی "

ترمذی کی روایت میں ہے کہ
میں عاقب ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

فصل (۲۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

عدم مثلیتہ باحد من العالم البشری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثلیت اور عالم بشری میں انفرادیت کا بیان

عَن عبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ رضیَ اللہُ عنہُ قَالَ نَھٰی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الوِصَالِ قَالُوا اِنَّکَ تُوَاصِلُ ؟ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنّی لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنّی اُطْعَمُ وَاُسْقٰی ۔

وَفِی رِوَایَۃِ اَنَسٍ رضیَ اللہُ عنہُ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ ۔

وَفِی رِوَایَۃِ اَبِی سَعِیدٍ رضیَ اللہُ عنہ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنّی اَبِیْتُ لِی مُطْعِمٌ یُطْعِمُنِی وَسَاقٍ یَسْقِیْنِی

وَرَوٰی اَبُو ھُرَیْرَۃَ رضیَ اللہُ عنہ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم

اَیُّکُمْ مِثْلِی اِنّی اَبِیْتُ یُطْعِمُنِی رَبِّی وَیَسْقِیْنِی ۔ (رواہ البخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام کو) صیام وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی:

(یا رسول اللہ) آپ تو صیام وصال رکھتے ہیں حضور نے فرمایا:

میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

روایت انس رضی اللہ عنہ میں ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک شخص جیسا بھی نہیں ہوں۔

روایت ابی سعید رضی اللہ عنہ میں ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں رات گزارتا ہوں مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کون میری مثل ہے (یعنی میری مثل کوئی بھی نہیں ہو سکتا) میں اس حال میں شب بسر کرتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

(اسے بخاری نے روایت کیا)۔

فصل (۲۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

حدیث فی جھد الصحابة لغایة تعظیمه

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں صحابہ کرام کے معمولاتِ مبارکہ کا بیان

عَنْ سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ انّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذَهَبَ اِلٰی بنی عمرو بن
عوف لیُصلحَ بینھم فحانت الصَّلٰوۃ فجاء المؤذّن
اِلٰی ابی بکرٍ فقال أتصلّی للنّاس فاُقیم قال نعم
فصلّی ابوبکر رضی اللہ عنہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی الصَّلٰوۃ فتخلّص حتّٰی وقف فی الصّفّ فصفّق النّاس
وکان ابوبکر لا یلتفت فی صلوتہٖ فلمّا اکثر النّاس
التّصفیق التفت فرأی رسول اللہ۔ فاشار الیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَن امکث مکانک فرفع
ابوبکر یدیہ فحمد اللہ علیٰ ما امرہ بہٖ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من ذٰلک ثمّ استأخر ابوبکر حتّٰی استوٰی
فی الصّفّ و تقدّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِىْ قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّىَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِىْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِىْ صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ۔ (رواہ البخاری)۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو ابن عوف میں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:

کیا آپ نماز پڑھا دیں گے؟ تاکہ میں اقامت کہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کر دی دوران نماز حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے صفِ اوّل میں جا کر کھڑے ہو گئے لوگوں نے تالیاں بجائیں (یعنی اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے) لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ، نماز میں کسی اور جانب التفات نہیں فرمایا کرتے تھے (یعنی کامل محویت کا عالم ہوتا تھا) جب تالیوں کی آواز زیادہ ہو گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے التفات فرمایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ، نے دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ نے انہیں امامت کا حکم دیا ہے۔ اس کے

بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے حتیٰ کہ صفِ اوّل کے برابر آگئے اور حضور نے آگے بڑھ کر امامت کرائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب میں نے حکم دیا تھا تو تم مصلے پر کیوں نہیں ٹھہرے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ کب سزاوار ہے (مناسب) ہے کہ وہ حضور کے سامنے امامت کرے۔

اس کے بعد حضور نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اسکی کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں تالیاں بجاتے دیکھا اگر کسی کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو (بلند آواز سے) سبحان اللہ کہے۔ چنانچہ جب وہ سبحان اللہ کہے تو دوسرے کو چاہیئے کہ اس کی طرف دھیان دے۔ اور نماز میں تالیاں بجانا (یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا) تو صرف عورتوں کے لیے مخصوص ہے)۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔

فصل (۲۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حدیث فی حالۃ الصحابۃ من الفرح برؤیتہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے صحابہ کرام کو حاصل ہونے والی بے پایاں مسرت کا بیان

عَنْ انس بن مَالِكٍ الانصارِیّ رضی اللہ عَنْہُ
وکَانَ تَبِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَہٗ
وَصَحِبَہٗ اَنَّ اَبَا بَکْر رضی اللہ عنہ کَانَ
یصلّی لھم فی وجع النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم
الذی توفی فیہ حتیٰ اذا کان یومَ
الاثنین وَھُمْ صُفُوفٌ فی الصّلوٰۃِ فکشف
النّبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سِتْرَ الحُجْرَۃِ ینظر الینا
وھُوقائمٌ کَاَنَّ وَجْھَہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ
ثُمَّ تَبَسَّمَ یَضْحَکُ فَھَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ
مِنَ الفَرَحِ بِرُؤْیَۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم
فَنکَصَ ابوبکر علیٰ عَقِبَیْہِ لِیَصِلَ
الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم

خَارِجٌ اِلَى الصَّلٰوۃِ فَاَشَارَ اِلَیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم
اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَکُمْ وَ اَرْخَی السِّتْرَ فَتُوُفِّیَ مِنْ یَوْمِہٖ ۔
(رواہ البخاری)

انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔
(اور وہ حضورؐ کے خادمِ خاص تھے) کہ حضور کے مرض الموت میں حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہٗ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے چنانچہ دوشنبہ کے روز لوگ
صفیں بنائے کھڑے تھے کہ اتنے میں حضور نے حجرۂ مبارک کا پردہ
اُٹھایا اور کھڑے کھڑے جماعت کو دیکھنے لگے۔ اس وقت حضور کا
چہرۂ انور قرآن کے اوراق کی طرح معلوم ہوتا تھا جماعت کو دیکھ کر آپ
مسکرائے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار پُر انوار کی خوشی میں قریب
تھا کہ غلام نماز توڑ دیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو خیال ہوا شاید حضور
نماز میں تشریف لا رہے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ایڑیوں کے بل
پیچھے ہٹ کر صف میں مل جانا چاہا لیکن حضور نے اشارہ سے فرمایا کہ
تم لوگ نماز پوری کرو، پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے پردہ گرا دیا
اور اسی روز آپ کا وصال ہو گیا۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔

فصل (۲۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی ترک اکثار سوالہ توقیراً لہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں زیادہ سوالات کی ممانعت کا بیان

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج حین زاغت الشمس فصلی الظھر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعۃ وذکر ان بین یدیھا اموراً عظاماً ثم قال من احب ان یسأل عن شیء فلیسأل عنہ فواللہ لا تسألونی عن شیء الا اخبرتکم بہ ما دمت فی مقامی ھذا قال انس فاکثر الناس البکاء واکثر رسول اللہ ان یقول سلونی قال انس فقام الیہ رجل فقال این مدخلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال النار فقام عبد اللہ بن حذافۃ فقال من ابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوک حذافۃ۔

وفی روایۃ ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ ثم قام آخر فقال من ابی فقال ابوک سالم مولی شیبۃ قال

ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ قَالَ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حِيْنَ قَالَ عُمَرُ رضی اللّٰہ عنہ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ رضی اللّٰہ عنہ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّيْ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ۔ (متفق علیہ)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آفتاب ڈھلا تو حضور علیہ السلام تشریف لائے، اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا، اور فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے امور ہیں۔ پھر فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص کسی بھی نوعیت کی کوئی بات پوچھنا چاہتا ہے تو وہ پوچھے، خدا کی قسم میں جب تک یہاں کھڑا ہوں تم جو بھی پوچھو گے اس کا جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا حضور علیہ السلام (غصہ کے سبب سے) بار بار یہ اعلان فرماتے تھے کہ کوئی سوال کرو (پوچھو پوچھو) حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میرا ٹھکانہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ "دوزخ" پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا! حذافہ

ابو موسیٰ اشعری کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی میرا باپ کون ہے ؟

حضور نے فرمایا ! تیرا باپ سالم ہے جو شیبہ کا غلام ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پھر بار بار فرمانے لگے (جو کچھ چاہتے ہو) پوچھ لو۔ پوچھ لو (انس کہتے ہیں) حضرت عمر نے جب یہ دیکھا تو اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہا " رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا " جب حضرت عمر نے یہ کہا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے ۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرۂ انور پر غضب کے آثار دیکھے تو کہا ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں پھر حضور نے فرمایا ! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے !

" جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو اس دیوار کے کونے میں جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئیں میں نے خیر و شر میں آج جیسا دن نہیں دیکھا ۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

فصل (۲۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

تخییر اللہ لہ عند موتہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوقت وصال اختیار دیئے جانے کا بیان

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کنت اسمع انہ لا یموت نبی حتی یخیر بین الدنیا والآخرۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی مرضہ الذی مات فیہ و اخذتہ بحۃ یقول مع الذین انعم اللہ علیہم... الآیۃ فظننت انہ خیر

وفی روایۃ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول وھو صحیح انہ لم یقبض نبی حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر فلما نزل بہ و رأسہ علی فخذی غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی سقف البیت ثم قال اللھم الرفیق الاعلی فقلت اذا لا یختارنا وعرفت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا وھو صحیح۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ میں سنا کرتی تھی کہ کسی نبی کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوتا جب تک اسے دنیا و آخرت دونوں میں سے کسی ایک کو اپنانے کا اختیار نہیں دے دیا جاتا چنانچہ مرض وفات میں جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حلق مبارک میں کوئی چیز اٹکی ہوئی معلوم ہوتی تھی ۔ میں نے سنا حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ " مع الذین انعم اللہ علیہم "......الخ تو میں سمجھ گئی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو (موت کے مسئلہ پر) اختیار دے دیا گیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (دوسری روایت میں ہے) کہ

حضور علیہ السلام تندرستی کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت تک کسی نبی کا انتقال نہیں ہوتا جب تک اسے بہشت میں اس کی جگہ نہ دکھادی جائے اور پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا و آخرت یعنی زندہ رہنے یا وفات پانے میں سے جسے چاہے پسند کر لے) چنانچہ جب حضور علیل ہوگئے اور وقت وفات قریب آیا تو آن کا سر انور میری ران پر تھا اور آپ پر حالت غشی طاری تھی ۔ پھر آپ ہوش میں آئے تو مکان کی چھت کیطرف آنکھیں اُٹھا کر فرمایا " اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ " میں نے کہا اب حضور ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے اور میں جان گئی کہ یہ وہی بات ہے جو آپ ہمیں بحالت صحت بتایا کرتے تھے ۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

فصل (۳۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

التبرک بعرقہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے تبرک حاصل کرنے کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْخُلُ بَیْتَ اُمِّ سُلَیْمٍ فَیَنَامُ عَلٰی فِرَاشِھَا وَلَیْسَتْ فِیْہِ قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ فَنَامَ عَلٰی فِرَاشِھَا فَاُتِیَتْ فَقِیْلَ لَھَا ھٰذَا النَّبِیُّ نَائِمٌ فِیْ بَیْتِكِ عَلٰی فِرَاشِكِ قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُہٗ عَلٰی قِطْعَۃِ اَدِیْمٍ عَلَی الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِیْدَتَھَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُہٗ فِیْ قَوَارِیْرِھَا فَفَزِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعِیْنَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللہِ نَرْجُوْا بَرَکَتَہٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ. (رواہ مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اُم سلیم کے ہاں تشریف لاتے تھے اور اُم سلیم کی عدم موجودگی میں ان کے بستر پر سو جاتے تھے ۔ ایک روز حسب معمول تشریف لا کر ام سلیم

کے بستر پر سو گئے۔ اُمّ سلیم آئیں تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تمہارے بستر پر استراحت فرما رہے ہیں آکر دیکھا (اندر تشریف لائیں) تو حضور کو پسینہ آرہا تھا اور بستر پر جو چمڑے کا ٹکڑا تھا وہ پسینہ سے بالکل تر تھا اُمّ سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ مبارک کو (کسی کپڑے وغیرہ میں) تر کر کے شیشی میں نچوڑنے لگیں۔ اچانک حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: اُمّ سلیم! کیا کر رہی ہو۔

اُمّ سلیم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم! ہم اس سے اپنے بچوں کے لیے برکت کی اُمید رکھتے ہیں۔

فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ (اسے مسلم نے روایت کیا)۔

فصل (۳۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

حدیث فی التبرک بشعرہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک سے تبرک حاصل کرنے کا بیان

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ۔

(رواہ مسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلّم لَمَّا حَلَقَ رَاْسَہٗ کَانَ اَبُوْطَلْحَۃَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِہٖ۔ (رواہ البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ جس وقت حجام حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حجامت کرتا تھا (بال کاٹتا تھا) تو صحابہ اسے گھیر لیتے تھے اور کسی ایک بال کو بھی ہاتھ کے علاوہ نیچے نہ گرنے دیتے تھے اور آپ ہی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سرانور کے بال مونڈائے تو ابو طلحہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضور کے موئے مبارک ہاتھ میں لیے۔ (بخاری و مسلم)

فصل (۳۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی التبرک بفضل وضوئہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک کے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرنے کا بیان

عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ
قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
قبۃ حمرآء من ادم و رأیت بلالا اخذ وضوء
رسول اللہ ورأیت الناس یبتدرون ذلک
الوضوء فمن اصاب منہ شیئا تمسح بہ و
من لم یصب منہ شیئا اخذ من بلل ید
صاحبہ (رواہ البخاری)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو چمڑے کے سُرخ قُبہ میں دیکھا اور حضرت بلال کو دیکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کا (استعمال شدہ) پانی لیے کھڑے ہیں اور لوگ اس پانی کی طرف پیش دستی کر رہے ہیں چنانچہ جس کو حضور کے وضو کا پانی (استعمال کردہ) مل جاتا وہ اس کو جسم پر مل لیتا تھا اور جسے

نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لیتا تھا۔

❁

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي مُوسٰى

دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا ۔ (رواہ البخاری)

ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت میں ہے کہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک بڑا پیالہ منگوایا اور اسی میں دونوں ہاتھوں کو اور چہرۂ انور کو دھویا اور اسی میں کلی کی اور پھر فرمایا تم اسی میں سے کچھ پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر مل لو۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)

❁

فصل ۳۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حَدِیْثٌ فِیْ مَعْرِفَتِہٖ بِکُلِّ شَیْءٍ حِیْنَ وَضَعَ اللّٰہُ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دستِ قدرت کی بدولت ہر شے کی معرفت حاصل ہونے کا بیان

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
قَالَ احْتَبَسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ذَاتَ غَدَاۃٍ عَنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی کِدْنَا نَتَرَآی
عَیْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِیْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ
فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ وَتَجَوَّزَ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا
بِصَوْتِہٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰی مَصَافِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ
اِلَیْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّیْ سَاُحَدِّثُکُمْ مَا حَبَسَنِیْ عَنْکُمُ
الْغَدَاۃَ اِنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّیْتُ
مَا قُدِّرَ لِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلٰوتِیْ حَتَّی اسْتَثْقَلْتُ
فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ
صُوْرَۃٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ

لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى قُلْتُ لَا أَدْرِيْ
قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى
وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَ
عَرَفْتُ. وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ وَابْنِ
عَبَّاسٍ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ
الْأَعْلٰى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ
مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِي
الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِيْنَ
الْمَكْرُوْهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيْمَا قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ
وَمَا هُنَّ قُلْتُ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ
وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ
فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ
وَأَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً
فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَأَسْئَلُكَ
حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ
إِلٰى حُبِّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا
ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا۔

(رواہ الترمذی و صححہ البخاری)

معاذ بن جبل فرماتے ہیں -
ایک مرتبہ صبح کی نماز کے وقت حضور کو دیر ہوگئی اور ہم لوگوں نے آپ کا

انتظار اس حد تک کیا کہ قریب تھا کہ آفتاب کی شعاع نظر آنے لگے۔
اتنے میں نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تیزی سے تشریف لائے۔
چنانچہ تکبیر کہی گئی اور آپ نے اختصار سے نماز پڑھائی۔
نماز سے فراغت کے بعد آپ نے باآواز بلند دعا فرمائی۔ اور ہمیں فرمایا کہ جس طرح تم بیٹھے ہو۔ اسی طرح صف بندی کیے ہوئے بیٹھے رہو۔ پھر فرمایا اپنی تاخیر کا واقعہ تم کو سناتا ہوں۔ پھر واقعہ سنایا (واقعہ یہ ہے)

رات کے وقت وضو کر کے جس قدر نماز میرے لیے مقدر تھی میں نے پڑھی اس کے بعد مجھکو نیند آگئی اور میں نماز ہی میں سو گیا۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے رب کے حضور میں ہوں اور میں نے اپنے ربّ کو (اس کی شان کے لائق) نہایت اچھی شکل میں دیکھا (مجھ سے) ارشاد ہوا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! میں نے عرض کی: لبیک! اے میرے ربّ! میں حاضر ہوں! فرمایا اس وقت ملائکہ آسمانی، کیا گفتگو کر رہے ہیں میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں۔ تین مرتبہ یہی ارشاد ہوا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے سینہ پر رکھا حتیٰ کہ میں نے اسکی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی: پس ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

عبدالرحمٰن بن عائش اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا مجھے اس کا علم ہو گیا۔ پھر ارشاد ہوا: اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! میں نے عرض کی: اے میرے ربّ! حاضر ہوں، فرمایا (اب بتاؤ) ملائکہ کیا گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: کہ کفارات کے متعلق

ذکر ہو رہا ہے۔ فرمان ہوا: وہ (کفارات) کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: جماعت کی نماز کے لیے قدم بڑھانا اور نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنا اور باوجود دشواری کے کامل وضو کرنا، فرمایا: اور کس چیز کا ذکر ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کی، (جنت میں) درجاتِ عالیہ کا۔ ارشاد ہوا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: (غرباء و مساکین) کو کھانا کھلانا، اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا اور نماز پڑھنا، جس وقت کہ لوگ محوِ استراحت ہوں۔ ارشاد ہوا! کچھ مانگو، میں نے یہ دُعا کی "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ ...... اِلٰی حُبِّکَ۔"

پھر حضور نے فرمایا (میرا یہ خواب) سچا ہے یعنی (یہ واقعہ سچا ہے) اس دُعا کو یاد کر لو اور لوگوں کو سکھلاؤ۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور بخاری نے اس روایت کو صحیح قرار دیا)۔

فصل (۳۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حَدِیْثٌ فِی رَفْعِ الْقَحْطِ بِبَرَکَۃِ دُعَائِہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قحط دور ہونے کا بیان

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَ اَھلَ الْمَدِیْنَۃِ قَحْطٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَمَا ھُوَ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَتِ الْکُرَاعُ وَھَلَکَتِ الشَّاءُ

(وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ وَھَلَکَتِ الْبَھَائِمُ)

فَادْعُ اللّٰہَ یَسْقِیْنَا فَمَدَّ یَدَیْہِ وَدَعَا۔

قَالَ اَنَسٌ وَاِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَۃِ فَھَاجَتْ رِیْحٌ اَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ اَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِیَھَا فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَاءَ حَتّٰی اَتَیْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ اِلَی الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی فَقَامَ اِلَیْہِ ذٰلِکَ الرَّجُلُ اَوْ غَیْرُہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَھَدَّمَتِ الْبُیُوْتُ۔

(وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ)

فَادْعُ اللّٰہَ یَحْبِسُہٗ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَیْنَا

عَلَتْ فَنَظَرْتُ اِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَأَنَّهَا اِكْلِيْلٌ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِیْ قَنَاةُ شَهْرًا۔ (رواہ البخاری)

انسؓ فرماتے ہیں

ایک بار عہدِ رسالت میں مدینہ میں قحط پڑا جمعہ کے روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم گھوڑے اور بکریاں تباہ ہو گئیں۔

(دوسری روایت میں ہے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، بارش رک گئی۔ درخت سوکھ گئے اور جانور ہلاک ہو گئے)

آپ خدا تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کریں۔ حضور نے دستِ اقدس اٹھا کر دعا فرمائی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آسمان اس وقت شیشے کی طرح صاف تھا۔

(لیکن حضور کی دعا سے) فوراً ایک ہوا چلی اور ابر اٹھ کر آیا اور پھر گھنا ہو گیا پھر آسمان نے اپنے دہانے کھول دیے (یعنی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی) ہم وہاں سے نکلے اور بارش میں بھیگتے اور پانی میں ڈوبتے ہوئے اپنے گھروں تک پہنچے۔

دوسرے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی اس دوسرے جمعہ کو پھر وہی یا کوئی اور شخص اٹھا اور عرض کی، یا رسول اللہ! مکانات منہدم ہو گئے۔

(ایک روایت میں ہے کہ راستے منقطع ہو گئے ہیں)
آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ یہ سلسلہ رُک جائے۔ آپ مسکرا دیئے۔ پھر دُعا کی۔ یا اللہ! ہمارے اردگرد ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔ میں نے دیکھا کہ ابر پھٹ کر مدینہ کے اردگرد چلا گیا اور مدینہ کے اوپر کا آسمان تاج کی شکل ہو گیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ جس سمت میں ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے بادل پھٹ کر اسی طرف چلا جاتا تھا بالآخر چاروں طرف بارش ہوتی رہی اور مدینہ درمیان میں ٹکلی کی طرح رہ گیا اور ایک ماہ تک "قنات" نامی نالہ بہتا رہا۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔

فصل (۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حدیث فی نبع الماء من بین اصابعہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹنے کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ

قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فَتَوَضَّأَ فَجَھَشَ النَّاسُ نَحْوَہٗ قَالَ مَالَکُمْ؟ قَالُوْا: لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَیْنَ یَدَیْکَ فَوَضَعَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَثُوْرُ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشْرَۃَ مِائَۃً وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ مِائَۃً (متفق علیہ)

جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔

حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی لیکن پانی نہ ملا۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کی ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی آپ نے اس سے وضو فرمایا۔

(بعد میں) لوگ اس کو پینے کے لیے جھپٹے حضور نے فرمایا: کیوں کیا بات ہے؟ صحابہ نے عرض کی:

حضور ہمارے پاس نہ وضو کے لیے پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے حضور نے (یہ سنکر) دست مبارک چھاگل کے اندر رکھا تو فوراً چشموں کی طرح پانی انگلیوں کے درمیان سے جوشش مار کر نکلنے لگا چنانچہ ہم سب نے وضو بھی کر لیا اور پی بھی لیا۔

(سالم کہتے ہیں) میں نے حضرت جابر سے پوچھا اس وقت آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا! ہم پندرہ سو آدمی تھے لیکن اگر ایک لاکھ بھی ہوتے جب بھی وہ پانی سب کے لیے کافی ہو جاتا۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

"ہم چودہ سو تھے۔" (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

فصل (۳۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حَدِیْثٌ فِی رُؤْیَتِہِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فِی صَلٰوتِہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل رؤیت اور نماز میں جنّت دوزخ کے مشاہدہ کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما
قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَیْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِكَ
ثُمَّ رَاَیْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ
مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا۔

وَفِیْ رِوَایَةِ عَائِشَةَ
قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا كُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُهٗ حَتّٰی
لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اُرِیْدُ اَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِیْنَ
رَاَیْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَاَیْتُ جَهَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُهَا
بَعْضًا حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَیْتُ فِیْهَا عَمْرَو
بْنَ لُحَیٍّ وَهُوَ الَّذِیْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ۔ (رواہ البخاری)

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ۔
ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ نے (کسوف کی) نماز پڑھائی۔ صحابہ نے (نماز کے بعد) عرض کی! یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے حضور کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے ۔ حضور نے فرمایا! میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے انگور کا ایک خوشہ پکڑ لیا تھا۔ اگر میں وہ خوشہ لے لیتا تو تم اس کو قیامت تک کھاتے (اور وہ کم نہ ہوتا)

روایتِ عائشہ میں ہے ۔
حضور نے فرمایا کہ اس جگہ پر میں نے وہ تمام چیزیں دیکھ لی ہیں جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔
حتیٰ کہ میں نے جنت بھی دیکھ لی ہے۔ جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا تھا تو اس وقت میں جنت میں سے انگوروں کا ایک خوشہ لینا چاہتا تھا ۔ اور جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اس وقت میں نے دوزخ دیکھی تھی کہ وہ خود اپنے آپ کو کھائے جاتی ہے میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑنے کی رسم نکالی ۔
(اسے بخاری نے روایت کیا) ۔

فصل (۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

فِی حَنِیْنِ الْجِذْعِ شَوْقًا اِلَیْہِ لِفِرَاقِہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں کھجور کے تنے کی دردانگیز گریہ وزاری کا بیان

عن جابر بن عبداللہ

اَنَّ امْرَأَۃً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللہِ اَلَا اَجْعَلُ لَکَ شَیْئًا تَقْعُدُ عَلَیْہِ فَاِنَّ لِیْ غُلَامًا نَجَّارًا ۔ قَالَ اِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَہُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ قَعَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ الَّذِیْ صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَۃُ الَّتِیْ کَانَ یَخْطُبُ عِنْدَھَا حَتّٰی کَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَخَذَھَا فَضَمَّھَا اِلَیْہِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یُسَکَّتُ حَتّٰی اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَکَتْ عَلٰی مَا کَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّکْرِ

وفی روایۃ

فَلَمَّا صُنِعَ لَہُ الْمِنْبَرُ فَکَانَ عَلَیْہِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِکَ الْجِذْعِ صَوْتًا کَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰی جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ - (رواہ البخاری)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک انصاری عورت نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں حضور کے لیے کوئی چیز بیٹھنے کو نہ بنوا دوں؟ کیونکہ میرا غلام بڑھئی (نجار) ہے آپ نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو (تو بنوا دو) اس عورت نے آپ کے لیے منبر بنوا دیا۔

جمعہ کا دن آیا تو حضور اسی منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

جو تیار کیا گیا تھا لیکن (حضور کے منبر پر تشریف رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ ستون جس سے ٹیک لگا کر حضور پڑھا کرتے تھے چلا پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضور منبر سے اترے اور ستون کو گلے لگایا۔ ستون اس بچہ کی طرح رونے لگا، جسے تھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے۔ جب وہ ستون خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا یہ ستون اس وجہ سے رو پڑا کہ جو ذکر یہ سنا کرتا تھا (اس سے محروم ہو گیا)

دوسری روایت میں ہے۔

مسجد میں حضور کے لیے منبر تیار کرایا گیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو اس (مفارقت) کی وجہ سے ستون دس ماہ کی گابھن اونٹنی کی آواز کی طرح چلانے لگا ہم نے اس کی آواز سنی حتیٰ کہ حضور اس کے پاس تشریف لائے دستِ اقدس اس پر رکھا تب اس کی آواز بند ہوئی۔ (اسے بخاری نے روایت کیا)۔

فصل (۳۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حديث في تسليم الشجر والحجر عليه والسجود له

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پتھروں اور درختوں کے سلام اور سجدہ کرنے کا بیان

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي مُوسَى.

قَالَ الرَّاهِبُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الشَّامِ مَعَ عَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ" هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ هٰذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ إِنَّكُمْ حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ میں تھا ہم دونوں مکہ کے بعض اطراف میں گئے راستے میں کوئی پہاڑ اور درخت ایسا نہ تھا جو یہ نہ کہتا ہو۔

"السلام علیک یارسول اللہ"

ابوموسیٰ اشعری کی روایت میں ہے۔

(جب حضور اپنے چچا ابی طالب کے ساتھ شام کو تشریف لے گئے تو (بحیرہ نامی) راہب نے حضور کا دستِ اقدس پکڑ کر کہا۔)

یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں یہ تمام جہانوں کے پروردگار کے رسول ہیں انہیں اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ اس راہب سے قریش کے سرداروں نے کہا۔ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ راہب نے کہا۔ جس وقت تم لوگوں نے عقبہ سے جھانکا ہے (یعنی وہاں سے چلے ہو) تو کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہیں تھا جو ان کے سامنے سجدہ میں نہ گر پڑا ہو۔ اور یہ (یعنی درخت اور پتھر) سوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا)۔

فصل (۳۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علٰی سیدنا و مولانا محمد و علٰی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

فِی کَوْنِ حُبِّ الرَّسُوْلِ اَصْلَ الْاِیْمَانِ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے اصل ایمان ہونے کا بیان

عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی قِیَامُ السَّاعَۃِ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَہٗ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ عَنْ قِیَامِ السَّاعَۃِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَہَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَعْدَدْتُ لَہَا کَبِیْرَ صَلٰوۃٍ وَلَا صَوْمٍ اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَمَا رَاَیْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَہُمْ بِہَا۔ (رواہ الترمذی)

انسؓ فرماتے ہیں۔

کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہؐ قیامت کب

واقع ہوگی۔ حضورؐ نماز کے لیے اُٹھے (اور نماز پڑھائی) نماز سے فراغت کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا: وقوعِ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہؐ میں ہوں۔

حضورؐ نے فرمایا۔ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے (یعنی کیا اعمال تیرے پاس ہیں) اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہؐ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز روزہ کا کوئی زیادہ عمل میرے پاس نہیں ہے۔ مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ پس تُو بھی (روزِ قیامت) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے (یعنی تجھے میری معیت و رفاقت حاصل ہوگی)

(اسے ترمذی نے روایت کیا)۔

وفی روایةٍ عنه قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْئٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَهُمْ بِهَا۔ (متفق علیہ)

(حضرت انسؓ کہتے ہیں) میں نے مسلمانوں کو قبولِ اسلام کے بعد کبھی بھی اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا کہ وہ حضورؐ کے اس ارشاد پر ہوئے۔

فصل (۴۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صلّ علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

حَدِیثٌ فِی ذَمِّ مَنْ یَطْعَنُ فِی شَانِ النَّبِیِّ وَعلامَاتِہٖ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں طعن کرنے والوں کی مذمت اور ان کی علامات کا بیان

عن ابی سعید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قَالَ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللّٰہِ ذُو الْخُوَیْصِرَۃِ التَّمِیْمِیُّ فَقَالَ اِعْدِلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَیْلَکَ وَمَنْ یَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِئْذَنْ لِیْ فَاَضْرِبَ عُنُقَہٗ قَالَ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَہٗ مَعَ صَلَاتِھِمْ وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِھِمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ یُنْظَرُ فِی قُذَذِہٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ فِی نَصْلِہٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ فِی رِصَافِہٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ فِی نَضِیِّہٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ۔

حضرت ابوسعید خُدری ؓ فرماتے ہیں۔

حضورؐ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا یارسول اللہؐ! انصاف سے تقسیم کیجئے۔ اس کے اس طعن پر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کم بخت اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون کرسکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! اجازت عطا فرمایئے۔ میں اس کی گردن اڑادوں۔ فرمایا رہنے دو۔ اس کے کچھ ساتھی ایسے ہیں (یا ہوں گے) کہ ان کی نمازوں اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ لیکن وہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے۔ (تیر پھینکنے کے بعد) تیر کے پَر کو دیکھا جائے گا تو اس میں خون کا کوئی نشان نہ ہوگا۔ تیر کے پھل کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ تیر کی باڑ کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی نشان نہ ہوگا، اور تیر (جانور کے) گوبر اور خون سے پار نکل جائے گا۔

❁

وَفِی رِوَایَۃٍ عَنْہُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ کُنَّا نَحْنُ اَحَقَّ بِھٰذَا مِنْ ھٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا تَاْمَنُوْنَ وَاَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَآءِ یَاْتِیْنِیْ خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاشِزُ الْجَبْھَۃِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ

مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ
الْاَرْضِ اَنْ يَّتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ
خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ
عُنُقَهٗ قَالَ لَا لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّيْ فَقَالَ خَالِدٌ
وَكَمْ مِّنْ مُّصَلٍّ يَّقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِيْ
قَلْبِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّيْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ
عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ
ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ
ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا
لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا
يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ
لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ۔

(متفق علیہ)

اور حضرت ابو سعیدؓ سے یہی مروی ہے کہ ایک صحابی کہنے لگا کہ ہم آپ کے (یعنی مال) زیادہ مستحق تھے جب حضور کو یہ اطلاع پہنچی تو فرمایا کیا تم لوگ مجھے امانتدار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس خدا کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے۔ میرے پاس صبح شام آسمانوں کی خبریں آتی ہیں یہ سنکر ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں گڑھوں میں دھنسی (یا گھسی) ہوئی تھیں۔ رخساروں کی ہڈیاں نکلی (یا ابھری) ہوئی تھیں۔ پیشانی ابھری ہوئی۔ داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اور تہبند (چادر) ٹخنوں سے اوپر تھی

ہوئے تھا (حضور کے اس ارشاد پر کہ میرے پاس صبح و شام آسمانوں کی خبریں آتی ہیں. یعنی حضور کے کثرتِ علم واطلاع پر اعتراض کرتے ہوئے) کہنے لگا ۔!

یا رسُول اللہ خدا سے خوف کیجیے ۔ حضور نے فرمایا کمبخت کیا میں تمام روئے زمین پر رہنے والوں سے زیادہ خوفِ خدا کا اہل نہیں ہوں ۔ پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا ۔ خالد بن ولید نے عرض کیا! یا رسُول اللہ کیا میں اس کو قتل کر دوں ۔ فرمایا نہیں ۔ کیونکہ ممکن ہے یہ نماز پڑھتا ہو ۔ حضرت خالد نے عرض کیا بہت سے نمازی زبان سے تو (نماز) پڑھتے ہیں لیکن ان کے دل میں کچھ نہیں ہوتا ۔ فرمایا مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دل چیر کر یا پیٹ پھاڑ کر دیکھوں ۔ پھر اس شخص کی پشت کی طرف دیکھ کر فرمایا اس شخص کی نسل سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو بہت مزہ لے کر (یعنی سرور کے ساتھ) قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا (یعنی دل میں نہیں اُترے گا) یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے پار ہو جاتا ہے (راوی کہتا ہے) مجھے گمان ہے کہ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا اگر میں ان کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کر دوں ۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا) ۔

باب دوازدہم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں بعض عشاق کا نعتیہ بیان

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

دیوانِ حسّان

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ ۔۔۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

تونے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کئے تو میں نے ان کا جواب دیا۔ اس جوابی کارروائی اور خدمت کی جزا اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، وہی اس کی جزا و صلہ دے گا۔

أَتَهْجُوهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ ۔۔۔ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

کیا تو اس عظیم المرتبت ہستی کی شان میں گستاخی کرتا ہے جس کے سامنے تیری کوئی حیثیت ہی نہیں اور تو ان کا ہم پلہ نہیں؟ میں دعا کرتا ہوں کہ جو شریر ہے وہ اس پر فدا اور قربان ہو جائے جو سراپا خیر و برکت ہے

هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيفًا ۔۔۔ أَمِينَ اللّٰهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

تونے اس شخص کے بارے میں ناپسندیدہ اشعار کہے ہیں جو برکت مجسم نیکوکار، راست باز، حق پسند اور اللہ کے امین ہیں، خوئے وفا ان کی طبع ہمایوں میں رچی بسی ہے۔

فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللّٰهِ مِنْكُمْ ۔۔۔ وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ

ایک شخص اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں رطب اللسان اور ان کی مدح و ستائش میں مصروف ہے اور ان کی مدد کر رہا ہے دوسری طرف ایک شخص ہے جو بدگوئی میں مصروف ہے اور ہرزہ سرائی کر رہا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَتِي وَعِرْضِي   لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

میری خواہش ہے کہ میری عزت اور میرے ماں باپ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہو جائیں۔

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي   وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

آپ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا آپ کو آپ ہی کی حسب منشا پیدا کیا گیا ہے۔

أَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ   مِنَ اللهِ مَشْهُودٌ يَلُوحُ وَيُشْهَدُ

آپ کی مبارک پیشانی روشن ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو درخشاں مہر ختم نبوت عطا ہوئی ہے جو آپ کی صداقت کی گواہی دے رہی ہے

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ   إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم پاک کے ساتھ اپنے نبی کے نام کو ملا لیا ہے کیونکہ ہر مؤذن پانچ وقت "اشہد" کہہ کر اس حقیقت کبریٰ کی گواہی دیتا ہے۔

وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ   فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدُ

اور اس نے اپنے ہی نام سے ان کا نام مشتق کیا ہے تاکہ ان کی جلالت شان کو واضح فرمادے۔ چنانچہ عرش والا "محمود" ہے اور یہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فَأَمْسَى سِرَاجًا مُسْتَنِيرًا وَهَادِيًا   يَلُوحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيلُ الْمُهَنَّدُ

چنانچہ وہ ہادی اور روشن سراج ہیں اور صیقل شدہ ہندی تلوار کی طرح درخشاں ہیں

وَأَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً وَعَلَّمَنَا الْإِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ

انہوں نے ہمیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔ اس عطائے خاص پر ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں۔

فِينَا الرَّسُولُ وَفِينَا الْحَقُّ نَتْبَعُهُ حَتَّى الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَيْرُ مَحْدُودِ

رسول بھی ہم میں موجود ہیں اور حق بھی ہم میں ہے جس کی دم واپسین تک ہم پیروی کرتے رہیں گے۔ اس کے علاوہ ختم نہ ہونے والی اللہ کی مدد بھی ہمیں حاصل ہے۔

مُبَارَكٌ كَضِيَاءِ الْبَدْرِ صُورَتُهُ مَا قَالَ كَانَ قَضَاءً غَيْرَ مَرْدُودِ

سرچشمۂ برکات ہیں اور چودھویں کے چاند کی طرح حسین وخوبصورت ہیں۔ جو بات کہہ دیں وہ قضاء وقدر کا فیصلہ بن جاتی ہے جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔

لَقَدْ خَابَ قَوْمٌ غَابَ عَنْهُمْ نَبِيُّهُمْ وَقُدِّسَ مَنْ يَسْرِي إِلَيْهِمْ وَيَغْتَدِي

جس قوم کے نبی انہیں چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے وہ قوم خائب وخاسر اور نامراد ہوگئی اور صبح وشام سفر کرکے جس قوم کے پاس گئے وہ سرخرو اور بامراد اور قابل تکریم ہوگئی۔

نَبِيٌّ يَرَى مَا لَا يَرَى النَّاسُ حَوْلَهُ وَيَتْلُو كِتَابَ اللّٰهِ فِي كُلِّ مَسْجِدِ

ان کے گرد وپیش بیٹھے ہوئے لوگ جو کچھ نہیں دیکھ سکتے نبی وہ بلا تکلف دیکھتے ہیں اور ہر سجدہ میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں

وَإِنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مَقَالَةَ غَائِبٍ فَتَصْدِيقُهَا فِي الْيَوْمِ أَوْ فِي ضُحَى الْغَدِ

اور اگر وہ کسی دن غیب کی بات کہہ دیں تو آج یا کل ہی اس کی تصدیق ہوجاتی ہے۔

فَبُورِكْتَ يَا قَبْرَ الرَّسُولِ وَبُورِكَتْ بِلَادٌ ثَوَى فِيهَا الرَّشِيدُ الْمُسَدَّدُ

اے رسول اللہ کی قبر! تو بھی بابرکت ہے اور وہ شہر مقدس بھی جس میں ہدایت یافتہ اور سیدھی راہ کی طرف دعوت دینے والے نبی اکرم مقیم ہوگئے ہیں

وَبُورِكَ لَحْدٌ مِنْكَ ضُمِّنَ طَيِّبًا عَلَيْهِ بِنَاءٌ مِنْ صَفِيحٍ مُنَضَّدُ

اور تیری لحد بھی کتنی بابرکت ہے جس نے سب سے پاک ہستی کو اپنی آغوش میں لے لیا ہے اور اس پر ترتیب وار سلیں چن دی گئی ہیں۔

وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رَزِيَّةُ هَالِكٍ رَزِيَّةَ يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ مُحَمَّدُ

جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اس دن کی مصیبت کے برابر کسی اور دن کی مصیبت نہیں ہو سکتی ہے جس میں کوئی شخص اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہو۔

تَقَطَّعَ فِيهِ مُنْزَلُ الْوَحْيِ عَنْهُمُ وَقَدْ كَانَ ذَا نُورٍ يَغُورُ وَيُنْجِدُ

اس دن مہبط وحی و سکینہ ان سے جدا ہو گئے حالانکہ نشیب و فراز ان کے نور سے درخشاں تھے۔

يَدُلُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ مَنْ يَقْتَدِي بِهِ وَيُنْقِذُ مِنْ هَوْلِ الْخَزَايَا وَيُرْشِدُ

جو ان کی پیروی کرتا تھا وہ اسے رحمان کا راستہ دکھاتے تھے اور رسوائیوں کے خطرے سے بچاتے اور سیدھا راستہ دکھاتے تھے۔

وَمَسْجِدُهُ فَالْمُوحِشَاتُ لِفَقْدِهِ خَلَاءٌ لَهُ فِيهِ مَقَامٌ وَمَقْعَدُ

آپ کی مسجد، اس کی ساری فضا، اور جن جگہوں پر آپ اٹھتے بیٹھتے تھے وہ سب آپ کی جدائی میں ویران اور سنسان پڑی ہیں اور وحشت زدہ ہیں

وَبِالْجَمْرَةِ الْكُبْرَى لَهُ ثُمَّ أَوْحَشَتْ دِيَارٌ وَعَرَصَاتٌ وَرَبْعٌ وَمَوْلِدُ

اسی طرح جمرہ کبریٰ، تمام میدان، مقام ولادت اور گھر بھی اداس ہیں۔

فَبْكِي رَسُولَ اللهِ يَا عَيْنُ عَبْرَةً وَلَا أَعْرِفَنْكِ الدَّهْرَ دَمْعَكِ يَجْمُدُ

پس اے آنکھ! اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں خوب آنسو بہا اور میں نہیں سمجھتا کہ اب کبھی یہ آنسو تھم بھی سکیں گے۔

وَمَالَكِ لَا تَبْكِينَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِي عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ

اور تو اس نعمت عظمیٰ پر کیوں نہیں روتی ہے جس نے اپنی وسعت کے دامن میں لوگوں کو چھپایا ہوا تھا اور مکمل طور پر ڈھانپا ہوا تھا۔

فَجُودِي عَلَيْهِ بِالدُّمُوعِ وَأَعْوِلِي لِفَقْدِ الَّذِي لَا مِثْلُهُ الدَّهْرَ يُوجَدُ

پس اس لاثانی محبوب کی جدائی میں خوب آنسو بہا اور خوب گریہ و زاری کر جس کا مثل کبھی بھی وجود میں نہیں آسکے گا۔

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَلَا مِثْلُهُ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

اور گزشتہ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کسی کو مفقود نہیں پایا اور نہ ہی قیامت تک کوئی ایسا مفقود پایا جائے گا۔

مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَأَنَّمَا كُحِلَتْ مَآقِيهَا بِكُحْلِ الْأَرْمَدِ

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ سو نہیں رہی ہیں جیسے ان کے گوشوں میں آشوب چشم کا سرمہ لگا دیا گیا ہو۔

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ أَصْبَحَ ثَاوِيًا يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى لَا تَبْعُدِ

یہ بے خوابی اس بے قراری اور گھبراہٹ کی وجہ سے ہے جو ہدایت یافتہ ہستی مکرم کے تشریف لے جانے اور قبر مبارک میں مقیم ہونے سے پیدا ہوئی ہے۔
اے میرے محبوب! آپ ریگزاروں پر چلنے والوں میں سب سے افضل اور بہتر ہیں خدا کرے آپ کبھی ہم سے جدا اور دور نہ ہوں۔

وَجْهِي يَقِيكَ التُّرْبَ لَهْفِي لَيْتَنِي ‏ ‏ غُيِّبْتُ قَبْلَكَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ

اے کاش: میں آپ سے پہلے ہی مدینہ منورہ کے قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا جاتا۔ بے شک میرا چہرہ خاک آلود ہو جاتا مگر آپ اس سے محفوظ رہتے۔

بِأَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ ‏ ‏ فِي يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ النَّبِيُّ الْمُهْتَدِي

جو ہدایت یافتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بروزِ پیر یہاں سے رخصت ہوئے ان پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، میں ان کے وصال شریف کے وقت حاضر تھا۔

فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مُتَبَلِّدًا ‏ ‏ مُتَلَدِّدًا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَدِ

پس میں ان کی وفات کے بعد حیران و ششدر رہ گیا۔ اے کاش: میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔

أَأُقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ ‏ ‏ يَا لَيْتَنِي صُبِّحْتُ سَمَّ الْأَسْوَدِ

کیا میں اب آپ کے بعد مدینہ طیبہ میں رہوں گا؟ اے کاش: مجھے کالے سانپ کا زہر پلا دیا جائے۔

أَوْ حَلَّ أَمْرُ اللهِ فِينَا عَاجِلًا ‏ ‏ فِي رَوْحَةٍ مِنْ يَوْمِنَا أَوْ فِي غَدِ

آج شام یا کل صبح اللہ کا حکم ہمارے بارے میں جلد ہی سے نازل ہو جائے (یعنی موت آجائے)

فَتَقُومَ سَاعَتُنَا فَنَلْقَى طَيِّبًا ‏ ‏ مَحْضًا ضَرَائِبُهُ كَرِيمَ الْمَحْتِدِ

پس ہماری قیامت قائم ہو جائے اور ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر لیں جو کریم الاصل، نیک سرشت اور طیب و طاہر ہیں۔

يَا بِكْرَ آمِنَةَ الْمُبَارَكَ بِكْرُهَا   وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الْأَسْعَدِ

اے حضرت آمنہ خاتون (رضی اللہ عنہا) کے عظیم البرکت صاحبزادے! جن کو اس پاک باز ہستی نے سعید ترین ساعت میں جنم دیا ہے۔

نُورًا أَضَاءَ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا   مَنْ يُهْدَ لِلنُّورِ الْمُبَارَكِ يَهْتَدِي

ایک ایسے نور کو جنم دیا ہے جس نے ساری کائنات کو روشن کر دیا ہے۔ وہ شخص یقیناً ہدایت پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے جسے اس نور تک رسائی عطا کر دی جائے۔

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَنَبِيَّنَا   فِي جَنَّةٍ تَثْنِي عُيُونَ الْحُسَّدِ

یا اللہ! ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں جمع فرما دے جس سے حاسدوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔

فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَاكْتُبْهَا لَنَا   يَا ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْعُلَا وَالسُّؤْدَدِ

اے جلالت و سیادت اور علو و ارتقا کے مالک! جنت الفردوس ہمارے مقدر میں لکھ دے اور اس میں ہم سب کو اکٹھا کر دے۔

وَاللهِ أَسْمَعُ مَا بَقِيتُ بِهَالِكٍ   إِلَّا بَكَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب بھی کسی کے فوت ہونے کی خبر سنتا ہوں تو مجھے اپنے پیارے نبی یاد آجاتے ہیں اور میں بے ساختہ رو پڑتا ہوں۔ جب تک زندگی ہے اب یہی کیفیت رہے گی۔

صَلَّى الْإِلٰهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهِ   وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدِ

کریم و مبارک نبی حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور جو فرشتے عرش بریں کو گھیرے ہوئے ہیں اور پاکباز بندے سب ان پر درود بھیجیں اور صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کریں۔

امام شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

قصیدہ بُردہ شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِيْ سَلَمٍ ۔۔۔ مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمٖ

کیا تُو نے مقام ذی سلم کے ہمسایوں کی یاد میں آنسوؤں کو جو تیری آنکھ سے جاری ہیں خون سے ملا دیا ہے؟

أَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ ۔۔۔ أَوْ أَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَاءِ مِنْ إِضَمٖ

یا موضع کاظمہ کی طرف سے ہوا چل رہی ہے یا شب تاریک میں کوہ اضم سے بجلی چمک رہی ہے؟

فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا ۔۔۔ وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمٖ

پس اگر یہ نہیں تو تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا کہ اگر تو انہیں کہتا ہے کہ تھم جاؤ تو وہ اور بھی زیادہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل پر کونسی آفت آن پڑی کہ اگر تو اسے کہے سنبھل جا تو اس کی سراسیمگی اور بڑھ جاتی ہے؟

أَيَحْسَبُ الصَّبُّ أَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ ۔۔۔ مَا بَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْهُ وَمُضْطَرِمٖ

کیا عاشق یہ خیال کر سکتا ہے کہ راز محبت اس کے اشک رواں اور دل بریاں کے ہوتے ہوئے چھپ سکیگا؟ ہرگز نہیں!

لَوْلَا الْهَوٰى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰى طَلَلٍ ۔۔۔ وَلَا أَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمٖ

اگر تجھے کسی کی محبت نہ ہوتی تو کھنڈرات پر کیوں آنسو بہاتا اور درخت بان اور کوہ علم کی یاد میں کیوں راتوں جاگتا!

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ ۔۔۔ بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمٖ

بعد اس کے کہ دو عادل گواہ آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح عشق سے انکار کر سکتا ہے؟!

وَأَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّيْ عَبْرَةٍ وَّضَنًى ۔۔۔ مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰى خَدَّيْكَ وَالْعَنَمٖ

اور تو عشق سے کس طرح انکار کر سکتا ہے جب غم نے تیرے رخساروں پر دو نشان آنسو اور لاغری کے مثل گلاب زرد اور درخت عنم نمایاں کر دیے ہیں؟

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ   وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

ہاں! ناگہاں رات کو معشوق کا خیال میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بے خواب کردیا۔
واقعی محبت لذاتِ زندگی کو غم سے فنا کردیتی ہے یا ان میں حائل ہوجاتی ہے

یَا لَائِمِیْ فِی الْھَوَی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃً   مِنِّیْ اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

اے میرے سرزنش کرنے والے! میرا عشق جسکی نسبت آپ مجھے ملامت کرتے ہیں بنی عذرہ کے جوانوں کا عشق ہے
جو کبھی زائل نہیں ہوسکتا۔ میرا عذر قبول کیجیے (کہ عشق میں مجبور ہوں) اگر تو انصاف کرتا تو مجھے ملامت نہ کرتا۔

عَدَتْکَ حَالِیْ لَا سِرِّیْ بِمُسْتَتِرٍ   عَنِ الْوُشَاۃِ وَلَا دَائِیْ بِمُنْحَسِمِ

تمہارے سوا اور لوگوں تک بھی میرے عشق کا چرچا پہنچ چکا ہے۔ اب نہ تو میرا راز
غمازوں سے پوشیدہ رہ سکتا ہے اور نہ میرا مرض دور ہوسکتا ہے۔

مَحَضْتَنِی النُّصْحَ لٰکِنْ لَّسْتُ اَسْمَعُہٗ   اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِیْ صَمَمِ

ناصح! تو بے شک مجھے خلوصِ دل سے نصیحت کرتا ہے لیکن افسوس، میں اس
کو سن نہیں سکتا۔ کیونکہ عاشق ملامت گروں کی ملامت سننے سے بہرا ہوتا ہے۔

اِنِّی اتَّھَمْتُ نَصِیْحَ الشَّیْبِ فِیْ عَذَلِیْ   وَالشَّیْبُ اَبْعَدُ فِیْ نُصْحٍ عَنِ التُّھَمِ

ہر چند کہ پیری اپنے ناصح ہونے میں (بوجہ قدرتی ناصح کے) ناراستی کی تہمت سے پاک
اور منزا ہے لیکن میں اس کو اس ملامت میں جو وہ مجھے کرتی ہے متہم کرتا ہوں (اسکو سچا نہیں جانتا)

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْٓءِ مَا اتَّعَظَتْ   مِنْ جَھْلِھَا بِنَذِیْرِ الشَّیْبِ وَالْھَرَمِ

کیونکہ فی الحقیقت میرے نفس امارہ نے جو برائی کی طرف کھینچتا ہے اپنی جہالت سے ڈرانے والے بڑھاپے کے وعظ کو قبول نہ کیا۔

ظَلَمْتُ سُنَّۃَ مَنْ اَحْیَی الظَّلَامَ اِلٰی   اِنِ اشْتَکَتْ قَدَمَاہُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمِ

افسوس میں نے اس ذاتِ اقدس کے طریقہ (مسنونہ) کی پیروی نہ کی جو اندھیری رات کو زندہ رکھتے تھے (عبادت
کیلئے کھڑے رہتے) یہاں تک کہ آپکے دونوں قدم مبارک ورم سے بیمار ہوجاتے تھے یا ورم کی شکایت کرتے تھے۔

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهُ وَطَوٰى ‏ ‏ ‏ ‏ تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

وہ ذاتِ اقدس جس نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ کو کسا اور اپنے نازک پہلو پر پتھر باندھا

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ ‏ ‏ ‏ ‏ عَنْ نَفْسِهِ فَاَرَاهَا اَيَّمَا شَمَمِ

سونے کے بلند پہاڑوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھسلانا چاہا۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت استغنا ظاہر فرمایا، کچھ پروا نہ کی۔

وَاَكَّدَتْ زُهْدَهُ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهُ ‏ ‏ ‏ ‏ اِنَّ الضَّرُوْرَةَ لَا تَعْدُوْ عَلَى الْعِصَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیوی حاجت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد کو اور بھی زیادہ مستحکم کر دیا۔ فی الحقیقت احتیاجِ دنیوی عصمتِ حقیقی پر غالب نہیں آ سکتی

وَكَيْفَ تَدْعُوْ اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ ‏ ‏ ‏ ‏ لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

کس طرح (ممکن ہے) کہ ایسی ذاتِ اقدس کو اس کی ضرورت دنیا کی طرف بلائے کہ اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو دنیا ہی عدم سے وجود میں نہ آتی۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ ‏ ‏ ‏ ‏ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

اوصافِ مذکورہ بالا کے مصداق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو دین اور دنیا جن و بشر اور دونوں فریق عرب و عجم کے سردار ہیں

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدٌ ‏ ‏ ‏ ‏ اَبَرَّ فِيْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے کاموں کی ہدایت کرنے والے اور برے کاموں سے روکنے والے ہیں۔ پس کوئی امر و نہی بیان کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ راست گو نہیں ہے یا کسی سوال کے جواب دینے میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور صادق نہیں ہے۔ خواہ وہ جواب نفی میں ہو یا اثبات میں کیونکہ جواب کی یہی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ ‏ ‏ ‏ ‏ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

آپ خدائے تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ مصیبتوں میں ہر ایک سخت مصیبت میں آپ کی شفاعت کی

ترقی کی جاتی ہے (حدیث شریف میں آیا ہے انا حبیب اللہ ولا فخر یعنی میں خدا کا دوست ہوں لیکن مجھے فخر نہیں)

دَعَا إِلَى اللهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ　　مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا پس جو لوگ آپ کے دامن عالی سے
وابستہ ہیں وہ (درحقیقت) ایسی مضبوط رسی پکڑے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ　　وَلَمْ يُدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسن صورت اور حسن سیرت میں سب پیغمبروں پر سبقت لے گئے
اور کوئی پیغمبر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبۂ معرفت اور سخاوت تک نہیں پہنچا

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ مُلْتَمِسٌ　　غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ

تمام پیغمبران علیہم السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں

وَوَاقِفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ　　مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

تمام پیغمبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنے اپنے رتبہ پر کھڑے ہیں اور اس حد کو
(حضور علیہ السلام کے مقدس رتبہ سے وہ نسبت ہے جو نقطہ کو علم سے اور اعراب کو کتاب حکمت سے ہے

فَهْوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ　　ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ

پس آپ وہ اشرف الانبیاء ہیں جن کی صورت اور سیرت مکمل ہو گئی پھر خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنا دوست منتخب کیا۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيكٍ فِي مَحَاسِنِهِ　　فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بالاتر ہیں اس امر سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوبی صفات میں
کوئی اور شریک ہو سکے پس اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوہر حسن تقسیم نہیں ہو سکتا

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمِ　　وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكِمِ

جو کچھ نصاریٰ نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ادعا کیا (یعنی انہیں خدا کا بیٹا کہا) اس کو چھوڑ کے
باقی جو تیرا جی چاہے بحالت مدح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلتوں کو بیان کر اور اچھی طرح بیان کر۔

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تو چاہتا ہے اور آپ کے قدر کے متعلق جس بزرگی کو چاہے منسوب کر۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ ۔۔۔ حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے جس کو بولنے والا بیان کر سکے۔

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَہٗ اٰیَاتُہٗ عِظَمًا ۔۔۔ اَحْیَی اسْمُہٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسَ الرِّمَمٖ

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات عظمت میں حضور کی قدر و منزلت کے برابر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک جس وقت بوسیدہ ہڈیوں پر پڑھا جاتا تو انہیں زندہ کر دیتا۔

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَ الْعُقُوْلُ بِہٖ ۔۔۔ حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَہِمٖ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوجہ اس شفقت کے جو ہم سے رکھتے ہیں ایسی چیزوں سے جن کے سمجھنے میں لوگوں کی عقلیں حیرت زدہ ہو جائیں ہم کو آزمائش میں اور محنت میں نہیں ڈالا۔ اس لئے نہ تو ہم شک و وہم میں پڑے اور نہ حیرت زدہ ہوئے۔

اَعْیَی الْوَرٰی فَہْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی ۔۔۔ لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم کمالات نے خلقت کو عاجز کر دیا۔ پس کسی شخص کو خواہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب یا بعید زمانہ یا مقام کا ہو بجز اس کے کہ وہ اظہار کمالات نبوی علیہ التحیۃ والثنار کے بیان کرنے میں عاجز ہو دیکھا نہیں جاتا۔

کَالشَّمْسِ تَظْہَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ بُعُدٍ ۔۔۔ صَغِیْرَۃً وَّتُکِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمٖ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال سورج کی سی ہے۔ جو دور سے تو آنکھوں میں چھوٹا دکھائی دیتا ہے اور نزدیک سے آنکھ کو خیرہ کر دیتا ہے۔

وَکَیْفَ یُدْرِکُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَہٗ ۔۔۔ قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْہُ بِالْحُلُمٖ

جو قوم خفتہ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت سے محروم رہ کر اپنے خواب و خیال پر قانع

ہے وہ کیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو دنیا میں پا سکتی ہے ؟ یعنی نہیں پا سکتی۔

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ ۔۔۔ وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

پس ہمارے علم کا منتہے احضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کی نسبت صرف یہی کافی ہے کہ آپ انسان ہیں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا ۔۔۔ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

جس قدر معجزات انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام ان کو آپ ہی کے نور سے حاصل ہوئے۔

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا ۔۔۔ يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آفتاب کمال ہیں اور باقی انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہلِ دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔

حَتّٰى اِذَا طَلَعَتْ فِي الْكَوْنِ عَمَّ هُدَاهَا ۔۔۔ الْعَالَمِيْنَ وَاَحْيَتْ سَائِرَ الْاُمَمِ

یہاں تک کہ جب یہ آفتاب کمال روشن ہوا تو اس کی روشنی ہدایت تمام دنیا پر پھیل گئی اور اس نے گروہوں کو زندہ کیا۔

كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِيْ هِمَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تازگی میں شگوفہ، بزرگی میں چودھویں رات کے چاند اور بخشش میں دریا اور ہمت میں زمانہ ہیں

كَاَنَّهٗ وَهُوَ فَرْدٌ فِيْ جَلَالَتِهٖ ۔۔۔ فِيْ عَسْكَرٍ حِيْنَ تَلْقَاهُ وَفِيْ حَشَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ہیبت و رعب و جلالت میں فرد یگانہ ہیں جب کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلا دیکھے گا تو تجھے ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کے ساتھ خدمتگاروں کا انبوہ کثیر اور سپاہیوں کا لشکر عظیم ہے۔

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ ۔۔۔ مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو معدن اول زبانِ درفشاں سے وقت تکلم جو کلمات ارشاد ہوتے ہیں۔ دوم دہان پاک سے بوقت تبسم جب دندانِ مبارک درخشاں ہوتے ہیں تو وہ مثل ان موتیوں کے ہیں کہ ابھی سیپ میں پوشیدہ ہیں یعنی سیپ کا موتی بمقابلہ عام موتیوں کے زیادہ شفاف و درخشاں ہوتا ہے۔

لَا طِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ　　طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَمُلْتَثِمِ

کوئی خوشبو اس خاکِ پاک کی برابری نہیں کر سکتی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمِ مطہر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ　　يَا طِيْبَ مُبْتَدَاٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ ولادت مبارک نے بسبب حضور کی پاکیٔ فطرت کے بہت سے عجائب امور کو ظاہر کیا۔ اللہ رے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حُسنِ ابتدا (ولادت) اور حسنِ خاتمہ (رحلت)... یا یہ معنے کہ بہ سبب ظہورِ امورِ غریبہ ولادت نے آپ کے جسمِ مبارک کی پاکیزگی و لطافت کو ظاہر کیا۔

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيْهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ　　قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا دن وہ دن تھا جب اہلِ فارس نے فراست سے معلوم کر لیا کہ وہ عنقریب سختی اور عذاب کے نزول سے ڈرائے جائیں گے یعنی ان پر تنگی اور عذاب نازل ہوگا۔

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ　　كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے دن کسریٰ کا محل ایسا پاش پاش ہو گیا جیسے نوشیرواں کا لشکر تتر بتر ہو گیا اور پھر وہ آپس میں اکٹھا نہ ہو سکا یعنی جس طرح لشکر اہلِ فارس قابلِ اجتماع نہ رہا اسی طرح محل کسریٰ قابلِ مرمت نہ رہا۔

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ　　عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

آگ کے شعلے اس وجہ سے بجھ گئے کہ وہ ساوہ ندی کے خشک ہونے پر اشکِ حسرت برساتے تھے۔ اور نہرِ فرات کی آنکھ بسبب شرمندگی غلطیں ہو گئی (اپنی وادی کو چھوڑ کر) دوسری جگہ بہنے لگی یا بحالتِ سراسیمگی اپنے منبع کو بھول گئی۔

وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا　　وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِي

ساوہ کے رہنے والوں کو اس امر نے اندوہناک کیا کہ ان کے بحیرہ کا پانی جذب ہو گیا اور اس کے گھاٹ پر آنے والا تشنہ اور خشمگین گیا

كَأَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ   حُزْنًا وَبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمِ

گویا غم کی وجہ سے آگ میں پانی کی خاصیت (کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے بھیگ جاتی ہے) یعنی طراوت اور پانی میں آگ کی خاصیت کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے جل جاتی ہے) یعنی سوزش پیدا ہو گئی۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ   وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَمِنْ كَلِمِ

جن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر شہادت دے رہے اور حضور علیہ السلام کی نبوت کے انوار چمک رہے ہیں اور صداقت معنیً ولفظاً ظاہر ہو رہی ہے

عَمُوا وَصَمُّوا فَإِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ   تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْإِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

منکرین ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے کہ نہ انہیں اعلان بشارت سنائی دیتا تھا اور نہ غضب الٰہی کی بجلی یا اسلام کی تلوار انہیں نظر آتی تھی

مِنْ بَعْدِ مَا أَخْبَرَ الْأَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ   بِأَنَّ دِينَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

وہ جان بوجھ کر اندھے اور بہرے ہو گئے باوجودیکہ اس سے پہلے ان کے قبائل کا نجم انہیں یہ خبر دے چکا تھا کہ ان کا دین باطل اب قائم نہیں رہ سکے گا۔

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْأُفْقِ مِنْ شُهُبٍ   مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ صَنَمِ

وہ لوگ ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے کہ باوجودیکہ انہوں نے آسمان سے ستاروں کو اس طرح گرتے دیکھا جس طرح کہ زمین پر بت اوندھے گر رہے تھے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے)

حَتَّى غَدَا عَنْ طَرِيقِ الْوَحْيِ مُنْهَزِمٌ   مِنَ الشَّيَاطِينِ يَقْفُو إِثْرَ مُنْهَزِمِ

یہاں تک شیاطین پر شعلہائے آتشیں پڑے کہ آسمان کے راستہ کو چھوڑ کر بے تحاشہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے۔

كَأَنَّهُمْ هَرَبًا أَبْطَالُ أَبْرَهَةٍ   أَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصَى مِنْ رَاحَتَيْهِ رُمِي

شیاطین اس طرح بھاگے جیسے ابرہہ کے بہادر بیت اللہ سے ذلیل ہو کر بھاگتے تھے یا یوں سمجھو کہ شیاطین کفار کا لشکر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں کف دست کے سنگریزوں سے سنگسار کیا گیا تھا۔

نَبْذًا بِهٖ بَعْدَ تَسْبِيحٍ بِبَطْنِهِمَا ۔ نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَاءِ مُلْتَقِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سنگریزوں کو در آں حال کہ وہ آپ کے کفِ دست میں تسبیح کر رہے تھے اس طرح پھینکا جس طرح خدائے تعالیٰ نے یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً ۔ تَمْشِىْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بغیر پاؤں کے تنے کے سہارے چلتے ہوئے حاضر ہوئے

كَاَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِمَا كَتَبَتْ ۔ فُرُوْعُهَا مِنْ بَدِيْعِ الْخَطِّ فِى اللَّقَمِ

اس وجہ سے کہ ان درختوں کی شاخوں نے جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا ہے اپنے راستہ میں خوشنما لکیریں پیدا کر دی تھیں ایسا سمجھنا چاہیئے کہ وہ درخت اطاعت وانقیاد کی سیدھی سطریں لکھتے ہیں۔

مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّٰى سَارَ سَائِرَةً ۔ تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِلْهَجِيْرِ حَمِىْ

وہ درخت اس بادل کی طرح جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں وہ تشریف رکھتے یا لے جاتے سر مبارک پر سایہ کئے رہتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کی جلتی دھوپ سے محفوظ رکھتا۔

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَهٗ ۔ مِنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً مَبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

میں قمر کی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارۂ انگشت سے دو پارہ ہو گیا تھا، قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس قمر کو جناب کے قلب منور سے ایک ایسی صحیح نسبت ہے جس پر میرا قسم کھانا بالکل سچا ہے۔

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ ۔ وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِىْ

میں اس مجسم خیر اور کرم کی قسم کھاتا ہوں جن کو غار نے چھپایا اس طرح کہ تمام کفار کی آنکھیں ان سے اندھی ہو گئیں۔ یعنی کافر آپ کو دیکھ نہ سکے

فَالصِّدْقُ فِى الْغَارِ وَالصِّدِّيْقُ لَمْ يَرِمَا ۔ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں موجود تھے۔ کفار ایسے اندھے ہوئے کہ کہنے لگے غار میں تو کوئی بشر نہیں

ظَنُّوا الحَمَامَ وَظَنُّوا العَنْكَبُوتَ عَلَى   خَيْرِ البَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

کفار نے خیال کیا کہ اس غار کے منہ پر جس میں اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم چھپے ہوئے تھے، نہ کبوتروں نے انڈے دیئے اور نہ مکڑی نے جالا تنا تھا یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم غار میں چھپتے تو نہ کبوتر غار کے منہ پر انڈے دیتے نہ مکڑی اس نے جالا تنا ہوتا)

وَقَايَةُ اللهِ أَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ   مِنَ الدُّرُوعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الأُطُمِ

خدا تعالیٰ کی حفاظت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوہری زرہوں اور بلند قلعوں کی پناہ سے بے نیاز کر دیا تھا

مَا سَامَنِي الدَّهْرُ ضَيْمًا وَاسْتَجَرْتُ بِهِ   إِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِنْهُ لَمْ يُضَمِ

زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طالب پناہ ہوا ہوں مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی یعنی دائمی امداد ملی

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَدِهِ   إِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدَى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ

میں نے جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے دین و دنیا کی دولت کی خواہش کی تو مجھے فی الفور اس بہترین ہاتھ سے منہ مانگی مراد مل گئی

لَا تُنْكِرِ الوَحْيَ مِنْ رُؤْيَاهُ إِنَّ لَهُ   قَلْبًا إِذَا نَامَتِ العَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ

اس وحی سے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں آتی ہے انکار مت کرو۔ کیونکہ آپ کا قلب مبارک جاگتا رہتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں بظاہر سو جاتی تھیں۔

وَذَاكَ حِينَ بُلُوغٍ مِنْ نُبُوَّتِهِ   فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيهِ حَالُ مُحْتَلِمِ

اور خواب میں وحی کا آنا اس وقت سے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلوغ نبوت کو پہنچنے والے تھے پس ایسی حالت میں جب آپ پورے بالغ ہیں وحی سے انکار کی گنجائش نہیں۔

تَبَارَكَ اللهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ   وَلَا نَبِيٌّ عَلَى غَيْبٍ بِمُتَّهَمِ

اللہ اللہ! بھلا وحی کبھی کسبی ہو سکتی ہے اور کوئی پیغمبر کبھی اخبار غیب پر متہم ہو سکتا ہے۔ یعنی نہ

دی کسبی ہو سکتی ہے اور نہ نبی صادق پیشگوئی سے متہم ہوتا ہے۔

کَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک نے بارہا مریضوں کو چھو کر اچھا کر دیا اور دیوانوں کو قیدِ جنوں سے رہا کیا، بہت سے گمراہوں کو گناہوں کی قید سے نجات دی

وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَاءَ دَعْوَتُهٗ حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِى الْاَعْصُرِ الدُّهُمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نے خشک سال کو ایسا سرسبز اور شاداب کر دیا کہ وہ سرسبز سال سالہائے زمانہ کی پیشانی کی زیب و زینت ہو گیا۔

بِعَارِضٍ جَادَ اَوْ خِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا سَيْبًا مِنَ الْيَمِّ اَوْ سَيْلًا مِنَ الْعَرِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا نے خشک سالی کو ایسے بادل کے ذریعے سرسبز کر دیا جو خوب دل کھول کر برسا۔ یہاں تک کہ وادیوں پر دریا کا گمان ہوتا تھا یا معلوم ہوتا کہ عرم کا سیلاب اس میں ٹوٹ پڑا ہے۔

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ مِنَ النَّبِيِّيْنَ اِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

آیاتِ قرآنیہ ہمیشہ کے لئے بطور زندہ معجزہ ہمارے پاس رہیں گی سو اس خصوصیت سے وہ کل معجزوں پر جو انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوئے ہیں، فائق ہیں کیونکہ وہ معجزات صرف اسی وقت کے لئے تھے بعد میں صرف حکایات ہو گئے

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِىْ مَدَدٍ وَفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِى الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

آیاتِ قرآنیہ کئی ایک معانی پر مشتمل ہیں جو موج دریا کی طرح ایک دوسرے کے مؤید ہیں اور وہ خوبصورتی اور قیمت میں گوہرِ دریا سے کہیں بڑھ کر ہیں

كَاَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوْهُ بِهٖ مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَاؤُوْهُ كَالْحُمَمِ

گویا آیاتِ قرآنیہ حوضِ کوثر ہیں جس سے قیامت کو گنہگاروں کے چہرے منور ہو جائیں گے حالانکہ حوض پر آنے سے پہلے وہ کوئلوں کی طرح سیاہ ہوں گے۔

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ ۔۔۔ وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ

کیونکہ آنکھ کبھی آشوب کی وجہ سے سورج کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور کبھی منہ کی بیماری کے باعث پانی کا مزہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

يَا خَيْرَ مَنْ يَمَّمَ الْعَافُونَ سَاحَتَهُ ۔۔۔ سَعْيًا وَفَوْقَ مُتُونِ الْأَيْنُقِ الرُّسُمِ

اے ان تمام مقدسین کے اعلیٰ و افضل جن کے دربار کے سائلین، پیادہ دوڑتے ہوئے اور تیزگام اونٹنیوں پر سوار ہوکر قصد کرتے ہیں۔ اے ان تمام اہلِ جود و کرم سے اعلیٰ و افضل جن کی بارگاہ میں اہلِ حاجت پیادہ اور تیز رفتار اونٹوں پر دوڑے چلے آتے ہیں۔

وَمَنْ هُوَ الْآيَةُ الْكُبْرَى لِمُعْتَبِرٍ ۔۔۔ وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمَى لِمُغْتَنِمِ

اے وہ ذاتِ اقدس، جو عبرت گیر کے لئے نشانِ عظیم ہیں اور اے وہ وجود مقدس، جو غنیمت سمجھنے والے (یعنی جو سائل تھوڑی چیز کے مل جانے کو غنیمت سمجھتا ہے) کیلئے بڑی نعمت ہیں

سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَيْلًا إِلَى حَرَمٍ ۔۔۔ كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِي دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے جس طرح چاند رات کو تاریکی شب میں چلتا ہے

وَبِتَّ تَرْقَى إِلَى أَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً ۔۔۔ مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات چڑھتے چڑھتے منزلِ قابِ قوسین پر پہنچے (یعنی آپ اور خدا تعالیٰ کے درمیان میں دو گوشۂ کمان کا فرق تھا) یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی اور نہ ہی طلب کی گئی یعنی اس سے قبل نہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلب گار رہا۔

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا ۔۔۔ وَالرُّسُلِ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلَى خَدَمِ

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا پیشوا بنایا جس طرح آقا اپنے خادموں کا پیشوا بنایا جاتا ہے

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ ۔۔۔ فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تو تھے کہ جس لشکر میں آپ علمبردار تھے اُس کی معیت میں سات آسمانوں کو طے کیا۔

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِمُسْتَبِقٍ ۔۔۔ مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِمُسْتَنِمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھتے بڑھتے وہاں پہنچے کہ کسی دوسرے آگے بڑھنے والے کے لئے کوئی درجہ قرب کا نہ رہا اور نہ کسی اوپر چڑھنے والے پیغمبر یا جبرائیل کے لئے کوئی چڑھنے کے لئے جگہ باقی رہی۔

خَفَضْتَ کُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَۃِ اِذْ ۔۔۔ نُوْدِیْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لئے مفرد علم کی طرح بلائے گئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام انبیاء علیہم السلام کے مقامات کو اپنی منزلت عالیہ کے مقابلے میں پست کر دیا

کَیْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ ۔۔۔ عَنِ الْعُیُوْنِ وَسِرٍّ اَیِّ مُکْتَتِمِ

بساطِ قرب پر آپ اس لئے بلائے گئے تھے کہ آپ اس نعمت وصل سے بہرہ ور ہوں جو کبھی کسی مقرب کی آنکھ کو دیکھنا نصیب نہیں ہوئی اور اس راز سربستہ پر اطلاع پائی جس پر کبھی کوئی عارف آگاہ نہیں ہوا

فَحُزْتَ کُلَّ فَخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ ۔۔۔ وَجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمِ

پس نتیجہ اس ملاقات کا یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر قسم کی عزت بلا شرکت غیرے حاصل کی اور ہر ایک مقام سے بلا مزاحمت گذر گئے

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّیْتَ مِنْ رُتَبٍ ۔۔۔ وَعَزَّ اِدْرَاکُ مَا اُوْلِیْتَ مِنْ نِّعَمِ

جن مدارج عالیہ پر آپ متمکن کئے گئے ان کی قدر و منزلت بہت بڑی ہے اور جو نعمتیں آپ کو دی گئیں ان کا حصول کسی غیر کے لئے مشکل ہے کیونکہ ان کی تمثیلات اور نظائر دنیاوی نعمتوں میں مفقود ہیں۔

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا ۔۔۔ مِنَ الْعِنَایَۃِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْهَدِمِ

مسلمانو! یہ مژدہ خاص ہمارے لئے ہے کہ خدا کے فضل سے حضور علیہ السلام کی شریعت حقہ ہمارے لئے ایک ایسا ستون ہے جو کبھی لغزش نہیں کھائے گا بلکہ ہمیشہ کے لئے مستحکم اور مضبوط رہے گا۔

لَمَّا دَعَى اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ ۔۔۔ بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

جب حضور علیہ السلام کو جو امت کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلاتے ہیں، خدا تعالیٰ نے بہترین پیغمبران (علیہ وعلیہم السلام) کہہ کر پکارا تو بلاشک ہم اشرف الامم ٹھہرے

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ ۔۔۔ اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

اور جس شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد ہو اگر اس کے سامنے جنگلوں کے شیر بھی آجائیں تو مارے خوف کے دم بخود ہو جاتے ہیں

وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ ۔۔۔ بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَصِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی غلام کو نہ دیکھو گے کہ آپ کی امداد سے وہ فتح مند نہ ہو اور آپ کا مخالف کوئی ایسا نہ ہوگا جو ذلیل اور شکستہ حال نہ ہو

اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِيْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ ۔۔۔ كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِيْ اَجَمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو اپنے دین کے قلعہ میں لے لیا جس طرح جنگل کا شیر اپنے بچے کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدَلٍ ۔۔۔ فِيْهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

کئی بار قرآن مجید نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کرنے والوں کو نیچا دکھایا اور کئی دفعہ معجزات نے سخت ترین دشمن کو مغلوب کیا

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْاُمِّيِّ مُعْجِزَةً ۔۔۔ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّاْدِيْبِ فِي الْيُتُمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جاہلیت میں اُمّی ہو کر علم حقیقی کا عالم ہونا اور یتیم رہ کر صاحب ادب ہونا ایک سمجھدار آدمی کیلئے یقینی حجت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معجزہ ہے

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا ۔۔۔ لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

اے میرے غمگسارو! میرے نفس کی تجارت کو تو دیکھو کہ اس نے نہ تو دنیا کے عوض میں دین خریدا اور نہ اس کے خریدنے کا ارادہ کیا ہے

وَمَنْ یَبِعْ اٰجِلاً مِنْہُ بِعَاجِلِہٖ   یَبِنْ لَہُ الْغَبْنُ فِیْ بَیْعٍ وَفِیْ سَلَمٖ

جس شخص نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا تو کچھ شک نہیں کہ اس نے بیع اور سلم دونوں میں بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے

اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَہْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ   مِنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمٖ

میں اگرچہ گناہ کا مرتکب ہوتا رہا ہوں پر میرا وہ تعلق جو حضور علیہ السلام سے ہے ہرگز قطع نہیں ہو سکتا اور نہ میری امید کی رسی کٹ سکتی ہے

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّۃً مِنْہُ بِتَسْمِیَتِیْ   مُحَمَّدًا وَّھُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمٖ

چونکہ میرا نام بھی محمد ہے سو اس ہمنامی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازم الایفا ہو گیا ہے کیونکہ آپ تمام دنیا سے ایفائے عہد میں بڑھے ہوئے ہیں۔

اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا بِیَدِیْ   فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ یَا زَلَّۃَ الْقَدَمٖ

اگر قیامت کے دن آپ ازروئے مہربانی و پیمان میری دستگیری نہ فرمائیں گے تو مجھے کہنا چاہیئے کہ ہائے لغزش یعنی میری قسمت!

حَاشَاہُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ   اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمٖ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے یہ بعید ہے کہ آپ کے الطاف کرم امیدوار کو محروم کریں یا آپ کے الطاف سے وہ محروم کیا جائے اور آپ کا پناہ گزیں آپ کی درگاہ سے بلا احترام واپس ہو

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْکَارِیْ مَدَائِحَہٗ   وَجَدْتُّہٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزَمٖ

میں نے جب سے اپنے افکار کو حضور علیہ السلام کی نعت کے لئے لازم یا وقف کر دیا ہے تب سے میں نے حضور علیہ السلام کو اپنی نجات کا بہترین معاون پایا

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْہُ یَدًا تَرِبَتْ   اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْھَارَ فِی الْاَکَمٖ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی کسی خاک آلودہ ہاتھ کو نہیں چھوڑتی کیونکہ بارش ٹیلوں پر بھی پھول کھلاتی

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ ‌ ‌ ‌ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے اشرف المخلوقات! سوائے آپ کے بوقت نزول حادثاتِ عامہ کوئی ایسا نہیں ہے جس کے پاس جا کر میں پناہ لوں

وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللهِ جَاهُكَ بِي ‌ ‌ ‌ إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

جب خداوندِ کریم قیامت کے دن منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو حضور علیک الصلوٰۃ والسلام میری شفاعت کرنے میں آپ کا مرتبہ علیا و شانِ اعلیٰ کم نہیں ہو سکتا

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ‌ ‌ ‌ وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

آپ ہی کی بخشش سے دنیا اور اس کی سوت (آخرت) معرضِ وجود میں آئیں یا رسول اللہ! اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا ایک جزو ہے

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِي مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ ‌ ‌ ‌ إِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

اے نفس! اس خیال سے کہ تیرے گناہ بڑے ہیں ناامید نہ ہونا کیونکہ مغفرت کے لئے گناہِ کبیرہ کیا اور صغیرہ کیا سب برابر ہیں

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّي حِينَ يَقْسِمُهَا ‌ ‌ ‌ تَأْتِي عَلَى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

اس میں شک نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنی رحمت کو تقسیم فرمائیں گے تو رحمت گناہگاروں کے حصہ میں بقدر گناہ آئے گی

يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِي غَيْرَ مُنْعَكِسٍ ‌ ‌ ‌ لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِي غَيْرَ مُنْخَرِمِ

اے میرے خدا! میری امید کو جو تجھ سے وابستہ ہے رد نہ کر! اور میرے یقین کو جو تیری رحمت کے متعلق ہے منقطع نہ فرما

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ إِنَّ لَهُ ‌ ‌ ‌ صَبْرًا مَتَى تَدْعُهُ الْأَهْوَالُ يَنْهَزِمِ

خدایا! دونوں جہانوں میں اپنے بندہ پر مہربانی کر کیونکہ اس کا صبر ایسا کمزور ہو گیا ہے کہ جب مصیبتیں اس کو مقابلہ کے لئے بلاتی ہیں تو وہ تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگنے لگتا ہے

وَائْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوةٍ مِّنْكَ دَائِمَةٍ　　عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمِ

خدایا! اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم دے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر وقت برستے رہیں

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ　　اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

خدایا! حکم دے کہ رحمتِ دائمی کے بادل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب اور تابعین

(علیہم الرضوان) پر جو پرہیزگار تھے اور پاکباز اور صاحب حلم و کرم تھے) برستے رہیں

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيْحُ صَبًا　　وَاَطْرَبَ الْعِيْسَ حَادِي الْعِيْسِ بِالنَّغَمِ

بارانِ رحمتِ خدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل و اصحاب اور تابعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

پر اس وقت تک برستا رہے جب تک کہ بادِ صبا درخت بان کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے اور

حدی خوان سواری کے اونٹوں کو اپنے سریلے نغموں سے سرور میں لاتا ہے

مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ اِرم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہبود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود
فتقِ ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام

ماہِ لاہوت-خلوت پہ لاکھوں درود
شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

لیلۃُ القدر میں مطلعِ الفجرِ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال
اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

اشکباری مژگاں پہ برسے درود
سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

معنیٔ قد رأی مقصدِ ما طغیٰ
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

شبنمِ باغِ حق یعنی رخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

ریشِ خوش معتدل مرہمِ ریشِ دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اُس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جان بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

دوش بردوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسود کعبہ جان و دل
یعنی مُہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

انبیا تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآن نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

مہد والا کی قسمت پہ صدہا درود — برج ماہ رسالت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن — اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

فصل پیدائشی پر ہمیشہ درود — کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود — بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود — پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

روز گرم و شب تیرہ و تار میں — کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک — اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

لطف بیداری شب پہ بے حد درود — عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام

خندہ صبح عشرت پہ نوری درود — گریہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام

نرمی خوئے لینت پہ دائم درود — گرمی شان سطوت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں — اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی — آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام